مکتوبات اشرفی

از رشحاتِ قلم

غوث العالم حضرت سید شاہ اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ

۶۸۸ھ/۱۲۸۹ء ———— ۸۰۸ھ/۱۴۰۵ء

جامع مکتوبات

مخدوم الآفاق حضرت سید شاہ عبد الرزاق نور العین رحمۃ اللہ

حسبِ ارشاد

شیخ الملت حضرت سید شاہ محمد اظہار اشرف مدظلہ

مترجم و محشی

علامہ سید شاہ محمد ممتاز اشرفی

باہتمام: شبیر محمد قادری

ناشر: دار العلوم اشرفیہ رضویہ
گلشن بہار سیکٹر اورنگی ٹاؤن کراچی پاکستان

مکتوباتِ اشرفی

از رشحاتِ قلم

غوث العالم حضرت سید **شاہ اشرف جہانگیر** سمنانی رحمۃ اللہ علیہ

۶۸۸ھ ——— ۸۰۸ھ

جامعِ مکتوبات

مخدوم الآفاق حضرت سید **شاہ عبد الرزاق نور العین** رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ارشاد

شیخ الملّت حضرت سید **شاہ محمد اظہار اشرف** مدظلہ العالی

(سجادہ نشین سرکار کلاں درگاہ شریف کچھوچھہ)

مترجم و محشّی

علامہ سید **شاہ محمد ممتاز** اشرفی

باہتمام : شیر محمد قادری

ناشر

دار العُلوم اشرفیہ رضویہ

گلشنِ بہار سیکٹر 16 اورنگی ٹاؤن کراچی پاکستان

نام کتاب ——— مکتوباتِ اشرفی

مصنف ——— محبوبِ یزدانی حضرت سید شاہ اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ

جامعِ مکتوبات ——— مخدوم الآفاق حضرت سید شاہ عبد الرزاق نور العین رحمۃ اللہ علیہ

مترجم و محشّی ——— علامہ سید شاہ محمد ممتاز اشرفی

باھتمام ——— شیر محمد قادری

کمپوزنگ ——— محمد عمر حسین اشرفی
Email: muhammadumer@hotmail.com

سن طباعت ——— 2000ء

قیمت ———

ملنے کا پتہ

دار العلوم اشرفیہ رضویہ گلشنِ بہار سیکٹر 16 اورنگی ٹاؤن کراچی پاکستان
Email: mumtazashrafi@hotmail.com
Phone #: 92-21-6662282

مکتوباتِ اشرفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملنے کا پتہ

دارالعُلوم اشرفیہ رضویہ گلشنِ بہار سیکٹر 16 اورنگی ٹاون کراچی پاکستان
Email: mumtazashrafi@hotmail.com
Phone #: 92-21-6662282

ابوالمحمود سید
محمد اظہار اشرف الاشرفی الجیلانی
سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف
ضلع امبیڈکر نگر (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ المختار وعلی الہ الاشراف الاظہار واصحابہ الاخیار مکتوبات اشرف غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کے خطوط کا مجموعہ ہے جو اہل بصیرت کے لئے مشعل راہِ ہدایت ہے۔ جس کو آپکے جانشین و سجادہ نشین مخدوم الآفاق حضرت مولانا الحاج سید عبد الرزاق نور العین اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپکی حیات میں جمع فرمایا تھا۔ ایک زمانے سے نایاب تھا یہ مجموعہ فارسی زبان میں تھا جس سے ہر شخص استفادہ نہیں کر سکتا تھا۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ فاضل گرامی مولانا سید ممتاز احمد صاحب اشرفی سلمہ جنہیں اشرفی خلافت بھی حاصل ہے انہوں نے اردو زبان میں منتقل کر کے ایک بہت اہم کارنامہ انجام دیا ہے یقیناً موجودہ دور کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے اِس عظیم کارنامے پر مولانا موصوف تمام اہلسنت و جماعت بالخصوص متوسلین سلسلہ اشرفیہ کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں مولانا موصوف ایک باصلاحیت مخلص اور

محرک عالم دین ہیں۔ میری دعا ہے کہ مولیٰ تبارک تعالی بطفیل مخدوم سمنان انکی عمر میں برکت عطا فرمائے اور انکی اِس عظیم خدمت کو قبول فرمائے (آمین)

فقط دعا گو

سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی
سجادہ نشین سرکار کلاں
مورخہ ۲۳ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ



قائدِ اہلسنت مبلغِ اسلام حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی دامت برکاتھم عالیہ

(چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی خلق الانسان و علمه البیان والصلٰوۃ والسلام علی من ھدانا للصواب ووعدعلیه جزیل الثواب فاعظم البشری وعلی اله العظام و صحبة الکرام والمنتمین الیه دنیا واخری.

سلاسلِ تصوف میں ایک مشہور و معروف سلسلہ روحانیہ قادریہ اشرفیہ و چشتیہ اشرفیہ ہے جو براہِ راست محبوبِ سبحانی غوثِ صمدانی سیدی عبد القادر الجیلانی سے نسباً تعلق رکھتا ہے جسکی مقبولیت پر کسی خارجی شہادت کی چنداں حاجت نہیں بلکہ مفسرین و محدثین اور مقتدر علمائے کرام کی اس سے وابستگی ہی اس پر واضح دلیل ہے۔ صدر الافاضل مفسرِ قرآن مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، محدثِ اعظم ہند مولانا سید محمد کچھوچھوی، امام النحو شارح بخاری علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیھم اجمعین کے علاوہ پاک و ہند کے مقتدر علمائے کرام سلسلہ اشرفیہ کے وہ تابناک موتی ہیں جن سے سلسلہ اشرفیہ کے انوار اطرافِ عالم کو منور کر رہے ہیں اور یہ آفتابِ اشرفیہ مخدوم حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان ہے جو عظیم افراد کی صورت میں امت مسلمہ کو ملا۔ اور اسی فیضِ مخدوم پاک سمنانی علیہ الرحمہ کی ایک کرن "مکتوباتِ اشرفی" ہے جو سلسلہ تصوف کی عظیم کتاب کی صورت میں امت مسلمہ کو ملی۔

چونکہ اصل کتاب فارسی زبان میں تھی جس سے ہر ایک استفادہ نہیں کر سکتا تھا۔ بایں سبب سجادہ نشین سرکار کلاں شیخ الملت حضرت علامہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی مدظلہ العالی کے ارشاد پر آپ کے خلفاء میں سے خلیفہ مجاز فاضل نوجوان حافظ قاری مولانا سید شاہ محمد ممتاز اشرفی مہتمم دارالعلوم اشرفیہ رضویہ سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے نیز جابجا حواشی رقم کر کے برائے فہم آسانی مہیا کی ہے۔ پس اب مکتوباتِ اشرفی اہلِ علم اور اہلِ ذوق ہی کیلئے نہیں بلکہ عامۃ المسلمین کیلئے بھی مفید و منافع ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو مخدوم پاک شاہِ سمنان قدس سرہ العزیز کے فیوضات و برکات نصیب فرمائے اور فاضل مترجم کو دین و دنیا میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

فقیر
[illegible]
یکم ربیع الاول المنور
۱۴۳۱
نزیل کراچی

۴۳واں مکتوب

(مراتبِ ظہوری کا بیان)

زبدة الآفاق، عمدة الاخلاق، نور حذقة السيادة، نور حديقة النقباء فرزند اشرف الاعراق على الاطلاق سيد عبد الرزاق رَزَقَهُ اللّٰهُ تَعَالىٰ رُتْبَةَ الأُشْرَفِيَّة وَ دَرَجَةَ الشَّكُرَفِية، درویش اشرف ابراہیم جہانگیر السمنانی السامانی النورن البخشیہ کی جانب سے دعائے مشتاقانہ و ثنائے مشفقانہ قبول فرمائیں۔ نامہ نور دیدہ دودمانِ نور بخشیہ و نمیقہ سرور رسیدہ خاندانِ زرور بخشیہ جو کہ راہِ سلوک کے عقود کے مختلف استفسار اور درگاہِ نامتناہی کے فلوک کے مختلف استظہار پر مشتمل ہے۔ اشرفِ اوقات والطفِ ساعات میں وصول پایا۔ قطعہ

رسید از نور خورشید ولایت * کہ تابد بر سپہر منقب آرای
خجستہ نامہ و رنگین عبارت * ز دست آفتاب نور ابنای
در و گوہر ز دریای معانی * کہ در ہر در بود دریای در زای
زہر در درج جوہر جوہر درج * کہ ہر جوہر خراج دین و دنیای
مبارک نامہ از کافور و عنبر * بہم کافور و عنبر مشک اندای
ز نور دیدہ چشم ولایت * رسید از نور چشم و مردم افزای

ترجمہ: خورشید ولایت کے نور سے پہنچا کہ اس کی چمک سے آسمانِ منقب آراستہ ہے۔ مبارک نامہ اور رنگین عبارت جو آفتاب کے نور کے دست سے ہے۔ اس میں معانی کے در و گوہر کا سمندر ہے۔ ہر دَر میں دریا سے دُر ہے۔ اور ہر جوہر میں دوسرا جوہر درج ہے۔ کہ ہر جوہر دین و دنیا کا خراج ہے۔ مبارک

نامہ کافور و عنبر سے ہے کہ کافور و عنبر مل کر مشک ہے۔ نور دیدہ چشم ولایت سے یہ نامہ نور چشم بڑھانے والے کے پاس پہنچا۔

صُوَرِ حروف کے معانی کی اطلاع سے کہ اس سے صُوَرِ علمیہ الہیہ کا انکشاف ہوا۔ اور سورہ الوف کی نکتہ دانی کے استماع سے کہ اس سے دُرَرِ بحرِ نامتناہیہ میں ایلاف ہوا۔ فیض بخشا اور مقامِ عینیت کو پہنچا۔ خاتم الکبری کے شعر سے یہ خبر ہے۔

كُنَّا حُرُوُف عاليات لم نقل * متعقلات فی ذری اعلل القلل

لرانت فيه و نحرانت وانت هو * فالكل فی هو هو قل عمن وصل

ترجمہ: ہمارے پاس ایسے عالی حروف پہنچے۔ کہ جسے ہم نے نقل نہیں کیا۔ ان اعلی ذروں سے بہت کم لوگ متعقل ہوتے ہیں۔ البتہ اسی میں رؤیت و خدائیت ہے۔ پس کل ھو ھو میں پوشیدہ ہے۔ لیکن بہت کم لوگ وہاں تک پہنچ سکے ہیں۔

اور سورہ صفوف کے عیانی کے استماع سے کہ انعدامِ فرقتِ صوری سے مشعر اور انہزامِ ہجرتِ ضروری سے مخبر ہے۔ لوگوں کے شعور وہاں تک جانے سے معذور ہیں۔ اور وہ غربتِ حزن میں پڑے ہیں۔ ان کی اپنی خوشی تو اپنے وطن میں ہے۔ اس لئے وہ اس طرف نہیں آتے۔ اور فقط لطف و مہربانی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس صورت میں لطف و مہربانی تو ہے۔ لیکن حالیتِ مجدیت نہیں ہے۔ اس قرۃ العیون کی مواصلت کے نزاع و سرۃ المحزون کی مصاحبت کے التیاع کے نو مراتب ہیں۔ جو کہ شرح میں آتے ہیں۔ اس دوحئہ درایت کہ اس ثمر کے شوقِ رخسار میں ہے۔ قطعہ

شرح شوق دیدن دیدار دوست * نیست چند آں کز قلم آید بجای

گر نبات اقلام و اوراق مشجود * باشد و دریای سبعه دودہای

خامہ زن گر انس و جن باشد بہم * از ازل آید ابد در انتہای

بر نیاید ہیچ کہ زین عہده * گر بہم آیند املاک السمای

ترجمہ: دوست کے دیدار کے شوق کی شرح قلم ہر گز نہیں لکھ سکتا۔ اگر جہاں کے درختوں کے پتوں کو صفحہ اور ان کے شاخوں کو قلم بنالیا جائے اور ساتوں سمندر کے پانی کو روشنائی بنالی جائے اور جن وانس مل کر ازل سے ابد تک لکھتے رہیں تب بھی اس کی شرح کی ذمہ داری سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔

وقت وہ پہنچا ہے کہ نامہ میں جو کچھ ہے۔ اُسے مختصر طور پر بیان کر دیا جائے۔ بقول حتاّم کے بہت سے جسم اس وادی میں تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ اور اپنے آپ سے بھی جدا ہوتے ہیں۔ سفر کی اذیت برداشت کر کے بزرگی اور شرف حاصل کرتے ہیں۔ اور تم بھی اس راہ کی تکلیف برداشت کر کے شرف و بزرگی حاصل کروگے۔ شعر

انی لا اشکوا خطو بالا اعیناً * لیس الناس من عذری و من عربی

کا الشمس یبکی ولا یددری عبرته * من حرقة النار ام فرقة العسلی

ترجمہ: بے شک میں ازروئے پیغام کے شکایت نہیں کرتا۔ لوگ عذری ہیں نہ عربی۔ جیسے سورج آنسو بہاتا ہے۔ اور اپنی عبرت نہیں جانتا۔ کہ یہ آگ کی حرقت سے ہے یا عسل کی فرقت سے ہے۔

حکایت میں آیا ہے کہ حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی اور حضرت قدوۃ العشاق (ابو سعید ابو الخیر) کے درمیان فراق ووصال کے بارے میں گفتگو ہوئی۔

ایک نے فرمایا کہ ازل سے ابد تک غم ہی غم ہے۔دوسرے نے فرمایا کہ ابتدا سے انتہا تک شاد ہی شاد ہے۔ اسکے بعد حضرت شیخ ابو العباس (حضرت خضر علیہ السلام) کی خدمت میں پہنچے۔ اور اپنی مبحث کو انکے سامنے پیش کیا۔آپ نے سن کر فرمایا کہ پسر کی منزل گاہ اس سے بالاتر ہے کہ شاد ہو۔ یَا غَمُّ لَیْسَ عِنْدَ اللّٰہِ صَبَاحٌ وَلاَ مَسَاءٌ۔ اے غم : اللہ تعالیٰ کے پاس صبح وشام نہیں ہے۔ قطعہ

ہمای اوج دین عنقای توحید * کہ ازوے پر شدہ از قاف تا قاف
ز خاور تا بحد باختر پر * سعادت کرد از خورشید الطاف

ترجمہ : اوجِ دین کا ہُما' توحید کا عنقا کہ اس سے تمام دنیا پُر ہے۔ مشرق تا مغرب خورشید الطاف سے سعادت ہی سعادت ہے۔

حقائقِ انسانیہ و دقائقِ حیوانیہ علم میں صوَر علمیہ اور اعیانِ ثابتہ کیساتھ باہم ہیں۔ صحرائے وحدت میں کچھ امتیاز پیدا ہوا ہے۔اور بیدائے تعین سے ھویدا ظاہر ہوا ہے۔ قطعہ

بہم بودیم در صحرائے وحدت * کہ در ہمہ باہم آسودیم یک جای
بوحدت از ہم آمد امتیازی * کہ نیاید در دل ادراک ہر رای

ترجمہ : ہم باہم صحرائے وحدت میں ہیں۔ کہ اس جگہ ہم سب آسودہ ہیں۔ وحدت سے امتیاز آیا۔ ہر ایک کیلئے دل میں ادراک نہیں آتا۔

واحدیت میں جو کہ تعینِ ثانی[1] سے عبارت ہے۔امتیازِ کلی اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور تجلیٔ ثانی میں جو کہ تفصیلِ ربانی سے عبارت ہے۔ ابرازِ اصلی آشکار ہوتی ہے۔ جیسا کہ اعیانِ حقائق نے دوسرے کا مشاہدہ کیا ہے۔ ماہیاتِ دقائق

۱۔ تعین ثانی اور اس سے متعلق دیگر ابحاث مکتوب نمبر ۵ کی حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

میں معائنہ کا سر بسر ظاہر ہوا۔ قطعہ

چوں اعیان از رہ صحرای اجمال * بتفصیل آمد ند ہر یک بجر جای
حقائق یک دیگر بر ہم نمودند * فراق از پید وصل پیدا شدز اخفای

ترجمہ: جب اعیان نے صحرائے اجمال کی راہ سے ہر ایک جگہ تفصیل لایا۔ تو ایک دوسرے کے حقائق ظاہر ہوئے۔ وصل سے فراق پیدا ہوا۔

واحدیت نے صحرائے ارواح میں جلوہ کیا اور اُس جگہ صُوَر مثالی دیکھا۔ اور ارواح نے اکملِ روحانیہ وجوبیہ سے اسفل روحانیہ تک ظہور فرمایا۔ مثنوی

چوں انسان را حقیقت ہم چوں شہباز * ز دیگر واحدیت کرد پرواز
نشیمن ساختہ بر شاخ ثانی * بباغ رو کردہ باغبانی

ترجمہ: جب انسان کیلئے حقیقت اس طرح شہباز ہوئی کہ واحدیت سے پرواز کی۔ دوسرے شاخ پر اپنے لئے نشیمن بنایا۔ اور باغِ روح میں باغبانی کی۔

اس فضائے شجرہ میں روحِ انسانی سے فروغِ کثیرہ ظاہر ہوئے۔ اور بر سبیل اجمال فروغ یہ ہے۔ کہ عقل ہر نفس جوہر کیلئے متشکل ہوئی۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ[1] فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ بنسبتِ ماسبق اسفل اور بنسبتِ مابعد اعلیٰ ہونا چاہیئے۔ اور اس جگہ پَر وبال شاخِ مثال پر کشادہ ظاہر ہوتا ہے۔ قطعہ

ہماری روح چوں از شاخِ وحدت * ویرواز آمدہ از لطفِ دارای
وز آں جا آمدہ در واحدیت * بہم بر زد بتفصیل دل آرای

---

[1] پ ۳۰ سورہ تین ۴، ۵ ترجمہ: بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا۔ پھر اسے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا۔

دگر رہ چوں ز شاخ واحدیت * بپر واز آمدہ از قاف عنقای

بباغ روح آمد در ترنم * فراز چار شاخ بار افزای

درآں جادر مثال آمد بپرواز * بپرواز آمدہ تا جسم پروای

ترجمہ: جب ہُما کی روح پروردگار کے لطف سے شاخِ وحدت سے پرواز کر کے آئی۔ تو اُس جگہ سے باہم تفصیل میں ملی۔ دوسری راہ جب شاخِ واحدیت سے عنقا قاف سے پرواز کر کے آئی توباغِ روح سے ترنم میں آئی تو چاروں شاخیں کشادہ ہوئیں۔ اس جگہ پرواز کی مثال میں آئی۔ پرواز سے جسم کی پرورش میں آئی۔

ایک مدت تک ارواح نے شاخِ مثال پر ترنم و مقال کیا۔ اور پھر شاخِ مثال سے اجسام باغ میں آئی۔ اور فروعاتِ شجر جسمانی و ثمارات دوحہ گھانی برسبیل کلیہ اٹھائیس ہیں۔ جسمِ کل، عرش کرسی، فلک زحل، فلک مشتری، فلک مریخ، فلک شمس، فلک زہرہ، فلک عطارد، فلک قمر کرہ، اسیر کرہ، ہواکرہ، آب کرہ، خاک، جمادات، نباتات، حیوان اور انسان ہیں۔ پس حقیقتِ انسانی نے مراتبِ مذکورہ میں سے ہر مرتبہ کو عبور کیا۔ تو اُس جگہ میں ظہور فرمایا۔ اور یہ دوسرے موجودات سے موجود ہے۔ اور لطافت سے غایتِ کثافت، نہایتِ کثافت اور نہایتِ بُعد میں آخرین واسفل ہے۔ پس ہر فیض کہ اسکی خوشبو پہنچتی ہے۔ اولاً مراتبِ عالیہ پر عبور کرنا ہوتا ہے۔ اور اُسکے احکام وآثار سے رنگین ہونا پڑتا ہے۔ اور وہ خوشبو جوکہ جامع ترین موجودات ہے۔ اور بحسبِ جمعیت و معنویت عالمِ دیگر ہے۔ اگرچہ بحسبِ صورت اُسکی داخلی شان ہے۔ اس عالم کو عالمِ انسان کہتے ہیں۔ جوکہ ظہورِ ذات سے عبارت ہے۔ اور احدیتِ جمع جمیع موجوداتِ سفلی وعلوی صوری ومعنوی ہے۔ مثنویات

در آں گلزار چوں کم دیدارام * نہادہ رد بسوی باغ اجسام
نہال جسم را بسیار شناخت * کہ بلبل را درد میدان فراخست
چو انسان شاخ پائین شجر شد * ازاں ہر شاخ شاخش پر ثمر شد
بلی شاخی کہ دارد میوہ بسیار * نہد سر در نشیب از بار اثمار
گلِ گلزار انسانی غربست * مل بازار سبحانی عجیب است
زہی باغی کہ ازوی شاخ انسان * دہد مر باغبان را بار عرفان
ہمہ در وی کلی اسماء کلی * شگفتہ از نسیم فیض ازلی
درخت باغ را ایں طرفہ بارست * کہ در بارش درختاں و ثمار است
ہزاران بلبل اندر باغِ علم * یا سماء میکند باہم ترنم
عجب ایں قطرہ از دریای وحدت * کہ در قطرہ بود صحرای کثرت
دریں قطرہ چو کرد و بحر مواج * دری آمد کہ باشد درة التاج
اگر خواہی کہ در دریاء عرفان * نہی سر ہمچو غواصان وجدان
اشرف آں گوہر بحرِ یقین است * کہ بحرِ وحدت اور اسین است
نہنگ بحر عرفان نام دارد * در بحر نہنگ اشام دارد

ترجمہ: جب اس گلزار مین گم دیدہ آرام نے اپنا چہرہ باغِ اجسام میں رکھا۔ تو پوشیدہ جسم کیلئے بہت زیادہ شاخت ہوئی۔ کہ بلبل کیلئے اس میدان میں فراخ ہے۔ جب انسان شاخ یا شجر ہوا۔ تو اس کی ہر شاخ ثمر سے پر ہوئی۔ کیوں نہیں وہ شاخ بہت زیادہ میوہ رکھتی ہے۔ بارِ اثمار سے نشیب میں سر رکھا۔ گلِ گلزار انسانی غریب ہے۔ سبحانی پھل رکھنے والا بھی عجیب ہے۔ کیا خوب باغ ہے کہ اس سے شاخِ انسان ہے۔ باغبان کو عرفان عطا کرتا ہے۔ اس میں تمام کلی

اسماء نسیم فیض ازلی سے کھلتے ہیں۔ باغ کے درخت کیلئے یہ طرفہ بار ہے۔ کہ اس کے بار میں بہت سارے درخت اور ثمار ہیں۔ ہزاوں بلبل اس باغ میں اسمائے باری تعالیٰ کے مترنم ہیں۔ دریائے وحدت سے یہ عجب قطرہ ہے کہ قطرہ میں صحرائے کثرت ہے۔ جب یہ قطرہ بحر امواج ہوا۔ تو ایک قسم کی شاخ آئی جو کہ درۃ التاج ہوا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ دریائے عرفان میں سر رکھے۔ تو اسی طرح غواصان وجدان ہو جا۔ اشرف وہ گوہر بحر یقین ہے۔ کہ اس کے بحر وحدت کیلئے نرمِ خاک ہے۔ بحرِ عرفان کے تخت پر نام رکھتا ہے۔ کہ بحر نہنگ لایموت رکھتا ہے۔

حقیقتِ انسانی سے ہر مراتب اللہ تعالیٰ کی لاریب کتاب میں موجود ہے۔ بالخصوص تعین و تقید بیان کیا گیا ہے۔ کہ جس کے سبب سے دولتِ قرب سے بہرہ مند ہو جائے۔ اور لذتِ حضور سے مہجور ہو جائے۔ خصوصاً نشائے انسانی و صُوَر جسمانی میں کہ اس جگہ تعین خاص پیدا ہوا ہے۔ اور تقید خاص ہویدا کہ اس کے سبب سے بعض افراد انسانی نے انانیت کے دعوی سے سر اٹھایا۔ اور اَنَارَبُّکُمُ الاَعْلٰی[1] اپنے حال کے فرق کے مطابق رکھا۔ خود کو مستقل الوجود سمجھا۔ اور نمودارِ ابلیسی وآثارِ تلبیسی سے روشنی لینے کی کوشش کی۔ وَمَنْ یَّتَّخِذِ[2] الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا۔ ترجمہ: ''اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ صریح نقصان میں پڑا''۔ حقیقتِ انسانی صحرائے دوری وبیدائے مہجوری میں شاہ سوار ہو کر ہوائے نفس کا شکار ہو گئی۔

---

[1] پ ۳۰ سورہ نازعات ۲۴۔ ترجمہ: میں تمھارا سب سے اونچا رب ہوں۔

[2] پ ۵ سورہ نساء ۱۱۹۔

اور شیطان کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس گئی۔ مثنوی

شاہباز دگر وحدت بال و پر * بر ز داز بہر شکار مرغ رای
ناگہاں آمد ہماں اوج لطف * صید کرد و بر دسوی اسنوای

ترجمہ: شاہباز نے بال و پر کی وحدت پر مرغ کی شکار کیلئے مارا۔ اچانک لطفِ اوج کا ہماں آگیا۔ شکار کیا اور روشنی کی سمت لے گیا۔

اچانک صحرائے سعادتِ ازلی و ضیغمِ فزائے دولتِ لم یزلی کے شیر نے پیشہ غیبی و کنامِ لاریبی سے سر پر مارا۔ اہوانِ ہوائی و نخل چیرانِ خود نمائی گوشۂ عدم سے باہر آئی۔ اور اس شکار خوردہ کو صحرائے احدیت و فضائے صمدیت کی جانب مائل کیا۔ ارادت کا سر حضرت میں رکھا کہ اس کے دست سے یہ کام ظاہر ہوا۔ جب اس کی جانب سے بدا از احدیت نے نزول فرمایا۔ تو وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی[1] کی سرحد میں پہنچا۔ اب نزول کی سرحد سے عروج کرتا ہے۔ بمقتضائے وَاِلَیْهِ یَعُوْدُ[2] اور كُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِهٖ واحدیت و وحدت کے بالا ترین میں سیر کرتا ہے۔ اور ایسے نہج پر پہنچتا ہے کہ وہاں سے ترقی چاہتا ہے۔ قطعہ

زہے سالک راہ گیتی نورد * کہ آمد ز وحدت منازل کرای
ز وحدت بسرحد کثرت رسید * با قلیم انسان حیوان نمای
چنانکہ آمد از عین اعیان خویش * بسیر ال صحرای جسم آزمای
از ایں جا بعکس فرود آمدن * ببالا شدن کرد خواہد ہوای
بسر می رود تابعین اعیان * کہ ہست از مراتب سکانہ بجای

---

[1] پ ۱۴ سورہ نحل ۶۰۔ ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے مثل اعلیٰ ہے۔

[2] ترجمہ: اور اسی کی طرف لوٹتا ہے۔ اور ہر شے اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔

باں نور جسم ولایت فروز * بہ بیند جہانرا از سر تا بپای

بہ بیند بخود یا در و ہرچہ ہست * چو اشرف دودہ ہشت منزل سوای

ترجمہ: پیچ و تاب زمانے کی راہ کا سالک کیا خوب ہے۔ کہ وحدت سے منازل کا کام آیا۔ وحدت سے سرحدِ کثرت پہنچا۔ اقلیم انسان سے حیوان ظاہر ہوا۔ جیسا کہ اپنے اعیانِ عین سے آیا۔ جسم نے اس صحرا کی سیر کو آزمایا۔ اس جگہ عکس میں نیچے اک آن ہے۔ اگر ہوای چاہیئے تو بالا ہونا چاہیئے۔ سر سے اعیانِ عین تک جاتا ہے۔ جو کہ اس جگہ مراتبِ سکانہ سے ہے۔ اس نور ولایت فروز کے جسم سے جہاں کو اول تا آخر دیکھتا ہے۔ اپنے اندر جو کچھ ہے اسے دیکھتا ہے۔ جب اشرف نے ہشت منزل طے کی۔

حق عالٰی ہر سالک کو اعلیٰ ترین مراتب بالخصوص مناہبِ ثلثہ روانی سے بہرہ مند فرمائے۔ اُنَادِ بِالنَّبِیِّ ﷺ وَاٰلِہِ الاَمجَادِ۔

۴۴واں مکتوب

(اجرامِ سماویہ کی تاثیرات اور حلقہ انسانیہ علویہ سفلیہ کا بیان)

برادر اعز اشرف الاصحاب و اعز الاحباب زائر الحرمین حاجی عبد الوہاب رَزَقَهُ تَعَالٰی رُتْبَةَ الاَقْطَابِ (اللہ تعالیٰ انھیں اقطاب کا رتبہ عطا فرمائے) درویش اشرف کی جانب دعائے مخلصانہ و صفائے دوستانہ قبول فرمائیں۔ آپ نے اجرامِ سماویہ کی تاثیرات' سیارہ علویہ کی تدویرات اور آبائے ہفتگانہ و امہاتِ چہار گانہ کے ایک دوسرے سے باہم امتزاج و ازدواج سے متعلق سوال کیا ہے۔ قطعہ

زہر ہفت سیارہ چرخ سای * ز ارکان اربع مربع کرای
کہ ہستند آبائے علوی بکار * بارکان سفلی مادر چہار
بہم تا نکردند مادر پدر * نیاید نتائج بروی نظر

ترجمہ: ہر ہفت سیارہ سے آسمان کا سایہ ہے جو کہ اس کے ارکان سے مربع ہے۔ کہ آبائے علوی کام سے ہیں۔ اور ارکان سفلی سے مادر چہار ہیں۔ جب تک مادر پدر باہم نہ ملیں۔ تو اس پر نتائج بھی نظر نہ آئینگے۔

اور حکمت آمیز مقدمات و ہندسہ انگیز مقامات کے بارے میں استفسار کیا ہے۔ تفصیل سے پیش خدمت ہے۔ اولاً جاننا چاہیئے کہ یہ کائنات میں کسی چیز کو بھی اللہ تعالیٰ نے عبث پیدا نہیں فرمایا۔ چنانچہ صاحب پنج گنج اس خزانہ حکمت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

خرامیدن لاجوردی سپہر * ہماں کرد برگشتنِ ماہ و مہر
چنان خیمہ گنبد لاجورد * کہ باسرخ سرخست و بازرد زرد

پسندار کز بہر بازی گریست * سرا پردہ ہم چنیں سر سریست

ترجمہ : نیلے رنگ کا آسمان کا ناز سے چلنا ایسا ہے۔ گویا کہ مہر و ماہ کے بیچ پر ہماں ہے۔ نیلا گنبد ایسا خیمہ ہے کہ سرخ کے ساتھ سرخ اور زرد کے ساتھ زرد۔ بازیگر کیلئے وہ ایسا محبوب ہے کہ اس کے سیر سے سرِ نکالتے ہیں۔

بلکہ اس کے ہر دورہ میں کوئی نہ کوئی کام اور اس کے ہر سیر میں کوئی نہ کوئی قیام موجودات کیلئے تاثیر ہے۔ جو کہ کائنات کے نظام کیلئے ایک اثر رکھتا ہے۔ اور جو کچھ وجودِ ظہور کے عرصہ میں لیا ہے۔ جسم و جان میں آسمان کی صورت میں موجود ہے۔ اور جو کچھ صدورِ نمود کے قرصہ میں لیا ہو۔ اس زمانے میں اس میں پوشید رہتا ہے۔ **مثنویات**

در زمین ہرچہ جسم و جان دارد * اسمان صورتی ازاں دارد

او بریں سایہ نور افگندہ * سایہ ایں بنور آزندہ

اگر آں نور نیک حال بود * عیش ایں سایہ بر کمال بود

در پدید آید اندر و ستی * نتواں دید اندر ان رستی

در ہم ایں نور سایہ پیوستہ * سیرت ایں بسیر آبستہ

چوں ازیں سایہ مارگشت آں نور * گشت ازیں سایہ زندگانی دور

ماچہ و درچہ پایہ ایم ہمہ * چوں زنوریم سایہ ایم ہمہ

زمین میں جو جسم و جان ہے۔ آسمان اس کی صورت رکھتا ہے۔ ان پر نور کا سایہ پڑا ہے۔ اور یہ سایہ اس نور سے نکلا۔ اگر وہ نور نیک حال ہو۔ تو اس سایہ کی زندگی کمال پر ہو گی۔ سستی ظاہر ہوتی ہے۔ پھر کام کی درستگی نہیں دیکھا۔ اس نور کے سایہ میں پیوستہ ہے۔ کہ اس سیر کی سیرت باہم ملے۔ جب اس سایہ

سے وہ نورماں ہوا۔ تو اس سایہ سے زندگانی حاصل ہوئی۔ ہماری تقدیر میں کیا کچھ ہے۔ اسے ہمارے نور نے سایہ کیا ہوا ہے۔

کواکبِ[ا] سبعہ و مراکبِ تسعہ جو کہ کبھی شربتِ وصال جام میں مالامال

ا۔ بارہ برج یہ ہیں۔ حمل' ثور' جواز' سرطان' اسد' سنبلہ' میزان' عقرب' قوس' جدی' دلو اور حوت۔
سات سیارے یہ ہیں۔ زحل' مشتری' مریخ' آفتاب' زہرہ' عطارد اور قمر۔

سیارگان کا دورہ

چاند : ۲۹ دن اور ۸ گھنٹے میں آسمان کا سیر کرتا ہے۔
عطارد : ۲۸ دن میں پورے آسمان کا چکر لگاتا ہے۔
زہرہ : ۲۲۴ دن اور ۶ گھنٹے میں پورے آسمان کا چکر لگاتا ہے۔
شمس : ۳۶۵ دن اور ۶ گھنٹے میں پورے آسمان کا چکر لگاتا ہے۔
مشتری : گیارہ سال میں پورے آسمان کا چکر لگاتی ہے۔
مریخ : ۶۳۰ دن میں میں پورے آسمان کا چکر لگاتا ہے۔
زحل : ۲۹ برس میں پورے آسمان کا چکر لگاتا ہے۔

ستاروں کا اقتران

اقتران کا معنی یہ ہے کہ جب کوئی ستارہ کسی برج میں ہو تو دوسرا ستارہ اس کی نظیر میں ہو۔ اجتماع کا معنی یہ ہے کہ ایک برج میں دو ستارے یکجا ہوں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ جس کی تفصیل یہاں ممکن نہیں۔ مختصراً پیشِ خدمت ہے۔

1 جب زحل' مشتری کے نزدیک ہوتا ہے۔ تو دنیا میں جنگ و جدال' خونریزی اور غارتگری بہت ہوتی ہے۔ اور روئے زمین کے بادشاہ زیادہ مرتے ہیں۔

2 جب مریخ' زحل سے قریب تر ہوتا ہے۔ اسوقت بھی یہی آثار نمودار ہوتے ہیں۔ جس کا ابھی ذکر ہوا۔

3 جب زحل' زہرہ سے متصل ہوتا ہے۔ تو قحط سالی اور گرانی ہوتی ہے۔

4 جب زحل' عطارد سے ملحق ہوتا ہے۔ تو "کاتبوں" کی عزت و توقیر بڑھ جاتی ہے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ حاشیہ) 5 جب زحل، قمر کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ تو حاکموں سے ظلم صادر ہوتے ہیں۔

6 جب مشتری، مریخ سے نزدیک تر ہوتی ہے۔ تو دنیا میں انتہادرجہ کی سختیوں کا ظہور ہوتا ہے۔

28 منازل ہفت سیارگان اور اسکے اثرات

پہلی منزل سرطان: جب چانداس منزل میں اترتا ہے تب اس کا حرف الف ہوتا ہے۔ اور الف ہی کے اسرار اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور عالم کے اجزا میں غضب اور غصہ کا ظہور ہوتا ہے۔ خاص طور پر اشراف اور بڑے بڑے لوگ ہر ایک اپنی حیثیت اور رتبہ کے مطابق اپنے دل کے اندر غصہ کا اثر رکھتا ہے۔ جو غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس ساعت میں آدمی کو چاہئے کہ طمانیت اختیار کرے۔ اور زیادہ سے زیادہ ذکر الٰہی میں وقت گزارے۔

دوسری منزل بطین: جب چانداس منزل میں اترتا ہے۔ تو اس کا حرف "با" ہے۔ اس وقت تسخیر بادشاہ و دیگر حکماء کیلئے اعمال نہایت مفید ہوتے ہیں۔

تیسری منزل ثریا: اس کا حرف "جیم" ہے۔ جب چانداس منزل میں اترتا ہے تو مسافرت اور شرفا سے ملاقات، حکام واہل دنیا اور اہل قلم سے فوائد حاصل کرنے کیلئے نہایت عمدہ ہے۔

چوتھی منزل دُبران: اس کا حرف "دال" ہے۔ جب قمر اس میں نزول کرتا ہے۔ تو ایک روحانیت نہایت ردی اور خراب اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ اسی کے مناسب سے فساد وغیرہ کے اعمال اس میں پڑھے جاتے ہیں۔

پانچویں منزل ہقعہ: اس کا حرف "ھا" ہے۔ جب قمر اس میں نزول کرتا ہے۔ تو متوسط درجہ کی روحانیت اس سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کے اندر خیر وشر دونوں قسم کے اعمال مناسب ہیں۔

چھٹی منزل ہنعہ: اس کا حرف "واؤ" ہے۔ یہ منزل بہت ہی سعادت والی ہے۔ محبت اور صلح اور متفرق لوگوں کو مجتمع کرنے کے واسطے بہت اچھی ہے۔

ساتویں منزل ذراع: اس کا حرف "زا" ہے۔ جب قمر اس منزل میں آتا ہے۔ تو اس سے روحانیت نازل ہو کر امراض کے علاج کی مدد کرتی ہے۔ اور جو اُس وقت ذکر الٰہی میں مشغول ہو تو عالم ملکوت اس پر منکشف ہو جاتا ہے۔ گوشہ نشینوں اور حقیقت کی راہ طلب کرنے والوں کیلئے بہت مفید ہے۔

آٹھویں منزل نثرہ: اس کا حرف "حا" ہے۔ جب قمر اس منزل میں اترتا ہے۔ تو اس سے فساد کی امداد کرنے والی ایک روحانیت نکلتی ہے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ حاشیہ) نویں منزل طرفہ : اس کا حرف "طا" ہے۔ جب قمر اس میں آتا ہے۔ تو اس میں سے ایک روحانیت بہت ہی ناقص پیدا ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس میں فساد کے اعمال مفید ہوتے ہیں۔

10ویں منزل جبھہ : اس کا حرف "یاء" ہے۔ جب قمر اس میں نزول کرتا ہے۔ تو اس سے خیر وشر کے درمیان کی روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ اسی قسم کے اعمال کیلئے مفید ہے۔

11ویں منزل زبرہ : اس کا حرف "کاف" ہے۔ جب قمر اس منزل میں حلول کرتا ہے۔ تو اس سے غلہ کی پیداوار اور رزق نیز طلب حاجات کی روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ لہذا اس میں اسی کے مطابق اعمال کرنے چاہئیں۔

12ویں منزل صرفہ : اس کا حرف "ل" ہے۔ جب قمر اس منزل میں داخل ہوتا ہے۔ تو اوسط درجے کی روحانیت پیدا کرتا ہے۔ لہذا ایسے ہی اعمال اس میں کرنے چاہئیں۔

13ویں منزل عوا: اس کا حرف "میم" ہے۔ جب قمر اس میں نازل ہوتا ہے۔ تو سفر دریائی کے سوا اور کوئی کام اس وقت نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں روحانیت مخلوط پیدا ہوتی ہے۔

14ویں منزل ساک: اس کا حرف "نون" ہے۔ جب قمر اس میں نزول کرتا ہے۔ تو اس سے ایسی روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ جو اعمالِ خیر کی بالکل مدد نہیں کرتی۔

15ویں منزل عفرا: اس کا حرف "سین" ہے۔ جب قمر اس میں نازل ہوتا ہے۔ تو اس سے بڑی نیک روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ اس واسطے اس میں سب نیک اعمال دینی اور دنیوی کرنے بہتر ہیں۔

16ویں منزل زبانی: اس کا حرف "عین" ہے۔ جب قمر اس میں نزول کرتا ہے۔ تو اس سے ایسی روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ جو دینی کاموں کے واسطے مفید ہے۔

17ویں منزل اکلیل: اس کا حرف "فا" ہے جب قمر اس میں حلول کرتا ہے۔ تو اس سے ایسی روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ جو دینی کاموں کے واسطے بہتر نہیں ہے۔ البتہ دنیوی اُمور میں سود مند ہے۔

18ویں منزل قلب: اس کا حرف "ص" ہے۔ جب قمر اس منزل میں نازل ہوتا ہے۔ تو نیک اعمال کی مدد کرنے والی روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ لہذا اس میں نیک کام کرنا چاہیئے۔

19ویں منزل شولہ: اس کا حرف "قاف" ہے۔ جب قمر کا اس میں داخلہ ہوتا ہے۔ تو روحانیت ممتزجہ اس سے پیدا ہوتی ہے۔

20ویں منزل نعائم: اس کا حرف "را" ہے۔ جب اس میں قمر آتا ہے۔ تو فرحت اور سرور کی روحانیت اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور وہ دلوں کو مصفّٰی کر دیتی ہے۔ لہذا اس وقت ہر ایک دینی و دنیوی کام بہتر ہے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ حاشیہ) **21ویں منزل بلدہ**: اس کا حرف "شین" ہے جب قمر کا اس میں نزول ہوتا ہے۔ تو اس سے امتزاجی روحانیت پیدا ہوتی ہے۔

22ویں منزل سعد الذابح: اس کا حرف "تا" ہے۔ جب قمر اس منزل میں حلول کرتا ہے۔ تو اس سے امتزاجی روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ اُس وقت حس و حرکت سے کوئی نفع نقصان نہیں ہے۔

23ویں منزل سعد بلع: اس کا حرف "ثا" ہے۔ جب قمر اس میں آتا ہے۔ تو اس سے معتدل مزاج کی روحانیت نزول ہوتی ہے۔ تمام اعمال صالح اس وقت میں کرنے بہتر ہیں۔

24 ویں منزل سعد السعود: اس کا حرف "خا" ہے

25 ویں منزل سعد الاخبیہ: اس کا حرف "ذال" ہے۔ اس سے بھی نیک روحانیت نازل ہوتی ہے۔ لہٰذا اس میں جو بھی نیک عمل چاہیں کر سکتے ہیں۔

26 ویں منزل فرغ الدلو المقدم: اور اس کا حرف "ضاد" ہے۔ جب قمر اس میں آتا ہے۔ تو اس سے بھی نیک اعمال کی معین و مددگار روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا اس میں بھی ہر ایک نیک کام کر سکتے ہیں۔

27 ویں منزل فرغ الدلو المؤخر: اس کا حرف "ظا" ہے جب قمر اس میں حلول کرتا ہے۔ تو اس سے امتزاجی روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا اس وقت ہر امر کے لئے خاموشی مناسب ہے۔

28 ویں منزل رشا: اس کا حرف "غین" ہے۔ جب قمر اس میں آتا ہے۔ تو اس سے بہت نیک اور پاکیزہ علم کی طلب اور قبولیت دعا کی مددگار' روحانیت نازل ہوتی ہے۔ اور اس وقت ہر ایک نیک کام پورا ہوتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ حاشیہ)

برج حمل			برج ثور			برج جواز		
الف	ب	ج	ج	د	ھ	ھ	و	ز
۱	۲	۳	۳	۴	۵	۵	۶	۷
سرطان/اشرطین	بطین	ثریا	ثریا	دبران	ہقعہ	ہقعہ	ہنعہ	ذراع
۱۳ درجے	۱۳ درجے	۴ درجے	۹ درجے	۱۳ درجے	۴ درجے	۹ درجے	۱۳ درجے	۱۳ درجے
برج سرطان			برج اسد			برج سنبلہ		
ح	ط	ی	ی	ک	ل	ل	م	نون
۸	۹	۱۰	۱۰	۱۱	۱۲	۱۲	۱۳	۱۴
نثرہ	طرفہ	جبہہ	جبہہ	زبرہ	صرفہ	صرفہ	عوا	سماک
۱۳ درجے	۱۳ درجے	۴ درجے	۹ درجے	۱۲ درجے	۴ درجے	۹ درجے	۱۳ درجے	۱۳ درجے
برج میزان			برج عقرب			برج قوس		
س	ع	ف	ف	ص	ق	ق	ر	ش
۱۵	۱۶	۱۷	۱۷	۱۸	۱۹	۱۹	۲۰	۲۱
غفرا	زبانی	اکلیل	اکلیل	قلب	شولہ	شولہ	نعائم	بلدہ
۱۳ درجے	۱۳ درجے	۴ درجے	۹ درجے	۱۳ درجے	۴ درجے	۹ درجے	۱۳ درجے	۱۳ درجے
برج جدی			برج دلو			برج حوت		
ت	ث	خ	ذ	ذ	ض	ظ	ظ	غ
۲۲	۲۳	۲۴	۲۴	۲۵	۲۶	۲۶	۲۷	۲۸
سعد الذابح	سعد بلع	سعد السعود	سعد السعود	سعد الاخبیہ	مقدم	مقدم	مؤخر	رشا
۱۳ درجے	۱۳ درجے	۴ درجے	۹ درجے	۱۳ درجے	۴ درجے	۹ درجے	۱۳ درجے	۱۳ درجے

نوٹ: چاند ہر برج میں دو دن اور ۸ گھنٹے رہتا ہے۔ ہر برج میں دو منازل اور تیسرے منزل کا کچھ حصہ رہتا ہے۔ اسی طرح دوسرے برج میں تیسری منزل کا بقیہ حصہ اور مزید دو منازل۔ یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ ان ہفت سیارگان پر اس معنی کے اعتبار سے اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ کائنات اور ومافیھا کارخانہ قدرت کی مشین ہے۔ اور سات سیارے اس مشین کے سات بٹن ہیں۔ جس طرح مشین کا بٹن دبانے سے مشین کام کرنے لگتی ہے۔ اور مختلف الانوع اجناس کی پیدوار پیش کرتی ہے۔ بس ویسے ہی ان سات سیاروں کے ملنے اور جدا ہونے کے عمل سے مختلف الانواع امور کا اظہار ہوتا ہے۔ جس طرح مشین چلنے میں کسی کا محتاج ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ سیارے چلنے اور اثر دکھانے میں اللہ رب العالمین کا محتاج ہوتے ہیں۔ ہفت سیارگان مؤثر حقیقی نہیں ہیں۔ بلکہ مؤثر حقیقی اللہ رب العزت کی ذات بابرکات ہے۔ اس کی مزید تفصیل مقصود ہو تو تفسیر روح البیان آیت وَقَدَّرَہٗ مَنَازِلَ کی بحث ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲ اشرفی۔

کرتے ہیں۔ اور کبھی کام میں مرمتِ امال گراتے ہیں۔ اور بروج اثنا عشریہ و سروج منازل نوریہ کبھی سیارہ کے ہبوط و صعود سے رفعت و پستی ظاہر کرتے ہیں۔ اور کبھی انقضائے سقوط و معہود سیارہ سے علو سفل کی نقیض ظاہر ہوتی ہے۔ مثنویات

ہفت کوکب زراہ پنج نظر * گاہ زہرت دہند و گاہ شکر
دو جہاں گیر و پنج صاحب زور خش * زیر ایں طارم دوازہ نخش
در و بال و ہبوط حد و شرف * کہ تلافی کرند گاہی تلف
تر و خشکند و گرم و سرد بہم * نرم رفتار و تیز کرد بہم
رفتن شان زخانہ در خانہ * فتنہا در جہاں ویرانہ
در محاق آفت جہاں باشد * نہ احتراق آتش نہاں باشد
ثابتی بر مزاج سیاوی * واقعی در ازای طیاری
آں یکی معطی و دگر قاطع * آں یکی تیرہ و آں دگر ساطع
باز ایں جملہ ثابت و سیار * ہر یکی با یکی دگر شد یار
نحس با نحس سعد با مسعود * ممتزج رنگ ہر دو کرد زود
زودش چوں بہم در آمیزند * حالہای عجب بر انگیزند

ترجمہ: ہفت کوکب راہِ پنج سے کبھی زہر دیتے ہیں اور کبھی شکر۔ دو جہاں گیر اور پنج صاحب اور سورج اس عمارت کے نیچے بارہ برج ہیں۔ وبال و ہبوط اور حد و شرف میں کہ کبھی تلافی کرتا ہے۔ اور کبھی تلف تر و خشک، گرم و سرد اور نرم رفتار و تیز رفتار ہیں۔ خانہ سے شان کے جانے سے گھر میں فتنہ اور جہاں میں ویرانہ ہے۔ محاق میں پہنچے تو جہاں میں آفت ہے۔ آتش کے احتراق سے نہاں ہے۔ سیارے کے مزاج پر ثبوت اور اس کے چلنے میں وقوع ہے۔ ان

میں سے ایک معطی اور دوسرا قاطع' ان میں سے ایک تیرہ اور دوسرا ساطع۔ اس جملے کے بعد ثابت و سیار ہر ایک دوسرے کا پار ہے۔ نحس' نحس کے ساتھ سعد مسعود کے ساتھ ملا ہوا رنگ ہر دو تیز ہے۔ اس کی تیزی جب باہم مل جائے۔ تو اس کے عجیب حال سامنے آتے ہیں۔

ہر جگہ اور ہر لمحہ آبائے علوی و امہات سفلی کا وصال باہم امتزاج کرتا ہے۔ اور راہ برائے اتصال سمائی فاعلی و ارضیات منفعلی از دواج پذیر ہیں۔ مانحِ افعال وانحِ اعمال میں اور مولود انسانی و موجود گیانی بطون میں اسی طرح سیارہ سے تربیت پاتے ہیں۔ ہر جگہ میں بروج ستارہ سے مرمت حاصل کرتے ہیں۔ اور اب بھی پاتے ہیں۔ قطعہ

چو از مادر عناصر چہار * بآ بای علوی نجوم سمای
بہم دیگر آرند سر ازدواج * نتائج بر آید ز ہفت اقتضای
بہر ماں از ہفت سیارہ * نظر تربیت گر چو شیر غذای
سلوک منازل کنند ہمچو ماہ * بخورشید گیرند قران از ہوای
بخورشید چوں مہ قران یافتہ * قرانی کہ نتواں شدن رُوخدای
دگر در قران یافت اندک خلل * فرود آید آخر بپائیں سرای
در انجا دگر رہ برا رند سر * کنند قطع از سر رہ ارتقای
بہم راست چوں آمدہ اتصال * بنو عیکہ باشد مراد دورای
نیفتد میان دو از ہم فراق * بہم وصل آمد بلطف خدای
ولی بہ ازیں وصل باید ترا * کہ واصل شدند فارقان ہوای

ترجمہ: جب عناصرِ چار (آگ' مٹی' ہوا اور پانی) کی ماں آبائے علوی نجوم

سما سے باہم ملے۔ تو ہفت اقتضا کا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ ہفت سیارہ سے ہر ماہ تربیت شیر کی غذا کی طرح ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر ماہ سلوکِ منازل خورشید ہوا کی قران سے پکڑتا ہے۔ جب خورشید ماہ سے قِران یافتہ ہو۔ تو قرانی روبہ خدا نہیں ہوسکتی۔ دیگر یہ ہے کہ قِران سے کچھ خلل روئے زمین پر ظاہر ہوتا ہے۔ اس جگہ سر دوسری راہ کی جانب جاتا ہے۔ سر راہ سے قطع ارتقا ہے۔ جب اتصال باہم راست آئے۔ تو مراد کی گردش آتی ہے۔ ان کے درمیان فراق نہیں ہوتا۔ بلکہ لطف خدا سے باہم وصال میں آتے ہیں۔ تجھے چاہیئے کہ اس وصل کو پہچانے تاکہ واصل فارقانِ ہوا ہو جائے۔

اے عزیز اسی طرح مذاہبِ مختلفہ کے شرائع اجتہاد متفرقہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ صوفیائے کرام میں بھی مشاربِ متنوعہ و مآربِ متلونہ باقتضائے تصفیہ و تزکیہ ظاہر ہوتے ہیں۔ قطعہ

اے برادر گرچہ رخسار وصول * ہست یک صورت بہ نزد اولیای
لیک ہر کس را نمایش دیگرست * در نمایش اختلاف آمد بجای
در نمایش چو موافق روی یار * نیست ہر رنگے کہ ہست از اقتضای
می نماید ہر کسے را رنگ رنگ * تا بہر رنگے ربابد دل برای
رنگ در رنگ عزیزان رنگ نیست * رنگ بین سر برزداز ہر رنگہای
رنگ بے رنگی چو رنگی رنگ اوست * رنگ برادر از دو رنگی رنگ زای
رنگ ہر رنگی کہ اشرف دیدہ رنگ * رنگ بے رنگی بدید از دیدہای

ترجمہ: اے برادر اگرچہ وصول کا رخسار اولیاء کے نزدیک ایک صورت ہے۔ لیکن ہر ایک کیلئے اس میں نمائشِ دیگر ہے۔ نمائش میں اختلاف آیا

ہے۔ جب نمائش میں یار کا چہرہ موافق نہیں ہے۔ تو ہر رنگ جو کہ اس کے اقتضا سے ہے۔ ہر شخص کیلئے الگ الگ رنگ ظاہر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ہر رنگ میں دل کی زندگی ہے۔ رنگ در رنگ وہ رنگ نہیں ہے۔ رنگ دیکھنے والا ہر رنگ کو سر پر مارتا ہے۔ رنگِ بے رنگی جب رنگی اس کا رنگ ہے۔ تو رنگ اٹھانے والا دور نگی سے مصبوغ ہے۔ رنگ ہر رنگی کہ اشرف دیدہ رنگ' بے رنگی کے رنگ کو دیکھتے ہیں۔

اے عزیز خامِ رنگین ہو جاؤ۔ پختہ وہ ہے کہ جو رنگ سے ظاہر ہو۔ اور صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً[1] میں غوطہ زن ہو کر ہر ایک رنگ سے رنگ لیکر باہر آئے۔ قطعہ

ساقیا گل رنگ مے جام مفید * بر کن و بر دست یک رنگاں بنہ
تاز رنگین بادہ در جام سفید * رنگہا خیزد ز رنگیں مے بدہ
رنگ جام و مے بہم رنگ آمدہ * جام رنگین بر کف میخوارہ بہ
گر خورد میخوارہ رنگین جام مے * رنگ صد یکرنگ بیند مہ چہ کہ
جام خورشید و صراحی آسمان * پرتھی نبود ز خوردن پر زتہ
گر بدیں جام و صراحی از ازل * تا ابد میخوارہ در زودہ بدہ
ہمچو اشرف مست نبود ہوشیار * تابر آید از حریفان زہ بزہ

ترجمہ: ساقیانِ گلِ رنگ مئے میں سے مفید جام رکن و دست پر ایک رنگ عطا کر۔ تاکہ رنگین مئے میں سے جام سفید میں بہت سارے رنگ آئے ایسی رنگین مئے عطا کر۔ جام و مئے کے رنگ نے باہم رنگ لایا۔ جامِ رنگین

---

[1] پ ا سورہ بقرہ ترجمہ: ہم نے اللہ کی رینی لی۔ اور اللہ سے کس کی رینی بہتر ہے۔

ہتھیلی پر مئے خوردہ ہے۔ اگر میخوارہ پیتا ہے۔ رنگین جام مئے تو تو ایک رنگ سے صد رنگ دیکھے گا۔ خورشید کا جام اور آسمان کی مئے پینے سے نشہ نہیں لاتی۔ اگرچہ یہ جام ازل سے ابد تک مئے خوارہ ہے۔ اشرف اس طرح مست نہ ہو۔ ہوشیار رہ تاکہ حریفان سے نیزہ ظاہر نہ ہو۔

حضرت شیخ عزیز نسفی فرماتے ہیں کہ مقصدِ اقصیٰ میں دائرہ مکنونات سے باہر نہیں جانا چاہیئے۔ اور جوہر روحانی میں سائرہ موجودات سے بدر نہ ہونا چاہیئے۔ بمقتضائے اَنۡزِلۡنِیۡ مُنۡزَلًا مُّبٰرَکًا[1] ہر منزل میں مسکن فرمایا۔ معادِ انسانی سے تردد کرتے ہیں۔ اور ہر محفل میں موطن ظاہر فرمایا۔ مرادِ جنانی سے صعود فرماتے ہیں۔ منزل سے جو عروج واقع ہوئی ہے۔ وہ ازلی ہے۔ اور ابدی ہے۔ صعود و ہبوط اور جدود اسقوط جو اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ حجلہ عروس میں عِنۡدَ[2] مَلِیۡكٍ مُّقۡتَدِرٍ آسودہ ہوا۔ اور دجلہ حصول کو لَیۡسَ عِنۡدَ اللّٰہِ صَبَاحٌ وَّمَسَاءٌ سے سیراب کیا۔ قطعہ

سہی سرو انسان باغ وجود * چو سر بر زد از گلشن پر ہوای
در آں گلشن از باغبان یافتہ * برآمد مرادش بلطف خدای
دگر نہ زگلزار دیگر سری * بر آرد در آید بنشو و نمای
دران بوستان ہمچو سرو سہی * نہد سر بسوی معالی سرای
دگر یافتہ سر بسوی مآل * مآلی سود چوں منازل کرای
بہر بوستان ہم چنیں سر زند * چو سرو سہی سر دبستان برای

---

[1] پ ۱۸ سورہ مومنون ۲۹۔ ترجمہ: مجھے برکت والی جگہ اتار۔

[2] پ ۲۷ سورہ قمر ۵۵۔ ترجمہ: عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور۔

چو سر و سہی باغبان یافتہ * باں باغبان سر در آرد بپای

بنو عیکہ دیگر نیارد زدن * دم از باغ فیروزہ رنگین نمای

شرف از چنیں باغ ہر گونہ چیز * کلی راکہ بستند در رشتہای

ترجمہ: وجودِ باغ کا انسان سیدھا اور اعلیٰ ہے۔ جب پُر ہوا باغ میں سے سر اٹھایا۔ اسی گلشن میں باغبانی پایا اللہ تعالیٰ کے لطف سے اس کی مراد بر آئی۔ دگر سر گلزار سے ظاہر ہوئے اور نشوو نما میں آئے۔ اس باغ میں اسی طرح سر معالی سرا کی جانب سے آتے ہیں۔ مآل کی طرف سر نے دیگر پایا ہے۔ مآلی کو منازل کی تکلیف سے فائدہ ہوا۔ باغ کیلئے اسی طرح سر مارتے ہیں۔ سر دبستان کیلئے۔ جب سر نے باغبان پایا۔ تو اس باغ میں سر نے قدم مضبوط کیا۔ دوسری نوع سے نہیں آتے۔ باغ میں فیروزہ رنگین دم مارنا ظاہر ہوتا ہے۔ باغ کے ہر کونے سے اسی طرح شرف چنتے ہیں۔ کلی کیلئے اسی طرح خاک میں بندش ہے۔

اگرچہ محققین صوفیہ و کاملین طائفہ عَلَیہؒ اسے مستحسن شمار نہیں فرماتے۔ اور اس پر موتمن بھی نہیں فرماتے۔ یہ سیر و سلوک کبھی فردا فردا میسر آتا ہے۔ اور کبھی جمیع افراد کیلئے بیک مرتبہ ظاہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں ثابت ہے۔ اور جب نقطہ علوی ظاہر ہوتا ہے۔ تو ایسا ہوتا ہے۔ اور یہ اشارہ ساعاتِ صغریٰ، کبریٰ اور وسطیٰ ہے۔ طولِ مدت حلقۂ روزگار و درازئ عدت فطرتِ ادوار میں سے کوئی بھی نہیں جانتا۔ یہ صرف حق تعالیٰ جانتا ہے۔ مثنوی

پرورش آموختگان ازل * مشکل ایں حروف نکردند حل

کز ازلش علم چہ دریاست ایں * تا ابدش ملک چہ صواست ایں

ترجمہ : صاحبِ کشف کی پرورش ان حروف کی مشکلات کو حل نہیں کرتے۔ اس ازل سے علم کے دریا میں کیا ہے۔ اس کے ابد تک کہ صحرا میں کیا ہے۔

اس مرغ کا خلق کہ ستر ہزار بستیوں کو ان کے دانہ سے پُر کیا۔ اور مشرق تا مغرب ہر بستیوں کی سیر کی۔ اور اس مرغ کا وعدہ موت کے حبوب میں ظاہر ہوا۔ روزانہ بعد از تنقیص ایک دانہ پر قناعت کی۔ قطعہ

زہے دارای دور ہفت پرکار * کہ می گردانہ از یک دور دارای

بدایت را نہایت نیست پیدا * نہایت را بدایت نیست پروای

ہمیں قدرت است کہ گیتی را قدم نیست * وگرنہ در بدایت نیست پیدای

بجز ایزد ندا ند ہیچ مخلوق * کازل را تا ابد باشد پدیرای

بپا درکار او ہرگز پیچید * کہ پیچیدہ آمدہ از فرق تا پای

ترجمہ : ہفت پرکار کا پالنے والا کیا خوب ہے۔ کہ پالنے والے کے ایک دور سے کرتے ہیں۔ بدایت کیلئے نہایت پیدا نہیں کیا اور نہایت کیلئے بدایت۔ یہی قدرت ہے کہ زمانے کیلئے قدم نہیں ہے۔ وگرنہ بدایت میں پیدا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا مخلوق میں سے کوئی نہیں جانتا کہ ازل سے ابد تک کیا ہے۔ اس کے کام میں ہر گز رخنہ اندازی نہ کر۔ کیونکہ اول سے آخر تک مشکل ہی مشکل ہے۔

اور لیکن محققین کاملین و مدققین محارفین میں سے حضرت مولوی رومی قدس اللہ روحہ نے اس وادیہ میں قدم رکھا ہے۔ اور بر طریق علائیہ اپنی مثنوی معنوی میں اسے بیان کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ مثنویات

(۱) از جمادی مردم و نامی شدم * وزنما مردم بحیوان پر زدم

(۲) مردم' از حیوانی و آدم شدم * پس چہ ترسم کی زمردن کم شوم

(۳) جملہ دیگر بمیرم از بشر * تا بر آرم از ملائک پر وسر

(۴) و از ملک ہم کردباید جست وجود * كُلُّ شَىءٍ[۱] هَالِكٌ اِلاَّ وَجْهَهٗ

(۵) بار دیگر از ملک قربان شوم * و آنچہ اندر وہم نیاید آن شوم

(۶) پس عدم کردم عدم چوں از عیون * گویدم اِنَّا[۲] لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

ترجمہ : میں جمادیت سے مرا اور نباتی بن گیا۔ اور نباتیت سے مرا' حیوان بن گیا۔ میں حیوانیت سے مرا اور آدمی بن گیا۔ تو میں کیا ڈروں' میں مرنے سے کب گھٹا۔ دوسری مرتبہ میں بشریت سے فنا ہو جاؤنگا۔ تا کہ فرشتوں میں ہو کر بال پر نکالوں۔ فرشتے سے بھی مجھے نہر کو کودنا چاہیئے۔ (کیونکہ) بجز اس کی ذات کے ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ دوسری مرتبہ ملکیت سے میں قربان ہوں گا۔ وہ جو عقل میں نہیں آسکتا۔ پس عدم بن جاؤنگا۔ عدم ارغنون (ایک باجہ کا نام ہے۔ جس کا موجد افلاطون ہے) کی طرح۔ مجھ سے کہتا ہے۔ کہ ہم سب اس کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

مثنوی معنوی کے اس چھ مبارک بیت میں مجموع حکمت عملی و علمی اور سیرِ نفسِ ناطقہ کاملہ انسانیہ کہ قسم اول میں اس حال وسید کے بیان کا ہادی مندرج ہے۔ اس چھ بیت کے دو حصے ہیں۔ قسم اول بھی فہم سے پوشید نہیں اور قسم آخرین بھی۔ یہ چھ بیت اصحابِ فہم کے بالا کی قسم اول ہے۔ اور اس عبارت میدان بلاغت و صحف فصاحت عرصۂ بیان سے بالاتر ہے۔ اور عبارتِ بعید سے

---

[۱] پ ۲۰ سورہ قصص ۸۸۔ [۲] پ ۲ سورہ بقرہ ۱۵۶۔

نکلنے والے رموز معلوم نہیں ہو سکتے۔ مگر جسے حق سبحانہ و تعالیٰ اپنی جانب سے فہم عطا فرمائے۔ اس بیت میں ایک کے بعد ایک منزل بیان کی گئی ہے۔ اور اسے منازل و مراحل کہتے ہیں۔ منازل و مراحل عوام راہِ حق ہیں۔ اور محال ہے کہ ان تمام منازل و مراحل کو قطع کئے بغیر کسی کو حاصل ہو جائے۔ اور عالمِ نور کا وصول محض عقل سے ہو جائے۔ بے قطع عالمِ مثال فلکی حاصل نہیں ہوتے۔ تجھے چاہیئے کہ تو اس مقصد کے حصول کی جانب مبذول ہو جائے۔ اور وہ مقصد منازل و مراحل ہیں۔ محال ہے کہ بے قطع منازل و مراحل حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا طریقہ اسی طرح ہے۔ یہ معنی زمین و آسمان میں ہے۔ وَلَنْ تَجِدَ[۱] لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیلاً۔ ترجمہ : اور تم اللہ کا دستور ہر گز بدلتا نہ پاؤ گے۔

اور قسم ثانی، ثالث اور رابع کا حکم ذکرِ رفت ہے۔ اور حکمِ خامس جو کہ علم و عمل میں ناقص ہے۔ یعنی اصحابِ شقاوت ہے۔ کہ جہنم ملتزق ہوا۔ اور وہ جسمانیات کی طرف مائل کرنے میں بیان ہے۔ خواہ تناسخ حق ہو یا باطل۔ اس لئے کہ اثباتِ تناسخ کی حجت ہو یا ابطالِ تناسخ سخت ضعیف ہے۔ اس بناء پر نفوس برزخ سے خلاص ہو کر بدنِ حیوانی ہوا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب تناسخ کو حق مانا جائے۔ اور اگر تناسخ کو باطل مانے تو نفوس بدنِ انسانی سے خلاص ہو کر برزخ کی راہ پکڑا۔ ہر دو تقدیر اصحابِ شقاوت سے ہوتے ہیں۔ اور اس کے لئے صُوَرِ مختلفہ سے بر حسب اختلاف ضلال ہے۔ اور وہ مثال خالی روحانی معلقہ ہے۔ حسب ہیات محل نہیں ہے۔ کہ ان کے لئے مناسب ہو کہ کاملان کا کمال نہیں جانتا ہو۔ تا کہ اس کمال کے سبب سے خلاص نہ ہو۔ اور وہ کمال لبد ان

---

[۱] پ ۲۲ سورہ اخزاب ۶۲۔

وجسمانیات وداصل عالم نور محض عقل کلی سے ہو۔ اور کمالی بھی متوسطان کیلئے ہو۔ یہاں تک کہ اس کمال کے سبب افلاک ان نفوس کیلئے جو کچھ ان میں ظاہر کردے۔ ان کیلئے ہیت ردیہ ملجی کردے۔ اور جسم کے تعلق سے صُوَرِ مثالیہ کی جانب ہے۔ جوکہ ان کے حال کے لائق ہو۔ اور یہ صُوَرِ معلقہ افلاطون کی نسبت سے مثل افلاطونیہ، مثل توریہ ہیں۔ عالم اشباح میں مجرد ہیں۔ اور بعض ان میں سے ظلمات ہیں۔ شیخ مکروہہ جوکہ نفسِ ناطقہ کے مشاہدہ سے وہ مقالم فرماتے ہیں۔ اور اشقیا کے بدن کو معذب گردانتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے مستیز ہیں۔ سعد کیلئے تنعم فرماتے ہیں۔ اور وہ صُوَر حسیہ بہمیہ ہیں۔ اس بناء پر مشاہدہ کے وقت متلذذ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ نے غلمان سے متعلق ارشاد فرمایا۔
كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُوءِ الْمَكْنُوْن[1]۔ ترجمہ: جیسے چھپے رکھے ہوئے موتی۔

اور اشقیا کے بارے میں فرمایا گیا کہ عفاریت وشیاطین کی طرح ان میں سے رزق باہر آتا ہے۔ یہ مثل، مثل افلاطونیہ ہے۔ باوجودیکہ افلاطون، سقراط، فیثاغورث، اسادقلس اور ہرمس کے زمانے کے نبی حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ اور واعاناذیمون کے زمانے کے نبی شیس ابن آدم ہیں۔ حکمائے متقدمین جو کہ دو فضیلتوں کے جامع ہیں۔ یعنی فضیلتِ حکمت اور فضیلتِ نبوت۔ وہ بھی اسی طرح کے قائل ہیں۔ مثل نورانیہ عقلیہ افلاطونیہ بھی اسی طرح قائل ہیں۔ مثل خالیہ معلقہ شجیہ کہ نو محل میں ہے۔ اور نو محلِ مظلمہ میں ہیں۔ فکرو تخیل میں مرادِ جسمانیات سے ثابت ہے۔ اس معنی کر مظاہر ہے کہ موجودات کیلئے اعیان میں یعنی خارج ذہن اور محل میں نہیں ہے۔ اس کے بھی قائل ہیں۔

---

[1] پ ۲۷ سورہ واقعہ ۲۳۔

بلکہ ان سب کا مذہب بھی یہ ہے کہ عالم دو ہیں۔ اول عالم معنی جو کہ عالمِ ربوبیت و عالم عقول پر منقسم ہے۔ دوم وہ عالم جو کہ صُوَرِ حسیہ یعنی افلاک و عناصر پر اور صورت شجیہ یعنی عالم مثل معلقہ شجیہ، مثل افلاطونیہ نوریہ اور یہ مثل معلقہ شجیہ انات میں، قرائے مستحیلہ میں، اشیائے صقیلہ میں جیسے آب و ہوا وغیرہا اور محلی میں رکھو۔ پس اس عالم سے ضروری ہے۔ کہ اس کا ادراک حواس ظاہرہ سے بغیر افتقار کے مظاہر ہو۔ پس جواہر روحانیہ قائم بذات عالم مثال میں ہو۔ یعنی روحانی و حواس کیلئے اس سب کا ادراک ممکن نہ ہو۔ مگر بظاہر۔ جب اس کا تحقیقی معنی مقرر ہوا۔ تو جائز ہے کہ اس کیلئے کوئی مظہر ہو۔ تاکہ اس عالم حس کو ظاہر کرے۔ اور وہ مظہر مثل صقالہ و صفاتی ہوا میں سے حاصل ہو۔ اور اسی طرح آب میں اجزائے اراض۔ کبھی کبھی ایک مظہر سے دوسرے مظہر کی طرف انتقال ہونا بھی ثابت ہے۔ اور یہ انتقال ان کی قوت کیلئے ہے۔ کبھی ہوا میں ظاہر ہو۔ تو کبھی آب میں، کبھی آتش میں تو کبھی خاک میں اور کبھی ان کے علاوہ اجسامِ مرکبات سے یعنی معدنی و نباتی، انسانی و حیوانی میں۔ صُوَر منتقلہ سے مظاہر میں حاصل ہوتے ہیں۔

نوعی از حس جو کہ متکلمان کے نزدیک حیوان ہوائی سے عبارت ہے۔ مشف الجرم ناطق اس کی شان یہ ہے کہ اشکالِ مختلفہ سے مشکل ہو سکتے ہیں۔ اور نوع دیگر شیاطین سے ہے۔ اس نوع میں مختلف اصناف ہیں۔ بہت سارے لوگوں نے مظاہر میں شیطانوں کو دیکھا ہے۔ اور ان کی ہیاتِ مختلفہ 'صُوَر و مظاہر بعض بلاد میں اکثر زمین پر بھی ہوتے ہیں۔ ان مناسبت کی بناء پر جو ان کے درمیان ہے۔ ان اراض میں دیکھا گیا ہے۔ اور یہ معنی شیخ شہاب الدین

سہروردی وغیرہ کے نزدیک ثابت ہے۔ کچھ ایسے شہادات جس کی بناء پر کذب کا حمل ممکن نہ ہو۔ اور توافق و تواطق کے ساتھ ہے۔ کہ اس پر تواتر کے ساتھ ماہرین نے اتفاق کیا ہے۔ اسی طرح آپ نے کچھ گواہی مدین شہر، بلخ اور آذر بائیجان سے پیش کی ہے۔ کہ ان لوگوں نے بہت مرتبہ صُوَر مثالیہ جنیہ و شیطانیہ کو اپنے اپنے شہروں میں دیکھا ہے۔ کہ وہ سب مجمع عظیم میں موجود ہیں۔ بلکہ ایک دوبار نہیں ہر وقت ان کے لئے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ہوا میں پرواز کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ اور یہ شہادت شیخ وغیرہ پر کثرت و غایتِ وقوع مشاہدہ کی صورت میں جو در پیش آئی۔ انھوں نے تجربہ کے طور پر اپنی کتابوں میں اسے ذکر کیا ہے۔ تا کہ دوسرے جو اس راہ میں ریاضات و مجاہدات میں آئے۔ انھیں ان چیزوں سے فریب نہ ملے۔ کیونکہ ان لوگوں نے وجود اشباح مثالیہ متنوعہ غیر ملموسہ کا حس ظاہر سے مشاہدہ کیا۔ اور لوگوں کو خبر دی۔ وہ لوگ ان کے قریب بھی ہوئے۔ کہ جمیع بدن سے مستدرعہ ہوئے۔ ان تمام صورتوں میں تمام مکروہات سے احتیاط ضروری ہے۔ اور دیدہ جو کہ ان صُوَر مظاہر کے حسن سے مشترکہ ہے۔ اسی طرح صاحب الحکمۃ الاشراق کہتے ہیں۔ کہ مجھے ریاضت میں تجزیہ صحیحہ سے اپنے نفس میں اعتبارات علمی پر مبنی مشاہدہ حاصل ہوا ہے۔ کہ ان تجربوں کو میں جانتا ہوں۔

اس بناء پر عوالم بہت زیادہ ہیں۔ لیکن چار سے کم بھی نہیں ہیں۔

پہلا عالم: عالم انوار قاہرہ مجردہ عقلیہ ہے۔ اس عالم کو اجسام سے اصلاً تعلق نہیں ہے۔ اور وہ انوار عساکر حضرت الٰہی ہیں۔ ملائکہ مقربہ و عباد مخلص وہ حضرت ہیں۔ ان کو کروبیان بھی کہتے ہیں۔

دوسرا عالم: عالم انوار مدبرہ ہے۔ یعنی نفوسِ ناطقہ فلکی وانسانی۔

تیسرا عالم: عالم برزخ فلکی یعنی اجسام فلکی اور برزخ عناصر جو کہ اجسام عناصر اور اس کے مرکبات پر مبنی ہے۔

چوتھا عالم: عالم صور مثل معلقہ ظلمانیہ ومستیزہ ہے کہ ظلمانیہ میں اشقیا کے لئے عذاب ہے۔ اور مستیزہ میں سعد کیلئے نعیم لذت ہے۔ اور یہ چہارم جو کہ عالم مثال خیالی ہے۔ عظیم القبیحہ وغیر متناہیہ ہے۔ برابر میں عالم حسن ہے۔ اس کے برابر میں دو برزخ فلکی وعنصری ہیں۔ اور مرکبات عنصری ہے۔ اور ان سب کے برابر میں کواکب، مرکبات، معدنی، نباتی، حیوانی اور انسانی بلکہ اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ ان جملہ برزخیات عناصر کیلئے نفوسِ ناطقہ نہیں ہیں۔ بلکہ ان کیلئے عقول سے ارباب انواع ہیں۔ اگرچہ عالم مثال کیلئے حیوانات ان کیلئے اختلافِ انواع نفوسِ ناطقہ ہیں۔ اسی طرح انسان اور عالم مثال یعنی جیسا کہ عالم مثال کیلئے نفوسِ ناطقہ ہیں۔ اسی طرح حیوانات عالم مثال کیلئے نفوسِ ناطقہ ہیں۔ اکثر یہ نفوس نفوسی ہیں کہ ان کا تعلق ابدان حیوانات سے منقطع ہے۔

ابدان حیوانی سے اگر تناسخ حق ہو۔ اور ابدان انسانی سے اگر تناسخ باطل ہو بعد ازاں ان نفوس نے ابدان حیوانات سے تعلق پکڑا ہے۔ وہ عالم مثال برحسبِ باقی ہے۔ ان سب میں ملکات سے۔ اور اگر متوسط ہو تو فضیلت میں ابدانِ انسانی سے تعلق پکڑتا ہے۔ جو کہ طبقاتِ انسان کے اعلا میں ہے۔ اُس عالم مثال میں جائز ہے کہ بعض نفوسِ ناطقہ فیضِ عقلی سے ہوں۔ جو کہ عالمِ مثال میں اُس عقل کی اِفاضت سے مختص ہیں۔ اور ان نفوس میں اصل ہیں۔ اس عالم کی مثال یہ ہے کہ ابن ابدانِ عنصری کی مفارقت کے بعد اُس عالمِ مثال میں

ابدان سے تعلق پکڑتا ہے۔ جن شیاطین اور غیلان جو کچھ بھی ہیں۔ اسی قبیلہ سے ہیں۔ جو کہ ابدانِ مثالی سے تعلق پکڑتے ہیں۔ اس ابدانِ نفوس کی مفارقت سے ابدانِ عنصری حاصل ہوتے ہیں۔ اور اس عالمِ حس میں ان سب کا مظہر بحسبِ استعداد آب و ہوا کی مثل میں ہے۔ وہ سب حرکاتِ فلکی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ پس کوئی نفوس جو اس مظاہر میں صور مثالیہ سے ہو حسیّ ظاہر ہوتے ہیں۔ ان سب کو جن، شیاطین اور غیلان کہتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ اُن صُور معلقہ میں جو کہ عالمِ مثال میں ہیں۔ سعاداتِ وہمیہ اس کے متوسط کیلئے اور اس کیلئے جاری مجرہ ہے۔ اور مطاعم، مناکح، ملابس اور مشارب سے تلذذ حاصل کرتے ہیں۔ اور اسکی آرزو رکھتے ہیں۔ اور جو کچھ اس میں موجود ہے۔ وہ اس سعادتِ وہمی کیلئے ہے۔ کیونکہ اس میں اکل در حقیقت اکل نہیں ہے۔ اسی طرح باقی التذاد بھی بحیثیت ذات التذاد نہیں ہے۔ اور اسی طرح تو جان کہ یہ مثل معلق تحدید سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور تحدید ہی سے باطل بھی ہے۔ جس طرح کہ آئینہ اور تخیلات میں بحسبِ مقابلہ حاصل ہوتے ہیں۔ اور تخیّل مرآت باطل بھی ہوتے ہیں۔ اور مرآۃ و تخیّلات میں جو صُور آتے ہیں۔ ان پر حکمِ صورِ حیوانی نہیں ہے۔ ہر دو صورت بحسبِ استعدادِ انوارِ مجردہ سے حادث اور فائض ہیں۔ اور بحسبِ وصف و خلق اسکا مقتضی ہے۔ اور اس صورِ نوعی کو مظاہر نفوسِ باعث کہتے ہیں۔

اور تو جان کہ بعض اوقات اللہ عزّوجل کا حکم اس مثلِ معلقہ کیلئے انوارِ مدبرہ فلکی ایجاد ہوتے ہیں۔ اور پھر انوارِ مجردہ فلکی ان مظاہر میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اخیار و ابرار و مستبصرات میں سے بہت سے لوگوں نے ان نفوس مجردہ فلکی کا بحسّ ِظاہر مشاہدہ کیا ہے اور کرتے ہیں۔ یہ مثل نورانیہ افلاطونیہ ہے۔

یعنی جو کچھ انوارِ مجردہ سے تخلیق و ایجاد ہے۔ اُسے مثلِ نورانیہ کہتے ہیں۔ اور جو کچھ اس نورانی سے متعلق و مصاحب ہو جہتِ روحانیہ سے تو اُسے واسع الخلق و مصاحب الطیّب روحانی کہتے ہیں۔ اور اس عالم کو میں عالمِ اشباح مجردہ کا نام دیتا ہوں۔ اور اشارت اس عالم سے ہے کہ متقدمین ان کے وجود کے عالم ہیں۔ اور اُس غیر عالم حسّی برزخ فلکی، عنصری، مرکباتِ عنصریات، اس نامتناہی کے عجائبات اور اس کا مدین لا تحصیٰ ولا تعدّ ہے۔ اور اس جملہ مدین میں سے ایک مدینہ ہے جسے جابلسا و جابلقا کہتے ہیں۔ یہ دو مدینے بہت عظیم ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک میں ہزار در ہیں۔ اور اس کے خلائق اس میں لاتعداد ہیں۔ وہ سب نہیں جانتے ہیں کہ آدم اور ذریّت آدم کو پیدا کیا گیا ہے۔ یا نہیں۔ اس اشباح کے برابر عالمِ حسّی ہے۔ وسعت میں، دامِ حرکتِ افلاک مثالی میں، دوامِ قبولِ عنصریّات اور مرکبات آثارِ حرکتِ افلاک مثالی کیلئے اسی طرح دوامِ قبولِ اشراقات محالم عقلیہ کیلئے بھی حضرت باعظمت مقدسہ مصطفےٰ ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے۔ اسی عالم اشباح اور ان دو شہروں کے بارے میں ارشاد ہے۔ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلٰی اَنَّ جَابلقا و جابلسا مَدِیْنَتَانِ مِنْ عَالَمِ عَنَاصِرِ مِثْلٍ وَھُوَ مَا قُلْنَا مِنْ عَالَمِ عَنَاصِرِ مِثْلٍ وَصَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلَہُ الْکَرِیْمُ الْحَکِیْمُ الْعَلِیْمُ۔ ترجمہ: جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سنو بے شک جابلقا اور جابلسا عالمِ عناصرِ مثل میں سے دو شہر ہیں۔ اور اسے ہم نے عالمِ عناصرِ مثل میں سے کہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور اللہ کے رسول کرم کرنے والے، حکمت والے، علم والے نے سچ فرمایا ہے۔

حضرت مولوی رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے غزلیات میں اس کا ذکر کیا

ہے۔ اے عزیر اس قسم کے اسرار کا کشف مشائخ نے نہیں فرمایا ہے۔ اور اکثر نے اس وادیہ میں عنانِ معطوف کیا ہے۔ شعر

چنیں رازِ باطن نہاں گفتہ اند * درّ و گوہر سِرّ کم سفتہ اند

ترجمہ : اس قسم کے باطن راز کو پوشیدہ کیا ہے۔ در و گوہر کو کم پردیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنَا وَ ثَبِّتْ لِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَصْحَابِ السُّلُوْكِ عَنْ ذِلَّةِ الْاَقْدَامِ عَلٰى صِرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ۔ (اے اللہ ہمیں اور اصحابِ سلوک کے تمام مومنین کو صراطِ مستقیم پر اقدام کے متزلزل ہونے سے ثابت قدم رکھ۔)

۴۵واں مکتوب

(کافر کے ظلم و خروج پر اولیاء اللہ سے استغاثہ کا بیان)

مثال واجب الامتثال سلطان السلاطین سلطان ابراھیم خَلَّدَ اللّٰہُ مُلْکَہٗ وَ سُلْطَانَہٗ خوشترین زمانے میں نزولِ اجلال فرمایا۔ اور بہترین اوان میں وصولِ اقبال ظاہر کیا۔ گوشہ نشینان سے متعلق جو التفات فرمایا ہے۔ امید ہے کہ التفات روز بروز بڑھتا رہے گا۔ اور ان توجہات کے بہترین ثمرات بشکل فتوح و نصرت ظاہر ہوتے رہیںگے۔ آپ نے اس خط کا تذکرہ کیا ہے۔ جو حضرت قطب عالم مدظلال کی طرف ارسال کیا گیا ہے۔ اور اس خط میں کافروں پر فتح یابی سے متعلق مضامین ہیں۔ دیارِ اسلام بنگالہ و مدار انام ولایت انجام ہفتگالہ تین سو سال کے بعد کافروں کی ظلمت سے آزاد ہوا۔ اور وہاں کے مسلمانوں کو عزت اور تروتازگی ملی۔ قطعہ

چراغ دینُ اسلام ہدایت * کہ می افروختہ ہر گوشہ از نور
نشست از باد کفر کنس رائی * فروز از حسرتی اجساد منصور
چراغ نوری و شمع حسینی * نشست از باد تیغ و آب منظور
چراغ و شمع مردم راچہ گوئی * کہ طبع ہرکہ بودہ خورد کافور
چودار دین اسلام ایں چنیں شد * چرا نبشستہ بر تخت مسرور
بیابر خیز و دین راکن حمایت * کہ برتو لازم است اے شاہ مقدور
چرا صاحب قران از فتوی دین * فروز د تخت دہلی میر تیمور
دومہ امرلی کہ دیدہ نامناسب * بہم پرز دچو دہلی شہر معمور

تو خود صاحب قرآنی صاحب ہند * پسندی ایں جفا وجود موفور
کہ ایں بنگالہ سوزد ز آتش کفر * تو آب تیغ داری از میان دور
عجب دارم ز دین آں موالی * کہ می دارند تر از یں کار مقصور
چو ایں بنگالہ را فردوس گویند * ز دوز خیاں شود چوں دود مهدور
خلیلان چوز آتش دان نترسید * تو ترسی از چنیں بستان پُر نور
بنوعی می رسد بر ہر کسے جور * کہ نیارد کرد شرحش خامہ مذکور
چراغ دین فرستادم کہ وی ہم * بر افروزد زنور دیدہ مقرور
بآن دارای دین ہر مسلمان * کہ کرد از چار ارکان خانہ سود
بارکان دیار دین بنوی * کہ ارکان خانہ دارد نور از ہور
بنور ہر چراغ دو از دہ برج * کہ سیاروند ازاں انور منور
بشاہان ولایت خانۂ دہر * کہ درکار غزاہستند مشہور
بیک ساعت مشین بر تخت شاہی * بیا از کفر تیغ کن این کفر مقہور .

ترجمہ: دین و اسلام کی ہدایت کا چراغ کہ اس کے نور سے ہر گوشہ روشن ہے۔ کفرِ کنس کے جھولا پر بیٹھ کر اجسادِ منصور کا شمع روشن کرتا ہے۔ چراغِ نوری و چراغِ حسینی جو کہ تیغ اور آب منظور کے جھولا پر ہے۔ چراغ لوگوں کو کیا کہتا ہے۔ کہ ہر ایک کی طبیعت مثل کافور ہے۔ جب دینِ اسلام اس انداز سے ہو تو تختِ مسرور پر کیوں نہیں بیٹھے گا۔ تو آاور دین کی حمایت کیلئے کھڑا ہو جا۔ اے شاہ مقدور تجھے یہ دین لازم ہے۔ کیونکہ صاحب قرآن میر تیمور دین کے تقویٰ سے تختِ دہلی پر رونق افروز ہوا۔ اور نامناسب معاملات کو شہر دہلی سے خالی کیا۔ کیونکہ یہ شہر نامناسب امر سے پُر تھا۔ تو خود صاحب قران و

صاحب ہند ہو کر جفا و جور کو پسند رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ بنگالہ آتشِ کفر سے جلتا رہا۔ اور تو آبِ تیغ رکھتا ہے۔ میں دین کے اس موالی کو عجب دیکھتا ہوں کہ کارِ مقصود رکھتا ہے۔ جب کہ اس بنگالہ کو ان لوگوں نے فردوس کہا ہے۔ اس کے باوجود دوزخیوں میں سے ہوا۔ جب دوست آتش دان سے نہیں ڈرتا۔ تو پھر اس قسم کے پُر نور باغ سے کیوں ڈرتا ہے۔ اس قسم کی تکلیف ہر ایک کو پہنچتی ہے۔ کہ خامۂ مذکور اس کی شرح نہیں کر سکتا۔ دین کے چراغ کو میں نے بھیجا کہ اس پر بھی نور دیدہ مقرور روشن ہوتا ہے۔ اس دین کے پالنے والے سے ہر مسلمان جو کہ چار ارکان دل کے قلعہ میں رکھتا ہے۔ دین نبوی کے دیار کے ارکان سے کہ ارکان نور کا گھر رکھتا ہے۔ بارہ برج کے ہر چراغ کے نور سے سیارہ منور ہے۔ زمانے کے شاہانِ ولایت سے جہاں میں کافروں سے جہاد کرتا ہے۔ تختِ شاہی پر یک ساعت مشین تیغ لا اور کفر کو مقہور کر۔

مِنوال مضمون نامۂ ولایت فرسا و مشحونِ نورانیہ ظلمتِ پیرا (یعنی خط) پہنچا۔ اس خط کو حضرت قطب عالم کی جانب روانہ کر دیا ہے انھوں نے فرمایا ہے کہ عسکرِ منصورہ و لشکرِ موفورہ کو چاہیئے کہ لشکر کشی سے پہلے فاتحہ نصرت پڑھے۔ تاکہ بادشاہانِ دین کے واسطے نَصرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتحٌ قَرِیبٌ [1] اور اِنَّا فَتَحنَا لَکَ فَتحاً مُّبِیناً [2] کی بشارت وصول کر سکے۔ یہ کام مناسب نہیں ہے۔ کہ بنگالہ کیجانب لشکر کشی ہو اور انسے فتور استعانی عسکر ظاہر نہ ہو۔ قطعہ

اگر از دست شاہان ولایت * بر آید کار از فروزی درای

---

[1] پ ۲۸ سورہ صف ۱۳۔ ترجمہ: اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح۔

[2] پ ۲۶ سورہ فتح ۱۔ ترجمہ: بے شک ہم نے تمھارے لئے روشن فتح فرمادی۔

زہے دولت کہ برزین برنشیند * نہ نہند در راہ دشمن خود می پای

ترجمہ: اگر شاہانِ ولایت کے دست سے کام عمدگی سے ہو جائے۔ تو کیا ہی خوب دولت ہے کہ اس کے زین پر وہ سب بیٹھتے ہیں۔ دشمن کی راہ میں خود نہیں رکھتے۔

فتح یابی کی صورت میں چاہیئے کہ درویشانِ اسلام سلسلہ علائیہ و دلریشانِ زمرۂ والائیہ کی فاتحہ بنگال کا' کافروں کے دست سے نکل جانے کی خوشی میں ہو۔ اور آیت فاتحہ ہفتگالہ کے خلاص پر انتہائی خلوص سے ہونے چاہیئے۔ بعدۂ نفس کو اس کے لئے خالص کرنا چاہیئے۔ جو کہ ارکانِ دولت کے مقصود میں سے ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ نصرت و فتح کیلئے حمایتِ اسلام باحسن الوجوہ میسر آئیگی۔ قطعہ

بتقدیر دارای نصرت فروز * برآید مراد ولایت کشای

چو مقصود تخلیص آن دوستان است * برآید بزودی بلطف خدای

ترجمہ: پالنے والے کی تقدیر سے نصرت ولایت کی مراد کو کھولنے کیلئے ظاہر ہو گی۔ جب کہ مقصود اس دوست کی تخلیص ہے۔ تو جلد اللہ تعالیٰ کے لطف سے مراد ظاہر ہو گی۔

جب جہاندار کا عزم و شہریار کا حزم حضرت مخدوم زادہ سے بنا بر استمدادِ خاطر و اقتصادِ ضمیر ہے۔ بالخصوص بوقتِ وصول عساکرِ نصرت و حمایت کا متمنی ہے۔ تو دست مقربات ظاہر ہونگے اس لئے غیر کی جانب توجہ مبذول ہونے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ قطعہ

بہم در اکابر چو خورشید و ماہ * زبیش و کمی نور نور آزمای

نیایند بہم در درخشند کی * سخن کرد تادر نیفتند زیای
زہے شاہان اقلیم ولایت * کہ لشکر برکشند از بہر امداد
دیار مومناں از دست کافر * کشیدہ میدہند برمن از دار

ترجمہ : جی ہاں : اکابر میں نور نور کی کمی و بیشی خورشید و چاند کی طرح آزمایا ہوا ہے۔ چمک میں باہم نہیں آتے تاکہ سخن میں نقصان نہ گرے۔ اقلیم ولایت کے شاہان کیا خوب ہیں کہ لشکر کو امداد کیلئے کھینچا۔ اور مومنوں کے دیار کو کافروں کے دست سے کھینچ لیا۔

سبحان اللہ ولایت بنگال کیا خوب ہے کہ اطراف سے اکثر اولیائے کرام یہاں آکر آباد ہو گئے۔ اور دیار ہفت گالہ کیا خوب ہے کہ بیشتر اصفیائے اکناف یہاں آکر متمکن ہوئے۔ چنانچہ ”دیوکون ہفتاد“ میں شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے معتبر خلیفہ آکر آباد ہوئے۔ ”مہسون“ میں اکثر خلفائے سہروردیہ ”دیوتلہ“ میں اور بیشتر صحابہ جلالیہ ”نارکوتی“ میں اسی طرح بہترین اصحاب حضرت شیخ الشیوخ و خوبترین احباب صاحب رسوخ شیخ احمد دمشقی اور حضرت شیخ شرف الدین توامان ”ستارکانون“ میں آکر آباد ہوئے۔ اثنا عشریہ قدرخانیہ میں سے حضرت شیخ شرف الدین منیری کے خاص شاگرد، حضرت بدر عالم اور ورائے بدر عالم زاہدی وغیرہ بھی آکر آباد ہوئے۔ القصہ مختصر یہ ہے۔ کہ ولایتِ بنگال میں کوئی قصبہ و دیہی ایسا نہیں ہے کہ وہاں آکر اکابرِ روزگار آباد نہ ہوئے ہوں۔ لیکن ان میں سے اکثر مشائخ خانوادہ سہروردہیں۔ بہت سے اکابر روزگار وہاں کی خاک میں مدفون ہیں۔ اور بہت سے اب تک بقید حیات ہیں۔ بہت سی اولاد و احفاد اکابرین وہاں موجود ہیں۔ اگر ہمت کر کے کافروں کے دست

سے اسے چھڑانے کیلئے لشکرِ جرارہ و عسکرِ غدارہ بوسیلہ مخدوم زادہ حضرت قطب عالم روانہ کیا جائے۔ تو ان کافروں کی ہمت جواب دے جائیگی۔ اور شہر ان سے آزاد ہو جائیگا۔ کیا خوب دولت ہے۔ ہوشیار ہوشیار راہ سے سخن اور قدم ازگاہ ہے۔ جسے اٹھاتے ہیں۔

۴۶واں مکتوب

(حضرت آدم علیہ السلام سے ایں دم عشق کی مثال اور اکابر بنگال کی دلجوئی کا بیان)

نتیجۃ الاکابر و سلالۃ الآخر قرۃ عیون الاولیاء الکاملین و ثمرۃ فوائد الاصفیاء البالغین قطب الدور حضرت شیخ نور نَوَّرَ اللّٰہُ ظُلُمَاتِ الْوِلَایَۃِ عَنْ نُوْرِ الْاِسْلَامِ وَ غَیَّرَ اللّٰہُ اٰفَاتِ الْغَوْلِیَۃِ مِنْ سُرُوْرِ الْاِحْتِشَامِ (اللہ تعالیٰ ولایت کے ظلمات کو نور السلام سے منور فرمائے اور غوایت کے آفات کو صاحب حشم کے سرور سے مبدل فرمائے) خادمِ درگاہِ علائی و ملازمِ بارگاہِ والائی درویش اشرف کی جانب سے دعواتِ موفورہ و تحیاتِ نا محصورہ قبول فرمائیں۔ آپ نے خط میں ولایتِ اسلام پر لشکر کفار سے متعلق جو استفسار فرمایا ہے۔ وہ تفصیل کے ساتھ پیشِ خدمت ہے۔ اور وہ جور و جفا جو کہ خاص طور پر خاندان علائیہ اور خاندانِ خالدیہ پر ان کی طرف سے ڈھائے گئے۔ اس کی تفصیل کافی وسیع ہے۔ اَلْبَلَآءُ یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ خَاصَّۃً وَالْاَوْلِیَآءِ عَامَّۃً۔ ترجمہ: آسمان سے بلا انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر خاص طور پر اور اولیائے کرام علیہم الرضوان پر عام طور پر نازل ہوتی ہے۔ اے عزیز ان واقعات میں فلکی اشارہ پنہاں ہے۔ اور ان حادثات میں ملکی امارۃ پوشیدہ ہے۔ جیسا کہ میدان عشق کے مبارزان پر ظاہر ہوتے ہیں۔ قطعہ

اے برادر ہر کہ در میدان عشق * چست وچالاک آمدہ ہست نمای

میخورد بر روئے جان زخم نوال * زخم نبود زخم از نور اللقای

ترجمہ: اے برادر جو کوئی میدانِ عشق میں چست وچالاکی سے

آئے۔ جان پر زخم کی بخشش محسوس کریگا۔ کیونکہ زخم لِقا کے نور کے سبب سے زخم نہیں ہے۔

مردانہ ہونا چاہیئے کہ راہِ عشق کیلیئے ایسے آثار ظاہر ہوں۔ دلیرانہ ہونا چاہیئے کہ جانبازانِ رزمگاہِ صدق کیلیئے اس طور سے ایسے آثار ظاہر ہوں کہ عدم سے وجود کے صحرا میں آئے۔ اور میدان نمود میں اس کیلیئے چھپے ہوئے اسرار ظاہر ہو جائیں۔ کچھ کو اس کیلیئے انتخاب کیا اور اس کے بدولت ہوائے الٰہی تک پہنچایا۔ اور ایک گروہ کا احتساب فرمایا۔ اور اس سے رفعتِ نوائے نامتناہی تک کھینچا۔ چنانچہ نقل ہے کہ ہر سال ۸۰ کروڑ' ۸۰ لاکھ اور ۸۰ ہزار افراد وجود میں آتے ہیں۔ اور حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام کی روایت کے مطابق نوّے (۹۰) ہزار افراد علم و عشق کے میدان میں رونق افروز ہوتے ہیں۔ اور اپنی جان ہوائے حسن کے سپرد کر دیتے ہیں۔ قطعہ

زہے در دریائے عشق خدای * کہ آنرا نباشد بگیتی مثال
اگر عاشقان رابہر موئے تن * ہزاران بود جان علوی مال
ہنودش کم آید بوقت نثار * کہ بر عاشق آرد نثار ایں لآل

ترجمہ: عشقِ خدا کے دریا میں کیا خوب ہے کہ زمانے میں اس کی مثال نہیں ہے۔ اگر عاشقان کے موئے تن کیلیئے ہزار جان علوی مآل ہو۔ تب بھی بوقت نثار کم پڑ جائینگے۔ کہ عاشق پر یہ لال نثار ہوتا ہے۔

میدانِ ہدایت کے آفرنیش سے انتہائے کار تک ہر شخص دولت ہی دولت دیکھتا ہے۔ اس قسم کے آثار ان کے زمانے میں آتے ہیں۔ اور اس قسم کے زخم سے رخسار میدانِ کارزار میں رنگین ہوتا ہے۔ قطعہ

ہر کہ در میدان عشق روے او * ہمچو رستم بر نہادہ او نہ پای
ہفت خوان وصل چوں آید بدست * بہ ز رستم مرد باید سام زای

ترجمہ: جو کوئی میدانِ عشق میں اپنا چہرہ رکھے۔ تو گویا کہ اس نے رستم کی طرح قدم رکھا ہے۔ ہفت خواں وصل جب اس کے دست میں آئے۔ تو رستم سے بھی زیادہ بہادر ہوتا ہے۔

یہاں تک کہ زمانے کے اسرار کو کار زادِ عشق کے سر میں نہیں رکھتا۔ صدق و سچائی کے ساتھ اس راہ میں قدم رکھتا ہے۔ اور اپنی زندگی کو اس راہ میں بے مقصد نہیں رکھتا۔ ہوائے عشق میں دل بے پرواہ نہیں کرتا۔ قطعہ

تا مرد ز تیغ عشق پی سر نشود * در مزہب عاشقان مطہر نشود
ہم عشق طلب کنی وہم سر خواہ * آری خواہی ولی میسر نشود

ترجمہ: یہاں تک کہ مرد تیغ عشق سے بے سر نہیں ہوتا۔ (اور) مذہبِ عاشقان میں مطہر نہیں ہوتا۔ عشق بھی تو طلب کر اور سر بھی۔ وہاں تو جا۔ ورنہ ولی میسر نہ ہوگا۔

حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کیلئے رخسارۂ عشق اس دن ظاہر ہوا۔ جس دن کے دار الفردوس سے سروپا برہنہ ہوئے۔ اور تین سو سال تک دوست کے فراق میں مبتلا رہے۔ حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام گلزارِ خلعت و لالہ زارِ محبت کیلئے گلِ عشق شگوفہ سے اس دن کھلا۔ جس روز آپ کو منجنیق میں ڈال کر آگ میں رکھا جارہا تھا۔ قطعہ

کسے چنید گل گلزار توحید * کہ خار عشق باشد دامن آلای
گل عشق از گلستان خلیلی * کسے بوید کہ نار آورد پای

ترجمہ : جو کوئی گلزارِ توحید سے گل چنتا ہو۔ تو دامنِ آلا (نعمتوں) خارِ عشق ہوگا۔ گلستانِ خلیل سے جو کوئی گلِ عشق پائیگا۔ تو اس کے قدم میں آگ آئیگی۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کیلئے اس روز نور عشق ظاہر ہوا۔ جس دن آپ طور سے مصر تشریف لائے۔ اور فرعون کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔

قطعہ

بر نیاید برسر طور خدا * تا نسوزد آتش موسی نمای

آتش ارنی فروز اندر تنور * لن ترانی نہ خیزد از صدای

ترجمہ : کوہِ طور کی چوٹی پر خدا نہیں آئیگا۔ یہاں تک کہ آتش موسیٰ میں نہ جل جائے۔ ارنی کا آتش تنور میں روشن ہے۔ (لیکن) لن ترانی صدا سے قائم نہیں ہوتی۔

حضرت نوح نجی اللہ علیہ السلام کیلئے اس روز ظاہر ہوا۔ جس روز آپ کشتی عشق پر سوار ہوئے۔ اور طوفان و پانی نے ان کے لخت جگر کو غرقِ آب کیا۔ آپ کا دل مغمور ہوا۔ اور اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِكَ[1] کی صدا آئی۔ قطعہ

تانہ بر کشتی عشق روئے دوست * برنشیند برسر طوفان درای

کشتی او برسر جودی عشق * کی رود از چپہ لطف خدای

ترجمہ : یہاں تک کہ کشتی عشق پر دوست کا چہرہ ظاہر نہ ہوا۔ جب تک کہ کشتی طوفان کے درمیان نہ آئی۔ ان کی کشتی جودی پہاڑ پر خدا کے لطف سے پہنچتی ہے۔

---

[1] پ ۱۲ سورہ ھود۔ ترجمہ : بے شک وہ تمھارے اہل سے نہیں ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کو نہالِ عشق کے سایہ میں اس روز جگہ ملی۔
جس روز صدمہ جلالیہ کا آرہ اور دستہ نجاریہ کا تیشہ درخت کے وجود پر رکھا گیا۔
اور حضرت یونس علیہ السلام کیلئے دریائے عشق کا قطرہ ان کے مقصد میں ٹپکا۔
جس روز ذرہ بیضائے صدق ان کے جام میں گرا۔ اور ظلمات ماہی میں جگہ پاکر تسبیح پڑھتے رہے۔ قطعہ

چوں سکندر تانداری دررہ ظلمت قدم * خیرہ خیرہ تانکردی در رہ ظلمت سرای
کی نبوشی الجیوان زای عشق روئے او * ہم چوالیاس ولایت ہم چو خضر رہ نمای

ترجمہ: جیسے سکندر تاریک راہ میں قدم رکھتا ہے۔ جب تک کہ تو ظلمت کی راہ میں سرای نہ پکڑیگا یہاں تک کہ اپنے چہرے کو عشق کے جیوان میں نہ رکھے۔ (مگر) جیسے حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ اسلام کیلئے راہ ظاہر ہوئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو خاتمِ عشق ان کے خنصرِ ولایت (چھنگلی انگلی) میں اس روز پہنایا گیا۔ جس روز رَبِّ هَبْ لِیْ کے تخت سے نیچے آئے۔ تخت کو خالی کیا۔ اور عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ ظاہر ہوا۔ قطعہ

سلیمان تختِ ولایت فروز * کہ بر زد در رب ھب لی گرای
بپوشید آں روز خاتم ز عشق * کہ در دام ماہی در آورد پای

ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السلام تختِ ولایتِ رَبِّ هَبْ لِیْ سے نیچے تشریف لائے۔ اسی روز عشق سے خاتم پہنا۔ کہ دامِ ماہی میں قدم لایا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو اس روز عشقِ عزیز کے تخت پر رونق افروز فرمایا۔ جب فراقِ یوسف میں آنکھوں کی بینائی ختم کردی۔ قطعہ

ہمچو یعقوب از پوشید چشم خود * در فراق یوسف روے خدای
کی ببوید بوے پیراہن ز عشق * باز گرد د دیدہ یوسف نمای

ترجمہ: اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی جدائی میں اپنی آنکھوں کی بینائی ختم کر دی۔ پھر عشق سے پیراہن کی خوشبو پاکر دیدہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کیلئے مصر میں تختِ عزت پر اس روز عشق ظاہر ہوا۔ جب کنواں میں جدائی کے غم کو برداشت کیا۔ اور باز مصر میں بِثَمَنٍ بَخسٍ دَرَاھِمَ مَعْدُودَۃ[1] کی صدا آئی۔ قطعہ

تانشیند در تہ زندان عشق * کی نماید یوسف ہمت لقای
جائے خود کن ہر سر اورنگ دوست * چوں عزیز مصر عشق رونمای

ترجمہ: جب تک عشق کی تہہ میں نہیں بیٹھ جاتا۔ اسوقت تک یوسف علیہ السلام کے لقا کی ہمت ظاہر نہیں ہوگی۔ اپنی جگہ دوست کے تخت پر بنا۔ جس طرح عزیز مصر سے عشق ظاہر ہوا۔ قطعہ

ہر کسے را نیست قیمت در سر بازار عشق * یوسفی باید کہ در نہ زندان بگیر د جاہ جای
بر سر اورنگ عشق آمد کسے کو بر فروخت * یوسف خود را بھفدہ جتیل تا سر ہای

ترجمہ: ہر بازارِ عشق میں ہر شخص کی قیمت نہیں ہے۔ یوسفی ہونا چاہیئے کہ قید خانہ میں بھی جاہ و منزلت حاصل کرتے ہیں۔ جو عشق کے تخت پر آئے اسے فروخت پر لایا جاتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو سترہ طریقوں سے سیر کرایا۔

---

[1] پ ۱۲ سورہ یوسف۔ ترجمہ: چند کھوٹے سکوں کے بدلے۔

اولیائے روزگار و اصفیائے نامدار میں اسکی مثال موجود ہے چنانچہ حسین منصور و عین القضات ہمدانی کو سولی کیا اور جلایا۔ جناب میر ماہ بہرائچی کو خطہ بہرائچ میں کافروں نے ستایا۔ کچھ خاندان نبوی و جندی کا خون کیا گیا۔ ان میں مبارک ماہ کو زخم عشق سے رنگین کیا۔ قطعہ

ماہ سپہر عشق کسے آمدہ کہ او * برروے خورد کلفت زخم حبیب را
باشد کسے غریب رہ دوست آنکہ او * یا برنہد براہ غریب و عجیب را

ترجمہ: جو عشق کے آسمان کے ماہ میں آیا ہو۔ اس کا چہرہ حبیب کے زخم کیلئے تکلیف زدہ ہوگا۔ جو دوست کی راہ کا غریب ہو۔ وہ غریب و عجیب کیلئے قدم رکھتا ہے۔

اس فقیر کو شمشیر عشق پر اس روز سر رکھنا نصیب ہوا۔ کہ جب چنگیزی کفر کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن کر سامنے آیا۔ اکثر سادات نوربخشیہ و بیشتر زاکیاتِ زمرہ سامانیہ اس معرکہ میں شرف شہادت سے مشرف ہوئے۔ قطعہ

نبردی شد چناں باہم بنردان * کہ رستم یافت از وی داستانی
زخوان جنگ ایں سامان نژادان * بود یک زلہ او ہفت خوانی

ترجمہ: لڑائی کرنے والوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ کہ ان میں سے رستم پایا۔ خاندان سامان کے اس دستر خوان سے وہ سب رسوا ہوئے۔

چنانچہ دوران جنگ قدم میں زخم پہنچا۔ سر کھینچ کر توقف کیا۔ پھر دار السلطنت سمنان کی جانب بچوں کی طرح زمین سے لگ کر چلے۔ وہ نور دیدہ ولایت علائیہ کا ایک نورانی گلدستہ تھا۔ اس سے بوستان خالدیہ کی خوشبو آرہی تھی۔ اس میدان میں جب تک مردانہ و دلیرانہ نہیں ہو جاتا اسوقت تک عشق کی

لذتوں کو محسوس نہیں کر سکتا ہے۔ قطعہ

تانہ برسر شیر مردان خدای * برخورند از جان نثار تیغ عشق

جان سپر نکنند تادر راہ دوست * چوں بیارد تیر تیز تیغ عشق

بہ زکردون چیز باید در طلب * تاشود خورشید روی از تیغ عشق

ترجمہ: جب تک شیر کی طرح تیغ عشق کے جان نثار سے بہادر وار نہ ہو جائے۔ جان دوست کی راہ میں قربان نہ کردے۔ جب تیغ عشق آئے چیزوں کو چاہیئے کہ طلب میں کرے تاکہ تیغ عشق سے خورشید کا چہرہ ظاہر ہو۔

روحانیہ اکابر چشتیہ و نورانیہ اماثر عشق سرشتیہ نے ولایت اسلام کے خلاص کیلئے کوشش فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی برکت سے مسلمانوں نے کافروں کے غرور کو توڑا۔ اور انھیں شکست سے دوچار کیا۔ قطعہ

بایراد شاہان اقلیم دین * کہ کافر نفس دارند غزای

امید است کہ دامان اسلام دین * بروں آید از خار کفر آزمای

ترجمہ: اقلیم دین کے شاہوں کے ارادہ سے کافروں سے جہاد کیا۔ امید ہے کہ کفر کے کانٹوں سے اسلام کا دامن ظاہر ہوگا۔

۷۴واں مکتوب

(رضائے الٰہی کیلئے تکلیف برداشت کرنے کا بیان)

برادر اعز الاکابر و زبدۃ الاماثر حسین اَجَرَّہُ اللّٰہُ تعالیٰ بِمُصِیبَتِہٖ (اللہ تعالیٰ انھیں ان کی مصیبت پر اجر عطا فرمائے) درویش اشرف کی جانب سے سلام و دعائے مشتاقانہ و صفائے دردمندانہ قبول فرمائیں۔ اے عزیز سالکانِ راہِ ولایت و سالکانِ جاہِ قربت کیلئے امتحان و ابتلا بہت ہیں۔ کبھی جفا و جور اور کثرتِ محنت سے آزمائش اور کبھی عناد و رنج اور مصیبت سے ہے۔ ان ہی میں کامیابی سے حریمِ حرمت میں کشود کار ظاہر ہوتا ہے۔ قطعہ

در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست * ہر صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست
ایں چہ استغناست یارب ایں چہ قادر حکمت ست * کیں ہمہ زخم نہانست و مجال آں نیست

ترجمہ : طریقت میں سالک کو جو کچھ پیش آئے۔ خیر ہے۔ سیدھے راستے پر اے دل کوئی گمراہ نہیں ہے۔ یہ کیا استغنا ہے۔ یارب یہ کیا قادر حکمت ہے۔ کہ تمام زخم پوشیدہ ہیں۔ اور مجالِ آہ نہیں ہے۔

شیوۂ اربابِ طریقت و پیشۂ اصحابِ حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کو راضی کریں۔ بیت

رضا بدادہ بدہ واز جبیں گرہ بکشای * کہ بر من و تو در اختیار نکشا داست

ترجمہ : تو رضا کی تقدیر دے اور اپنی جبیں تکلیف میں کشادہ رکھ۔ کہ مجھ پر اور تجھ پر اختیار میں کشاد نہیں ہے۔

کلامِ قدسی مقامِ انسی میں فرماتے ہیں۔ مَنْ لَّمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَآئِیْ وَلَمْ

يَشْكُرْ نَعْمَائِي وَلَمْ يَرْضَ قَضَائِي فَلْيَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِي۔ ترجمہ: ''جو میری بلا پر صبر نہ کرے، میری نعمتوں پر شکر نہ کرے اور میری قضا پر راضی نہ ہو۔ تو چاہیئے کہ وہ میرے سوارب تلاش کرے''۔ پردہ عشق کے عشاق وآہنگِ صدق کے سازندگان کیلئے اس قسم کی مصیبت ثابت ہے۔ چنانچہ اکابرِ عراق، اصفہان اور حجاز جب خطہ ارادت میں قدم رکھتے ہیں۔ تو ان کو بھی تکلیف وبلا میں رکھا گیا۔ لیکن تقدیرِ مشیت میں یہ سب پیشوانِ راہِ کاروبار مقتدیانِ درگاہ ہیں۔ قطعہ

ہر کہ برخط ارادت سر نہاد * نقطہ پرکار دین آمد سرش

وآنکہ از پرکار خطش سربرں * بر نہادہ رفت سراز پیکرش

ترجمہ: جس نے اپنے آپ کو ارادت کے خطہ میں رکھا۔ تو تقدیر اس کے سر آئی۔ اور جو کچھ خامہ سے اس کے خطہ میں ظاہر ہوگا تو اپنے پیکر سے اس پر گذرے گا۔

اگرچہ حادثہ کی ہوا گلزارِ حسینیہ وزیدیہ اور صرصرِ واقعہ لالہ زار مہسوریہ پر پہنچی نسیمِ فیضِ الٰہی وشمیم ریاضِ نامتناہی نے آن برادران کے گلشنِ حالت میں شگوفہائے معارف کو تر و تازہ کیا اور چمنِ اوانت میں گلہائے عوارف کو خوب بڑھایا۔ بیت

اگرچہ صرصرت غیرت بگلزار وزید از مہر جان بے نیازی

ترجمہ: اگرچہ ہوا گلزار میں مہرجان سے پُر کردیتی ہے۔ لیکن کلی سے پھول کھلنا لطف وفیض پر منحصر ہے۔

مرد ہونا چاہیئے۔ تاکہ طالبانِ راہِ حق ومحبانِ درگاہِ مطلق پر اولیائے متقدمین واصفیائے متاخرین کی طرح نازِ محبوبی کا کرشمہ واغمازِ مرغوبی کا شیوہ

ظہور پذیر ہو۔ قطعہ

ہر کہ آمد در رہ توحید او * جانسپاری کرد باید در ہوای
تیغ و تیر عشق می باز دبسر * جان سپر باید نمود و تن فدای

ترجمہ: جو بھی اسکی توحید کی راہ میں آئے۔ اسے ہوا میں اپنی جان سپرد کرنا چاہیئے۔ عشق کے تیغ و تیر سے کھیلتا ہے۔ جان و تن اسے سپرد کر دینا چاہیئے۔

مشائخِ سہروردیہ و رواسخِ زمرہ کبریہ کے فیض روحانیہ سے توقع ہے۔ کہ قریب الایام میں وہ ولایتِ اسلام کافروں کے دست سے نکل جائیگی۔ کیونکہ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔[۱] پس بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ ایں جانب کی طرف سے حمایتِ عساکرِ سلطانی و رعایتِ لشکرِ خاقانی پہنچے گی۔ اور وہ باطن (انشاء اللہ تعالیٰ) اس ظاہر پر اثر کریگا۔ بیت

دو دل یک شود بشکند کوہ را * پرا گندگی آرد انبوہ را

ترجمہ: دو دل یکجا ہو کر پہاڑ کو ختم کر سکتے ہیں۔ (اور) گروہ کیلئے پریشانی لاتے ہیں۔

مخدوم زادہ جادۂ نور العین نور حدقہ علائیہ و نور حدیقہ خالدیہ کیلئے درویشانہ استعانت و بخوشانہ استکانت رکھتے ہیں۔ قطعہ

گر بیارد تیغ و تیر از قوس جنگ * ہمتی باید ز پیران و لای
دوستاں بایکدیگر ہمت کنند * دشمنانرا تابہ بند د دست و پای

ترجمہ: اگر جنگ قوس سے تیغ و تیر لائے۔ تب بھی پیروں کے صدقے ہمت رکھنا چاہیئے۔ تمام دوست ایک دوسرے کے ساتھ ہمت کر کے دشمنوں

۱۔ پ ۳۰ سورہ الم نشرح ۵۔

کے دست وپا کو باندھتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَ حَمِّلْنَا مَکَارِہَ عَنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ الْقَوِیْمِ۔ (اے اللہ ہمیں اور تمام مومنوں کو صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھ۔ اور ہمیں توفیق عطا فرما تاکہ اہل اسلام سختیوں کو اٹھائیں۔)

سلطان السلاطین ابراہیم جونپوری نے اس فقیر سے التماس کیا ہے۔ کہ حضرت قطب الولایت شیخ نور بنگالی سے استغاثہ فرمادیں۔ ولایتِ بنگالہ محمد بختیار خلجی کے زمانہ سے امراء سلطان السلاطین وبرہان الخواقین شمس الدین التمش تک تھے۔ اور فتحِ بنگالہ ان کے دست سے ظاہر ہوئی۔ تقریباً دو سو پچاس برس ہوئے کہ اب عرصہ اسلام کفر واصنام سے آلودہ ہے۔ اس درویش کی جانب سے یہ جواب باعثِ سعادت ہے۔ سلاطینِ نامدار و خوانینِ عالیمقدار نے اپنی ساری عمر مظلوموں کی استعانت اور ستم دیدگان کی حمایت میں صرف کرتے رہے۔ چنانچہ صاحب قرآن ومالکِ کیہان امیر تیمور گورگان نے اپنے عہد میں دیارِ اسلام دہلی کیلئے دینی امور میں کچھ تہاون وکسلان کے بارے میں سنا۔ تو عساکرِ قاہرہ و اماسرِ جاہرہ تیار کیا۔ اور دیار اسلام کو کفر واصنام کی آلائش سے پاک کیا۔ باوجود کہ انکسارِ نفس و انحطاطِ انس ان میں پایا جاتا ہے۔ کہ جب دار الخلافت سے سمر قند براستہ ہرات تشریف لائے۔ تو وہاں کے چڑیا خانہ میں نزول فرمایا۔ اس وقت صاحب قرآن کے ہمراہ بارہ ہزار افراد صاحب علم وفضل والے موجود تھے۔ اتفاق سے بارِ عام و ازدحامِ انام نے شوکتِ فرجام میں حد سے زیادہ انتظام کیا۔ قطعہ

چناں ز دوائر پرکار لشکر * بگرد نقطہ دارای عسکر

کہ شدروی فلک پوشیدہ از گرد * زمین از زور لشکر تاب ناورد

ترجمہ : لشکر کے خامہ کے دوائر سے لشکر پالنے والے نے ایسا نقطہ کھینچا کہ فلک کے چہرہ سے پوشیدہ رکھا۔ زمین لشکر کے زور کی تاب نہیں لا سکتی۔

اور نگِ خسروی سے کثرتِ سپاہ و امرائے عالیجاہ باہر آئے۔ چنانچہ صاحب قرآن نے اپنی حالت کے مطابق آگے بڑھکر دو شخصوں کے دست کو پکڑا۔ اور تین قدم چلنے کے بعد فرمایا کہ ہمیں راہ میں چند قدم آگے چھوڑ دینا چاہیئے۔ تاکہ پائے مبارک اپنی جگہ پر آجائے۔ دو شخصوں نے پھر آگے بڑھکر ان کی اعانت کی۔ پھر حکم دیا کہ ہمیں چھوڑ دیا جائے۔ دو تین قدم آگے سفر فرماتے ہیں۔ چنانچہ یہی طریقہ تین مرتبہ دہراتے ہیں۔ اور آخر میں اعیانِ بارگاہ وارکانِ درگاہ کو اپنے قریب طلب فرمایا۔ اور کہا کہ تیمور کی قوتِ جسمانی کا نظارہ آپ لوگ فرمارہے تھے کہ اتنی شوکت و حشمت کا مالک دو تین قدم نہیں چل سکتا۔ اول تا آخر روئے زمین کو شمشیرِ ظفر سے تصرف میں لایا۔ یہ تمام دولت اس اسم سے مقتضی ہے کہ میرے پیشانی پر قادرِ مطلق نے تُؤۡتِی الۡمُلۡكَ مَنۡ تَشَاۤءُ[1] اور اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ[2] نوشتہ فرمایا۔ جس کے سبب سے خلائقِ روزگار و طرائقِ ہر دیار میرے تصرف میں آئے۔ اور میں نے خداوندی تائید سے کئی خطوں کو فتح کیا۔

قطعہ

زہے دولت و لطف پروردگار * ہماں بخت و فیروز و دولت فرای

کہ مارا زیادت ترین رتبہ * برآورد بر ہفت منظر خدای

جہاں در جہاں زیرِ فرمان من * نہادند سر از سر ان برای

---

[1] پ ۳ سورہ بقرہ ۲۶۔ ترجمہ : تو جسے چاہے سلطنت دے۔

[2] پ ۵ سورہ نساء ۵۹۔ ترجمہ : اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

بقدرت اگر بنگری عاجزم * زعذری کہ داند کش از دانہای
بدولت اگر بنگری در جہاں * کشد محمل کار من نہ سمای

ترجمہ: کیا خوب دولت اور پروردگار کا لطف ہے۔ کہ اس سے بخت کا ہماں اور دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہمارے لئے اس رتبہ میں زیادتی ہے۔ کہ خدا کے ہفت منظر سے ظاہر ہوتے ہیں۔ جہاں در جہاں میرے زیر فرمان ہے۔ سر کا سر اس فرمان پر قربان ہے۔ اگر مجھ عاجز میں قدرت نہ ہو۔ تو کوئی عذر جاننے والا جانے۔ اگر دولت کے سبب جہاں میں اپنے تخت کو لگاتا۔ تو نو آسمانوں پر لگاتا۔

۴۸واں مکتوب

(تفویضِ ولایت اور اولاد و احفادِ کبیر کا بیان)

فرزند اعز اکرام شیخ الاسلام و سلالۃ الاکابر و نتیجۃ الاماثر شیخ کبیر طالَ عُمرُہٗ (ان کی عمر لمبی ہو) درویش اشرف کی جانب سے دعائے مشتاقانہ و ثنائے جاودانہ قبول فرمائیں۔ نامۂ فرزند و رقیمۂ ارجمند اشرفِ اوقات و اعزِ ساعات میں وصول پایا۔ اس کے مضمون سے مطلع ہوا۔ آں فرزند نے دعائے ایمان، دو جہان کی مزید نعمت، معارف کی کچھ باتوں اور تبیانِ عوارف سے متعلق جو التماس کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب ملاقات ہو گی۔ تو اس پر تفصیلی گفتگو ایک دوسرے کے سامنے رکھی جائیگی۔ قطعہ

ہر در دریاے وحدت درمیان * نیاید از غواص بحر التوای
چوں بہم در رشتہ گوہر رسد * سفتہ آید گوہر بحر خدای

ترجمہ: ہر موتی دریائے وحدت کے درمیان بحر التوا کے غواص سے نہیں آتا۔ جب باہم گوہر کے رشتہ میں پہنچتا ہے۔ تو گوہر بحر خدا میں سفتہ آتا ہے۔

درویشانِ سلسلہ علائیہ و راکبشانِ فرقہ خالدیہ صبح کے وقت سفر میں ہونگے۔ آں فرزند کاغذ ہائے امانت و اوراقِ صیانت ملاقات کیلئے عطا کرے۔ اس بلاد کو مشائخِ چشت کے فرمان و رواسخِ نیکو سرشت قُدِّسَ اَروَاحُھُم کے حکم کے مطابق آں فرزند کیلئے مفوض کر دیا ہے۔ اپنے اوقاتِ شریفہ کو اللہ تعالیٰ کی طاعات پر معمور کرنا چاہیئے۔ اور اپنے لطیفہ عمر کے انات کو مراقبات میں گذارنا

چاہیئے۔ قطعہ

ہر کہ آمد طالب وصل نگار * روز و شب باید بیاد او سپرد

برمزن انفاس بے یاد خدای * ہر کہ دم بی اوزند دم برنخورد

ترجمہ: جو کوئی اس کے وصل میں طالب ہو۔ اسے چاہیئے کہ شب وروز اس کی یاد کرے۔ خدا کی یاد کے بغیر سانس نہ لے۔ جو کوئی اس کی یاد کے بغیر سانس لیتا ہے۔ وہ درحقیقت سانس نہیں لیتا۔

اپنے آباء واجداد کے نام کو تازہ کرنا چاہیئے۔ اور مخلوق کی طرف روئے حسن رکھنا چاہیئے۔ ان کو احسن طریقے سے خدا کی یاد اور احکامِ اسلام کی دعوت دینی چاہیئے۔ اُدْعُ اِلٰی[1] سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَ الْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ (اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ سے بلاؤ) ان سے جاہلوں کی طرح کلام نہ کرنا چاہیئے۔ اور تم مقدماتِ عام و تکلماتِ دیوانام کی طرف کان نہ لگاؤ۔ حساد کی باتوں کی طرف التفات نہ کرو۔ قطعہ

ہر کہ گوید ہرچہ گوید گو بگوی * بہر درویشان گوی ارتضای

ہر کہ دارد گوش بر مبدا کار * گوش نہ نہد گوش بر ہرزہ درای

ترجمہ: جس سے کہے جو کچھ کہے تو درویشوں کے طریقے پر کہے۔ جو کوئی مبدائے کار پر گوش رکھتا ہو۔ اسے چاہیئے کہ بے ہودہ باتوں پر کان نہ رکھے۔

زمانے کے غم پر ایمان رکھنا چاہیئے۔ اور فکرِ دین رکھنا چاہیئے۔ اور کچھ وہ باتیں جو اسماعیل، ان کے برادر اور ان کے خاندان کے زحمت مقسم و محنت مقسم کے بارے میں استفسار کیا ہے۔ تو پیشِ خدمت ہے کہ دریشانِ روزگار نے اس

---

[1] پ ۱۴ سورہ نحل ۱۲۵۔

فرزند ارجمند کے غم کے رفع پر فاتحہ خوانی کرلی ہے۔ اور اعمال ایام میں سے ہر عمل و عمال زمانہ نافرجام میں سے ہر عمل کو اس فرزند و خاندان کیلئے بہرہ مند فرمادیا ہے۔ جو کوئی اخلاص سے اس میں آئیگا۔ اور جو کوئی جفا و ایذا سے پیش آئیگا۔ تو وہ زمانے کے صحرا میں بے یار و مددگار پھریگا۔ بلکہ ظن اغلب ہے کہ وہ صدمہ ایمان پائیگا۔ قطعہ

ہر کہ با درویش پیش آید بجور * جور او برہم زند از جفای

بیخ ایمان می برد شمشیر دم * دم زند برہم اگر مرد خدای

ترجمہ: جو کوئی درویش سے جور کے ساتھ پیش آئیگا۔ اس کا جور ہر جفا سے برہم ہوگا۔ ایمان کی بیخ کو شمشیر دم کاٹ لے جائیگا۔ اگر مرد خدا ہوگا تو دم ماریگا۔

آن فرزندان کہ ان کے فرزند و احفاد بہر گزیدگانِ خدا سے بہرہ مند ہیں۔ اور اصحاب آں قدوۃ الاحباب میں سے کسی کے ساتھ بھی جو جفا و جور چاہیگا۔ وہ صحرا و بیدا کے کاروبار میں کچھ بھی حاصل نہ کرپائیگا۔ بلکہ سرائے آخرت و فضائے عاقبت میں تہی دست ہوگا۔ ان چیزوں سے بچنے کیلئے حوالہ پیرانِ چشت و جوالہ امیرانِ بہشت کرنا چاہیئے۔ قطعہ

کسے راکہ باشد دریں روزگار * پناہش بہر کار از اولیای

زباکش ز آزار دشمن بوذ * چو شد دوست بادوستان خدای

ترجمہ: جسکے لئے اس روزگار میں اولیائے کرام کی پناہ ہو۔ تکلیف دینے کیلئے زباں کھول کر دشمن ہوتا ہے۔ جیسے خدا کے دوستوں کا دوست ہوا۔

آں فرزند کی اولاد و احفاد کا بھی یہی حکم ہے۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی اَلْحَقْنَا بِهِمْ مِنْ ذُرِّيَّاتِهِمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَیْءٍ۔ ترجمہ : "اللہ تعالیٰ کا فرمانا : ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی۔ اور ان کے عمل میں انھیں کچھ کمی نہ دی"۔ اور جو کچھ آپ نے تحریر میں بھیجا ہے۔ قریب الایام میں مل کر درویش سے معلوم کر لیں۔ اس کے علاوہ صبح و شام کے اوراد و راتبہ روز نیک انجام اپنا معمول بنا لیں۔ دعائے اربابِ اسلام و ثنائے اصحابِ کام میں صبح و شام التزام ظاہر کریں۔ کیونکہ اس میں بہت سارے فوائد ہیں۔ بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَآلِہِ الْاَکْرَامِ۔

---

[1] پ ۲۷ سورہ طور ۲۱۔

۴۹واں مکتوب

(دلائلِ عشق و مراتبِ عشق کا بیان)

فرزند ارجمند شیخ عبداللہ دعائے مشفقانہ و صفائے مہربانہ' درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ نامۂ فرزند و نمقۂ ارجمند جو کہ راہِ عشق میں پہنچنے والی کلفت و محنت سے متعلق پُر ہے۔ بہترین وقت میں مجھ تک پہنچا۔ اس کے مضامین سے مطلع ہوا۔ اے فرزند راہِ عشق[۱] پُر خطر ہے۔ ہر ایک کو اس راہ میں تنگ و تاریک گلی سے گذرنا پڑتا ہے۔ اس میدان میں رستم و کستم ہونا چاہیئے۔ تاکہ مبارزاتِ عشق میں سے مردانہ وار باہر آئے۔ قطعہ

عشق میدانیست پر شمشیر و تر * رستمی باید کہ جان سازد سپر
تیر قوس عشق راصد پر بود * ہر پرش صد تیر دارد بے سپر

ترجمہ: عشق وہ میدان ہے جو کہ شمشیر و تیر سے پُر ہے۔ رستم ہو کر جان سپرد کرنا چاہیئے عشق کے قوس کے تیر کیلئے صد پَر ہیں۔ اس کے ہر پر میں صد تیر ہیں۔

اے برادر اگرچہ اس راہ میں تمام مردان و مفرادانِ جانگاہِ درگاہِ عشق اپنی جان سلامت لیکر واپس آئے ہیں۔ لیکن حضرت شیخ روزبہان بقلی مردانہ کار زارِ عشق میں سے ایک مرد و جنگیانہ پیکار صدق میں سے ایک شیر واقع ہوئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ قطعہ

دریں زمانہ منم قائد صراط اللہ زحد * خاور تا آستانۂ اقصیٰ

۱۔ عشق سے متعلق حاشیہ اسی مکتوب کے تحت اجمالی تعارف میں ملاحظہ فرمائیں۔

روزگان معارف مرا کجا بیند * کہ ہست منزل جانم بماورای

ترجمہ : اس زمانے میں اول تا انتہا راہِ خدا میں چلنے والوں کا قائد تھا۔ معارف کے چلنے والے مجھ کو کہاں دیکھتے ہیں۔ کہ میرے لئے اس کے سوا بھی منزل ہے۔

ان ہی دنوں میں حضرت شیخ روز بہان کو مکہ صَانَهَا اللّٰهُ عَنِ الآفَاتِ میں اس عشق کے مغنیہ روز گار و نادرۂ پرکار سے واسطہ پڑا۔ اور مدتوں اس بادیہ میں بسر کیا۔ عمر کا ایک حصہ اس میں سر کیا۔ قطعہ

روز بہان گوہر دریای عشق * نور دہ جبہہ بیضای عشق

رستم بیکارستان خوردہ * معرکہ عشق بسر بردہ

ہر کہ دریں راہ قدم می زند * روئے وجود ای عدم می زند

سر بدر آوردہ ز حبیب عدم * در ہر خود کرد لباس قدم

ترجمہ : روز بہان کیلئے دریائے عشق کے گوہر میں بیضائے عشق کے جبہہ کا پیران ظاہر ہوا۔ رستم نے بغیر کام کے عشق کا معرکہ سر کیا۔ جو کوئی اس راہ میں قدم رکھے گا۔ وجود کا چہرہ عدم پائیگا۔ حبیبِ عدم سے سر ظاہر ہوگا۔ کہ خود کے لباس میں قدم رکھے گا۔

عشق کی دلیل میں فرماتے ہیں۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی اَحْسَنَ الْقَصَصِ اَيْ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ قِصَّةَ الْعَاشِقِ وَ الْمَعْشُوْقِ اَيْ يُوْسُفَ وَ زُلَيْخَا اَيْضاً قِصَّةَ مَحَبَّةِ يَعْقُوْبَ بِيُوْسُفَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لِاَنَّ الْعِشْقَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ عِنْدَ ذَوِی الْعِشْقِ وَالْمَحَبَّةِ قَالَ عليه السلامُ مَنْ عَشِقَ وَعَفَّ وَكَتَمَ وَمَاتَ مَاتَ شَهِيْدًا وَكَانَ عليه الصَّلٰوةُ وَ السلامُ مَنْ فَرْطَ حُبَّةً وَّ غَلَبَةً عِشْقُهٗ بِاللّٰهِ وَاللّٰهِ وَفِی اللّٰهِ

يُحِبُّ وَجْهَ الْحَسَنِ قَالَ ذُوالنُّوْنِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ مَنِ اسْتَاْنَسَ اللّٰهَ اِسْتَاْنَسَ لِكُلِّ شَیْءٍ مَلِيْحٍ وَوَجْهٍ صَبِيْحٍ وَبِكُلِّ صَوْتٍ طَيِّبَةٍ وَبِكُلِّ رَائِحَةٍ طَيِّبَةٍ وَلِاَهْلِ الْمَعْرِفَةِ فِیْ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ اَسْرَارٌ لَا يَصْلُحُ كَشْفُهَا اِلَّا لِاَهْلِهَا مِمَّنْ اَفْشٰى لِغَيْرِ اَهْلِهَا حَلَّتْ بِهِ الْعُقُوْبَةُ وَالْمُشْكِلَاتُ هَلْ يَجُوْزُ اِطْلَاقُ الْعِشْقِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَهَلْ يَجُوْزُ اَنْ يُّدَّعٰى اَحَدٌ عِشْقَهٗ اِخْتَلَفُوْا شُيُوْخٌ فِیْ ذَالِكَ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا اَحْسَنَ الْقَصَصِ فرمانا یعنی ہم آپ پر عاشق و معشوق کا قصہ بیان فرماتے ہیں۔ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا۔ اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت کا تذکرہ۔ اس لئے کہ عشق احسن القصص ذوی العشق و محبت کے نزدیک ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عشق کرے۔ اور وفا کرے اور اسے چھپائے رکھے۔ تو اس کی موت شہادت کی موت ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ' اللہ کے بارے میں محبت میں غلو کرے تو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اس کا چہرہ حسن ہو۔ حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ سے انسیت رکھے وہ شخص ہر شے ملیح' وجہ صبیح' صوت طیبہ' رائحہ طیبہ سے محبت کریگا۔ اور اہل معرفت کیلئے ان اشیاء میں اسرار ہیں۔ اسے صرف اہل پر ہی کشف کرنا چاہیئے۔ جو اسے غیر اہل پر کشف کرے۔ اس کیلئے عقوبت و مشکلات حلال ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ پر عشق کا اطلاق جائز ہے؟ اور کیا یہ جائز ہے کہ کوئی شخص اس کے عشق کا دعویٰ کرے۔ مشائخ عظام کا اس میں اختلاف ہے۔

1. کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کیلئے لفظِ عشق کے اطلاق کو معطوف رکھتے ہیں۔
2. کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کیلئے اس کا استعمال دلیری ہے۔

پہلے گروہ میں یہ لوگ شامل ہیں۔ عبداللہ بن زید' اہل دمشق' ابو بایزید بسطامی' ابوالقاسم جنید بغدادی' ابوالحسین نوری' ذوالنون مصری' یوسف بن الحسین رازی' ابوبکر الواسطی خضری' حسین بن منصور اور شبلی رضی اللہ عنھم۔ قطعہ

اولیائے روزگار از عشق دوست * بر دو گونند بر سپہر التوای
زمرہ تجویز می داند برو * گر کنند اطلاق لفظ اھتوای
زمرہ دیگر کنند منعش بجان * کی تواں کردن دلیری باخدای

ترجمہ: اولیائے روزگار کے عشق کے جواز پر دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ اسے جائز رکھتے ہیں۔ جبکہ دوسرا گروہ اس سے منع کرتے ہیں۔ اور ایسا کرنے کو دلیری کہتے ہیں۔

دوسرے گروہ میں یہ لوگ شامل ہیں۔ ابو القاسم گرگانی' روز بہان بقلی' محمد حسین' ابوالطالب دمشقی' ابوالقاسم ترمذی ہیں۔

حَتّٰی وَقَعَ عَلَیْھِمْ مَسْئَلَةٌ لِاَبِی الْقَاسِمِ الْجُنَیْدِ رحمة اللّٰه علیه فِی الْعِشْقِ ذَکَرَ فِیْھَا مَعْنَی الْعِشْقِ وَمَا ھِیَّتِهٖ وَاشْتِقَاق اسْمِهٖ فَقَالَ بِهٖ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَجَعَ عَنْ اِنْکَارِهٖ وَجَوَّزَهٗ وَصَنَّفَ فِیْهِ رَسَالَةً قَدْ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِذَا عَلِمْتُ اَنَّ الْغَالِبَ عَلٰی قَلْبِ عَبْدِیَ الْاِشْتِغَالُ فِیْ جَعَلْتُ شَھْوَةً عَبْدِیْ فِیْ مَسْئَلَتِیْ وَمُنَاجَاتِیْ فَاِذَا کَانَ عَبْدِیْ کَذَالِكَ فَارَادَ عَبْدِیْ اَنْ یَّشْھُوْ عَنِّیْ جَعَلْتُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الشَّھُوِ عَنِّیْ اَوْلِیَائِكَ اَوْلِیَائِیْ حَقًّا اُوْلٰئِكَ الْاَبْدَالُ اُوْلٰئِكَ الَّذِیْ اِذَا اَرَدْتُّ اَھْلَ الْاَرْضِ بِعُقُوْبَةِ ذُرِّیَّتِھَا مِنْ اَجْلِھِمْ رُوِیَ اَنَّ دَاؤدَ علیه السلام کَانَ یُسَمّٰی عِشْقَ اللّٰهِ وَقَالَ قُرَیْشٌ اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ عَشَقَ رَبَّهٗ ھٰذِهٖ اَدِلَّةٌ جَوَازَ الْعِشْقِ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی۔

ترجمہ : یہاں تک کہ مسئلہ عشق کے بارے میں حضرت ابو القاسم جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بحث چھڑ گئی۔ آپ نے عشق کا معنیٰ، ماہیت اور اس کے اسم اشتقاق بیان فرمایا۔ اور اس پر ابو عبد اللہ کو بطور گواہ پیش کیا۔ اس مسئلہ میں اپنے رجوع کی خبر سے انکار کیا۔ اور اس کے جواز پر ایک رسالہ تصنیف کی۔ تحقیق نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ بے شک آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ بے شک جب میں یہ ظاہر کر دیتا ہوں کہ میرے عبد کے قلب پر میرا اشتغال غالب ہے۔ تو میں اپنی مناجات اور اپنے مسئلہ میں اس سے محبت عطا کرتا ہوں۔ پس جب میرا بندہ ایسا ہو جاتا ہے۔ تو ارادہ کرتا ہے کہ مجھ سے چاہت رکھے۔ تو میں اسکے اور اپنی چاہت کے درمیان ان کے اور اپنے اولیاء کو ثابت رکھتا ہوں۔ یہی لوگ ابدال ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ جب میں اہل ارض اور ان کی ذریت کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہوں۔ تو ان کے سبب سے عذاب نہیں دیتا۔ روایت کی گئی ہے کہ بے شک حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ اپنی محبت کو عشق کا نام دیتے تھے۔ اور قریش نے بھی ایک موقع پر کہا کہ بے شک محمد ﷺ اپنے رب سے عشق کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ پر عشق کے لفظ کے جواز کی دلیل ہے۔ (کیونکہ حضور علیہ السلام نے سماعت کے بعد اس لفظ سے منع نہیں فرمایا اور آپ کا منع نہ فرمانا بھی جواز کی ایک صورت ہے اور حدیثِ تقریری ہے۔)

لیلیٰ مجنوں کا عشق عرب و عجم کے لوگوں میں بلکہ علماء و عقلا کے نزدیک بھی معروف ہے۔ اور اولیائے حقیقت اسے تہمت سے بری مانتے ہیں۔ حکمائے فلاسفہ کہتے ہیں کہ عشقِ عفیف تالفِ ارواح و تجانسِ اشباح ہے۔ اور

سلاطینِ اقلیمِ معرفت و خوانینِ دیہیمِ حقیقت میں سے بھی کچھ اس عشق کے جال میں آئے۔ مثل ابو الحسین نوری و ابو الغریب اصفہانی رحمہما اللہ تعالیٰ۔ اور صحابہ نے بھی جب اس سمندر میں غوطہ لگایا تو عشق سے لبریز ہو کر باہر آئے۔ چنانچہ سید آفاق علیہ السلام نے ان کے حال کی ہمیں خبر دی۔ اور ان پر رحم فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا اَلحَمدُ لِلّٰہِ جَعَلَ فِی اُمَّتِی مِثْلَ یُوسُفَ و زُلَیْخَا۔ ''تمام تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے میری امتی میں یوسف علیہ السلام اور زلیخا کی مثل بنایا''۔ اور عشقِ انسانی جو کہ منہاجِ عشقِ ربانی ہے۔ قَولُہٗ تَعَالٰی اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰہَ وَ تُخْفِی فِی نَفْسِكَ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْهِ[1] وَاِنَّ هٰذَا اَخِی لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ[2]۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا[3]۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے۔ اور اللہ سے ڈر۔ اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے۔ وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا۔ (دوسری آیت کا ترجمہ) بے شک یہ میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں۔ اور میرے پاس ایک دنبی (تیسری آیت کا ترجمہ) اور بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا (اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا)

دفترِ انبیاء علیہم السلام میں اس قسم کے عشق سے کوئی خطر نہیں ہے۔

راہِ توحید میں بغیر قنطرِ عشق کے نہ گذار۔ قطعہ

عشق درآمد از دریای او * درخور ہر دل نباشد چوں صدف

گردری خواہی تو از دریای عشق * گوہر از دریای صورت دہ بکف

---

[1] پ ۲۲ سورہ احزاب ۳۷۔ [2] پ ۲۳ سورہ ص ۲۳۔

[3] پ ۱۲ سورہ یوسف ۲۴۔

ترجمہ : عشق اس کے دریا سے آتا ہے۔ ہر دل میں صدف کی طرح چمک نہیں ہوتی۔ اگر تو دریائے عشق سے موتی چاہتا ہے۔ تو صورت کی دریا سے گوہر ہتھیلی پر رکھ۔

اگر تم ان کی صفات کی طرف عین الحق سے دیکھنے والا ہو جاؤ۔ تو تمھیں صاف نظر آئے گا۔ اُس دیکھنے میں نفس کے حصے کا کوئی عمل دخل نہ ہو تو تم حق کی قدرت کو دیکھو گے۔ شاید عروسِ معنوی کیلئے جلۂ صوری میں مشاہدہ فرما ہے۔ قطعہ

زہے خورشید معنی ماہ صورت * کہ تاباں ہمچو انجم در سحاب ست
بہ بیں رخسار معنی را بمراۃ * کہ در صورت نہاں آں آفتاب ست

ترجمہ : کیا خوب خورشید ہے ماہ صورت کا معنی کہ روشن ہے سحاب میں ستارے۔ تو مراۃ سے معنی رخسار کو دیکھ۔ کہ وہ آفتاب صورت میں نہاں ہے۔

اے فرزند ارجمند رخسارۂ مقصود کا مشاہدہ کرنا و عذارہ معبود کا معائنہ کرنا اور مخلوقاتِ مرغوبہ و موجوداتِ مطلوبہ سے جو سر ظاہر ہو۔ وہ منازل میں سے ایک منزل اور مراحل میں سے ایک مرحلہ ہے۔ راہِ عشق میں طالب کیلئے موجوداتِ صوری و معنوی ذرات سفلی و علوی کیلئے محبوب حقیقی کے رخسار پر ملاحظہ کرے۔ اور جاننا چاہئے کہ عذارِ مطلوب اصلی کا محقق ہو جائے۔ پس اس درجہ عالی کا مقتضا اور اس رتبہ متعالی کا متمنی ہونے سے اہم یہ ہے کہ آں فرزند دریائے مفید کے ورطہ سے بیک صورت وصحرائے مسند کے مرحلہ سے بیک سفر رات اپنے آپ کو ظاہر کرے اور خورشیدِ ذرات کے ہر ذرہ وقطراتِ جاوید

کے ہر قطرہ میں مجلی تجلیات ذاتی و محلی حلوات جبر وتی دیکھے۔ جاننا چاہیئے کہ ہر ذرہ خورشید ہے۔ اور ہر قطرہ دریائے موجود ہے۔ بیت

دل یک قطرہ راگر برشگافی * بروں آید از و صد بحر صافی

ترجمہ: دل کو اگر ایک قطرہ کیلئے شگاف کیا جائے تو اس سے سو بحر صافی ظاہر ہونگے۔

اس راہ میں ہمتِ کلی و ہمتِ اصلی کے ذریعہ آنا چاہیئے۔ اکابر چشتیہ و اماثر بہشتیہ کی روحانیہ اس میں مددگار ثابت ہونگی۔ قطعہ

ہمت دریای ہر صاحب دلی * نہمت دلہای ہر اہل دلای

اندریں رہ آمدند ہر یک بہم * تا سر افشاں را آرند بپای

ترجمہ: ہر صاحبِ دل کے دریا کی ہمت ہر اہل دل کیلئے ہمت ہے۔ اس راہ میں باہم مل کر آئے تاکہ اپنی ذات سے سر افشاں کرنے والا ہو جائے۔

حق تعالیٰ ہر ایک کو اس راہ میں لغزشِ قدم سے محفوظ رکھے۔ اور راہِ عشق کے منازل تک پہنچائے۔ (آمین) بِالنَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم وَاٰلِہِ الاَمجَاد۔

۵۰ واں مکتوب

(مشائخ عظام کے خرقہ کا بیان)

برادر اعز مرکز دائرۃ القطبیہ شیخ قطب الدین دعائے مشتاقانہ و صفائے دوستانہ درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ نامۂ برادر جو کہ مبنائے خرقہ صوفیہ کے استفسار پر مندرج ہے۔ مجھ تک پہنچا۔ اے برادر مبنائے خرقہ اصحابِ طریقت و منشائے لبشہ اربابِ حقیقت کے بارے میں اکابرِ روزگار و اماثرِ دیار کی دو قسمیں ہیں۔ ایک گروہ کا کہنا ہے۔ کہ یہ مشائخ کا امتحان ہے۔ کہ اس مسئلے میں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے انتشار پایا گیا ہے۔ اور اکثر شیوخِ متقدمین و رسوخِ سالفین فرماتے ہیں کہ خرقہ پہنانا سنتِ رسول ﷺ ہے۔ اور اس پر اتفاق کیا ہے۔ قطعہ

زہے شاہانِ اقلیم ولایت * کہ ہستند برسریر وحدہ امرای
کدائی را چومی بخشند شاہی * خلافت می دہند از لطف دارای

ترجمہ : اقلیمِ ولایت کے شاہان کیا خوب ہیں۔ کہ سریر وحدۃ پر امرا ہیں۔ جنھیں شاہی عطا فرماتے ہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے خلافت عطا کرتے ہیں۔

جس وقت کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ بونیانِ خاص سے احدیتِ خلافت پر فائز ہوئے تو فرمایا۔ رَأَیتُ رَبِّی فِی لَیلَۃِ المِعرَاجِ بِاَحسَنِ صُورَۃٍ۔
ترجمہ : میں نے شبِ معراج میں اپنے رب کو بہترین صورت میں ملاحظہ فرمایا۔ بِاَحسَنِ صُورَۃٍ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ اس رسم کو جانو۔ کہ حضرت

نشین وصلہ دستگاہ علیہ السلام جامۂ دارِ اختصاصِ واحدیت سے شب معراج فَکَانَ قَابَ[1] قَوسَینِ اَواَدنٰی کی حالت خرقہ پہنا۔ اور خانقاہ سفلی یعنی روئے زمین کی طرف تشریف لائے۔ قطعہ

چو شہباز سریر لامکانی * برآمد بر نہالِ وحدت آمای
وز انجا بال و پرز دسوے امکان * کہ واجب دید در خود سیر صحرای

ترجمہ: جب شہباز سریرِ لامکانی پر آئے۔ تو خوبصورت وحدت کے پودہ پر آئے۔ اور اس جگہ سے بال و پَر سوئے امکان مارا۔ کہ اپنی سیر کے صحرا میں واجب کو دیکھا۔

بوقتِ رخصت حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک کپڑا لیکر آئے۔ اور اس کے چار ٹکڑے کئے۔ اور کہا کہ ان میں سے ایک ایک ٹکڑا خلفائے راشدین کو عطا کئے جائیں۔ جب آپ نے برسر اورنگ سے نزول فرمایا۔ اور نورنگ حلول پر جگہ پکڑی۔ تو ہر چار پارہ کو چار خلفاء میں تقسیم فرمایا۔ اور اس پارہ کی حفاظت میں اہتمام کلی کا حکم فرمایا۔ قطعہ

چو تشریف ولایت آمد از پیر * نبا چارہ شدہ آں چار پارہ
بہر چار آمد از وی پارہ پارہ * کہ چوں جان پارہ دارند نیک چارہ

ترجمہ: جب پیر سے مرتبہ ولایت سے مشرف ہوئے۔ تو اس چار پارہ کو چار خلفاء کو عطا کیا۔ ہر چار کیلئے اس میں ایک ایک پارہ آیا۔ کہ جیسے جان پارہ نیک چارہ رکھتے ہیں۔

---

[1] پ ۲۷ سورۃ نجم ۹۔ ترجمہ: تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

ان چاروں ٹکڑوں کی ہر چار نے اس انداز سے حفاظت کی۔ کہ اسے جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ جب بھی چاہتے تو ان چار پاروں کو جمع فرماتے ایک دن نبوت کہ یہ چار پارے بیٹھے تھے۔ کہ ہر چار کو ایک ایک کام سپرد فرمایا۔ قطعہ

چار پارہ از چار کارہ پیر چار * چار خواہ آمد ز پنج چہار سینج
کہ گر آید نہم درپنجہ * مید ہم انزا کہ گوید در سینج

ترجمہ: چار پارے ان چار سے پیر کے کام میں آئے۔ ان چار ٹکڑوں کو وہ چاروں مہمان دیتے ہیں۔

جب مہمان خانے میں چار سر چار ہوئے۔ تو ہر چند چار ہی کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ایک دن ان چاروں سے وہ کپڑا طلب فرمایا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیک انداز وہ چاروں ٹکڑے لیکر آئے۔ یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی ان خرقہ کو پہنوں اور پہناؤ۔ اور اس کے بعد فرمایا کہ یہ منصب تم کو مبارک ہو۔ قطعہ

چار یاران نبوت چار ساز * چارہ کردند ہر پنج آزمای
چارہ نبود گریکی را پیر چار * پنجہ دارد برسر و بخشد قبای

ترجمہ: یارانِ نبوت کیلئے چار یار کیا۔ ہر ٹکڑے کیلئے چارہ کرتے ہیں۔ کسی کیلئے بھی ان چار پیر کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ تخت پر قوت اور قبا رکھتا ہے۔

اے عزیز خرقہ کا پہنانا اس طریقے پر نہ ہو کہ تر دامن اس کیلئے آستین دراز رکھے۔ اور ایسے نوع پر نہ ہو کہ ہر تنگ قباوالا اس کی طلب پر کلام کرے۔

اور نہ ملنے پر برہم ہو۔ قطعہ

خرقہ صاحب کلایان طریق * کش بود تجرید و تفرید آبرہ

نیست زانسان دوختہ خیاط قدر * کاورد کس نجیہ برکار آوردہ

ترجمہ : صاحبِ کُلاہانِ طریق کا خرقہ تجرید و تفرید کی جانب کھینچتا ہے۔ انسان قدر کے دھاگے میں پَرویا ہوا نہیں ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص نجیہ پر کام لائے۔

اصنافِ خرقہ سات ہیں۔ ۱ صوف ۲ مرقعہ ۳ خرقہ سیاہ ۴ سفید ۵ کبود ۶ ہزار میخی ۷ ملمعہ۔

ہر لباس کے مقصد کو برادر اعز شیخ نظام الدین نے لطائف[۱] میں ذکر کیا ہے۔ خرقہ ارتباط ہے۔ شیخ اور مرید کے درمیان عینِ نعمت نہیں ہے۔ بلکہ باعثِ نعمت اور اس کا وسیلہ ہے۔ شرائطِ خرقہ بہت ہیں۔ شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درویش کیلئے کمترین چیز چاہیئے۔ تاکہ اسمِ فقر اور ارادت اس کے سزاوار ہو۔ اور فرمایا کہ تین صفات کم از کم اس کیلئے لازم ہیں۔

پہلی صفت : پارۂ راست رکھتا ہو۔

دوسری صفت : صدقِ مقال رکھتا ہو۔ اور صدق کے علاوہ نہ کہتا ہو نہ سنتا ہو۔

تیسری صفت : چلنے میں زمین پر پائے راست رکھتا ہو۔

درویشوں کی ایک جماعت ایک جگہ موجود تھی۔ ہر ایک اپنی اپنی منزل سے واپس لوٹے تھے۔ اور ہر ایک اس کے بارے میں کچھ بتا رہے تھے۔

---

[۱] اس مسئلہ کی بحث کیلئے لطائفِ اشرفی کا ۱۲واں لطیفہ ملاحظہ فرمائیں۔

جب صاحبِ کشف المحجوب حضرت علی ہجویری (المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ) کی باری آئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ پارۂ راست سینا چاہیئے۔ تاکہ وہ فقر کی زینت سے مزین رہے۔ جب رقعہ فقر سلائی کریگا۔ تو وہ سلائی راست ہو گی۔ اور سخن راست کہنا۔ اس کے علاوہ سخن راست سنتا بھی ہو۔ اس کے علاوہ باطل باتوں سے صرفِ نظر کرتا ہو۔ اور زمین پر پائے راست رکھتا ہو۔ کہ زمین پر نہایت عجز وانکساری سے قدم رکھتا ہو۔ اسی قسم کی گفتگو اصحاب علی جیرہ اللہ تعالیٰ سے بھی نقل ہے۔ نفقیر اس گفتگوں کے بارے میں عرض گذار ہے کہ پارہ راست سے مراد یہ ہے کہ اس کے خرقہ کی نسبت صحیح ہو۔ سیر و سلوک یا بوجہ خاص اسے عطا کیا گیا ہو۔ اور پائے راست سے مراد یہ ہے کہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہو۔ اور وَاسۡتَقِمۡ[1] كَمَا أُمِرۡتَ اپنے حال کا شعار بنالے۔ اور سخنِ راست سے مراد یہ ہے کہ جو بھی کلام کرتا ہو نہایت ذمہ داری سے کرتا ہو۔ کلام کرنے میں غفلت نہ برتتا ہو۔ اور اپنے حال میں جب مغلوب ہو۔ تو شطحیات کو نہ پہنچتا ہو۔ کیونکہ صاحبِ شطحیات[2] کو پسندیدہ شمار نہیں کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ یہ ایسے شخص کی متابعت کا دعویٰ ہے کہ جس کا سینہ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ کا پارہ ہے۔ اور بار ہستی کو اس نے برداشت کیا ہوا ہے۔ اور اجمالی طور پر وَوَضَعۡنَاكَ عَنۡكَ وِزۡرَكَ کو رکھا ہے۔ باوجود کہ ہر نفس نے دریائے نیلی کا جام بنایا ہے۔ اور بحورِ سبعہ کو صراحی میں کیا ہے۔ لیکن بدایت تا نہایت هَلۡ مِنۡ مَّزِيۡدٍ کے نعرہ کا محتاج ہے۔ قطعہ

---

[1] پ ۲۵ سورہ شوریٰ ۱۵۔ ترجمہ: اور ثابت قدم رہو جیسا تمھیں حکم ہوا ہے۔

[2] شطحیات، شطح کی جمع ہے۔ اور یہ عارفوں کے ظرف (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

زہے مے خوارہ خورشید ساغر * کہ گردون چوں صراحی بود برپای
ہمی خوردی شراب وارادتی * مدام و نقل هَلْ مِنْ مَّزِيْد ای

ترجمہ: خورشیدِ ساغر کا مۓ خوارہ کیا خوب ہے۔ کہ اس نے جہاں کو صراحی میں کیا ہوا ہے۔ ارادت و شراب پیتے ہیں۔ لیکن ہمیشہ هَلْ مِنْ مَّزِيْد منقول ہے۔

اب اصل مقصد کی طرف آیئے۔ کہ صورتِ خرقہ پر اکتفا کرنا جو کہ پیراھنِ معنوی سے معرا ہو۔ عقل مندوں کا کام نہیں ہے۔ ہر چند کہ پیغامبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ ترجمہ: ”جو جس قوم سے مشابہت رکھے وہ اسی میں سے ہے“۔ اس تشبیہ سے مراد یہ ہے کہ حصولِ معنی کیلئے صورت پکڑنا۔ نہ کہ فقط صورت مراد ہے۔ قطعہ

اگر برلوح ہستی نقشِ صورت * تراشی از برائے حرف معنی
برآید صورت ہر کام و مقصود * کہ آں مقصود مقصود است یعنی

ترجمہ: اگر تو لوحِ ہستی پر حرفِ معنی کیلئے نقشِ صورت کھینچے گا۔ تو ہر مقصود کیلئے صورت ظاہر ہوگی۔ کہ وہ مقصود در حقیقت مقصود ہے۔

چاہیئے کہ خرقہ کی ظاہری صورت پر اکتفا نہ کرے۔ بلکہ قالبِ معنی کیلئے قلب میں کوشش کرے۔ اور ایسی جگہ پہنچ جائے کہ خود خرقہ پیر ہو جائے۔

(بقیہ حاشیہ) استعداد لبریز ہو جانے کے بعد عرفان کے پانی ٹپکنے کو کہتے ہیں۔ جیسے منصور حلاج کا انا الحق کہنا۔ شطحیات سے متعلق مفصل بحث لطائفِ اشرفی کا ۶ واں لطیفہ ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲ اشرفی۔

یا پیر کو اپنا خرقہ بنائے۔ جو کوئی ان دو مراتب کے علاوہ خرقہ پہنے گا۔ تو وہ خرقہ پہننے والا نہ ہو گا۔ قطعہ

خرقہ پوشی آں بود کز خرقہ پوش * خرقہ پوشد بر سر و بالای خویش

خرقہ پیر آمد مریدش خرقہ پوش * در بپوشد عکس ہم والای خویش

ترجمہ : خرقہ پہننے والا وہ ہے جو خرقہ پوش سے اپنے سر و بالا خرقہ پہنتا ہو۔ اور اپنے آپ کو پیر کا خرقہ بنالیتا ہو۔

حق تعالیٰ ہر مرید کو خرقہ کی اصل مقصد اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جو کچھ خرقہ سے حاصل ہو اسے اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ بِالنَّبِیِّ ﷺ وَالاُمجَادِ۔ اور حلق سنتِ رسول ﷺ اور محلوق تربیتِ معمول علیہ السلام ہے۔ اس کی کیفیت اور تشریح مطلوب ہو۔ تو لطائف (اشرفی) کتاب کی طرف رجوع کریں۔ مَنْ اَرَادَ فَلْیَطْلُبْ ثَمَّہٗ۔ بیت

ہر مرادی بر طرائف میکند * آں ہمہ در ہر لطائف میکند

ترجمہ : ہر مراد جو طرائف (نوادرات) پر ہوتے ہوں۔ وہ سب لطائف[۱] میں مذکور ہیں۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

۱۔ حلق و قصر کے مسئلہ کیلئے لطائفِ اشرفی کا ۳۱واں لطیفہ ملاحظہ فرمائیں۔

۵۱ واں مکتوب

(راہِ سلوک میں لطف و مہربانی اور حضرت نجم الدین کبرٰی رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ کا بیان)

قدوۃ العلماء، عمدۃ البلغاء برادر اعزار شد مولانا علام الدین اَوصَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِعِلْمِ حَقَائِقِهٖ وَمَعَانِیْ دَقَائِقِهٖ (اللہ تعالیٰ انھیں اپنے علم کے حقائق اور معانی کے دقائق تک پہنچائے) درویش اشرف کی جانب سے دعائے درویشانہ و صفائے کیشانہ قبول فرمائیں۔ نامۂ التفات و نمیقہ ارتباط اوجِ شرف و موجِ طرف سے احسنِ اوقات و اَیمنِ ساعات میں پہنچا۔ اے برادر جسے حق تعالیٰ کسی درویش کی نسبت عقیدہ و اخلاص عطا کرے۔ اور کسی دلریش کی جانب نقیدہ و اختصاص سے معلق فرمائے۔ تو اسے خورشید ہدایت کو برجِ عنایت سے تصور کرنا چاہیئے۔ اور ناہیدِ ولایت کو اوجِ حمایت سے بنانا چاہیئے۔ قطعہ

در دل ہر کس کہ یزداں از کرم * بر فروزد شمع و داولیای
شمع نبود پر تو خورشید نور * رو نمود از مطلع لطف خدای

ترجمہ: جس شخص کے دل میں اولیاء کرام کی محبت کا شمع اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے روشن فرمادے۔ تو اس شمع کا پر تو خورشید کا نور نہیں ہو سکتا۔ چہرہ خدا کے لطف کے مطلع سے ظاہر ہوگا۔

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ۔[1]

ترجمہ: جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ کی آگ کہ بھڑک رہی ہے۔ وہ جو دلوں پر چڑھ جائیگی" چاہیئے کہ اولیائے روزگار کی محبت کے خورشید کے پر تو کو دل میں

---

[1] پ ۳۰ سورہ ہمزہ ۶، ۷۔

ہر دوسرا کی سعادت کی تحصیل کا سبب جانے۔ اور اصفیائے گردگار کی خلت کے ناہید کے ضو کو آب و گلِ میں دین و دنیا کی افادت کی توصیل کا موجب سمجھے۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ ترجمہ : یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے۔ عطا فرماتا ہے۔ قطعہ

ہر کرا خواند از عنایت سوئے خویش * داوری دارای لطف رہنمای
میکند او را شناسای ولی * تاوی او را رساند بر خدای

ترجمہ : جہاں کا پالنے والا جس شخص کیلئے اپنے لطف سے رہنمائی عطا فرمانا چاہتا ہے۔ تو اسے ولی کی پہچان عطا فرمادیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ولی اسے خدا تک پہنچادیتا ہے۔

اگر محبتِ اولیاء کا شمع و مودتِ اتقیا کا لمع رکھتا ہو گا تو اس سے نور معرفت میں اضافہ ہو گا۔ اور محرومیت اس سے کوسوں دور ہو جائیگی۔ قطعہ

در دل ہر کس کہ نور دوستے شد * فروزاں نور عرفان ز دشعای
نور از نور ولایت بر فروز * تازند نور نبوت ز دضیای

ترجمہ : جس شخص کے دل میں نور سے دوستی ہو گی۔ تو اس سے نور عرفان زیادہ اور روشن ہو گا۔ نور کو نورِ ولایت سے روشن کرو۔ یہاں تک کہ وہ نور، نور نبوت سے ضیاء حاصل کرنے لگے۔

اس دولت کا شکرانہ بجا لانا چاہیئے۔ کہ راہ کی ہمت کو صحنِ علم سے میدان عمل میں شمار کرنا چاہیئے۔ اور اس راہِ انجام میں موطن سے گفت و گوئی اور جست و جوئی کی جانب جانا چاہیئے۔ اگرچہ اول ہی میں فضلِ سخن کی رعونت ظاہر ہو جائے۔ لیکن پھر بھی درویشوں کی برکت سے ان سخنہا کے غبار و کدورت کو

غایت صقالت سے بدل دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے بہت جلد صاف ہو جائیگا۔

قطعہ

ہر کرا آیند دل صاف شد * از ہمہ زنگ کدورت زنگ زای

گر بروشنید غبار کثرتی * وحدت آید برزد آمد زنگ زای

ترجمہ: ہر شخص کیلئے ضروری ہے کہ دل کا آئینہ ہر قسم کی کدورت کے زنگ سے صاف ہو۔ اگر اس دل پر غبار کثرت سے ہو۔ تو چاہیئے کہ وحدت کا ضرب لگائے۔

جو کچھ راہِ خدا کے سلوک کے ارادہ وحصولِ رضا کا ارادہ ہو۔ چاہیئے کہ اس کی تکمیل کیلئے کسی اولیائے کاملین کی صحبت اپنائے۔ کیونکہ اس طرح بہت جلد میسر آئیگا۔ قطعہ

صحبتِ اصحاب دین اکسیر شد * کامدہ از بوتہ حکمت فزای

ہر کرا اکسیر صحبت دست داد * شد حکیم نیک و صاحب کیمیای

ترجمہ: اصحاب دین کی صحبت حکمت کے زیادہ ہونے کیلئے اکسیر ہے۔ جو کوئی اکسیر کی صحبت رکھے گا۔ وہ بھی حکیمِ نیک اور صاحبِ کیمیا ہو گا۔

اصحابِ ہدایت و اربابِ ولایت میں یہ بات مسلّم ہے۔ کہ طالب صادق کو اگر ایک شیخ سے کام کشود نہ ہو۔ تو اسے جائز ہے کہ دو، تین یا اس سے زیادہ شیخ سے اکتسابِ فیض کرے۔ لیکن اس کیلئے دو شرائط ہیں۔ اولاً پیر سے اجازت لے۔ ثانیاً پیر کا انتقال ہو گیا ہو۔ یا پیر میں وہ حالتِ سلوک جسے وہ حاصل کرنا چاہتا ہے مفقود ہو۔ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ کو تین پیروں نے ارشاد سلوک طے کرایا۔ جب

حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ ہمدان پہنچے اور حدیث کی اجازت چاہی۔ تو معلوم ہوا کہ "اسکندریہ" میں ایک بہت بزرگ محدث ہیں جو کہ اسناد عالی رکھتے ہیں۔ یہ سنکر آپ اسکندریہ تشریف لے گئے اور ان سے بھی اجازت حاصل کی آپ فرماتے ہیں کہ وقتِ رجعت ایک شب خواب میں حضرت رسالت پناہ علیہ السلام کو دیکھا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی کنیت عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا تجھے "ابو الجنّاب" کنیت دی جاتی ہے۔ عرض کیا مخففہ۔ فرمایا نہیں مشددہ۔ خواب سے بیدار ہونے کے بعد اس معنی کی کنیت پر مامور ہوئے۔ اس خواب کا اثر ان پر یہ ظاہر ہوا۔ کہ آپ دنیا سے اجتناب فرمانے لگے۔ اور ہر کام کا مقابلہ مردانہ وار کرنے لگے۔ قطعہ

ہر کرا باید سلوک راہ دین * بایدش تجرید کرد از ہرچہ ہست
در رہ تجرید ہر کہ آمد درست * شستہ باید زاب تفریدش دو دست

ترجمہ: جو کوئی راہِ دین کا سلوک چاہتا ہو۔ اسے چاہیئے کہ ہر چیز سے تجرید ہو جائے۔ راہِ تجرید میں جسے درستگی آئے۔ چاہیئے کہ اسے اپنے تفرید کے پانی سے دونوں ہاتھوں سے دھونا چاہیئے۔

صاحبِ ارشاد طلب کا قدم راہ میں رکھے۔ اور پیر اہتدا کی تلاش میں کمر عزم باندھنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ اس کی ارادت کی درستگی کو کوئی راہزن یا چور نہ لے جاسکے۔ اس لئے اسے مرد فاضل ہونا چاہیئے۔ اور علومِ رسمیہ پر کامل دسترس رکھتا ہو۔ پھر جب حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ خراسان پہنچے۔ تو وہاں کوئی ایسی جگہ دستیاب نہ ہو سکی جہاں پر استراحت فرماتے۔ آخر کار عاجز ہو کر ایک شخص سے دریافت کیا کہ اس شہر میں کوئی دردمند مسلمان نہیں ہے۔ جو

دوسرے مسلمان کی خبر گیری کرے۔ اس شخص نے حضرت شیخ اسماعیل قصری کے بارے میں بتایا کہ وہ ایک رفیع خانقاہ رکھتے ہیں۔ اور اس خانقاہ کے چاروں اطراف وسیع عمارات ہیں جسے وہ دردمندوں کو رہنے کیلئے دیتے ہیں۔ جب آپ حضرت شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو انھوں نے آپ کیلئے ایک حجرہ متعین کردیا۔ جو کہ ان کے حجرہ کی چوکھٹ کے سامنے تھا۔ اور خادموں کو حکم دیا کہ ان کی خدمت کی جائے۔ انھیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ حضرت نجم الدین کبرٰی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس جگہ مجھے سوائے سماع کی آواز کے کوئی اور تکلیف نہ تھی۔ کیونکہ میں اسوقت تک محفلِ سماع کا سخت قسم کا منکر تھا۔ اور اس کے سننے کی قوت مجھ میں نہ تھی۔ قطعہ

گرچہ مر اصحاب وجدان را سماع * ذوق می آرد چو شوق اقتضای
لیک بہر منکر آنرا پچنان * درد می افزاید و محنت بلای

ترجمہ: اگرچہ اصحابِ وجدان کیلئے سماع ذوق لاتا ہے۔ اور شوق کا تقاضا کرتا ہے۔ لیکن منکر کیلئے اس کو اسی طرح درد و محنت میں اضافہ کرتا ہے۔

ایک شب حضرت شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ گرمی سماع و حرارتِ التیاع سے میرے حجرے میں تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ کیا تو اٹھنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ یہ سنکر مجھے پکڑا اور ایک کنارے کیا۔ اور پھر محفل سماع میں مجھے دیوار کے ساتھ لیکر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ مجھ کو کلفت سے نجات میں دیکھتے ہو۔ اگر تم بھی جلد نجات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ تو اپنی حالت بدل لو۔ قطعہ

زہے داروی درد وذوق سماع * کہ معجون شوق آورد از شفای
چناں صورت گوید معنی فیض * کہ قول و عمل نخشد از ہر نوای

ترجمہ : کیا خوب درد اور ذوق سماع ہے کہ شفا کے واسطے معجون شوق لاتا ہے۔ معنی فیض کی ایسی آواز کہتے ہیں کہ ہر آواز سے قول و عمل بخشتے ہیں۔

صرف یہ حالت دیکھ کر میرے اندر ان کی محبت اور ذوق بڑھ گئے۔ اور جس چیز کے بارے میں مجھے وہ فرمارہے تھے۔ میں ان سے واصل ہو گیا۔ قطعہ

مراد داد ایزد ز لطف و کرم * رشیدی کہ می خواستم از خدای
اگر پیر عنقا بود فی المثل * مراداد عنقای طالع ہمای

ترجمہ : مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے اس راہ کی جانب ہدایت دی جسے طلب کرنا چاہتا تھا۔ اگر فی المثل پیر عنقا ہو۔ تو مجھ کو ہما پرندہ کا طالع عطا فرمائیگا۔

دوسرے دن ان کی خدمت میں گیا۔ اور دستِ ارادت پکڑا۔ پھر آپ نے حجرہ میں ترتیب اشتغال فرمایا۔ اور اس کمرے میں کچھ روز تک میں تنہا عبادت میں رہا۔ قطعہ

حکیم پیرکار و حکمت اندوز * سرشتہ بوتہ ترتیب افزای
نہادہ ہمچومس در بوتہ کار * برآرد زر کامل قیمت امای

ترجمہ : حکیم کی نگرانی میں ہرے بھرے جھاڑ کی ترتیب میں اضافہ ہوتا ہے۔ جیسے سونا کو گلانے کی گھٹالی میں رکھ کر اس کی قیمت میں اضافہ کیا جاتا ہے۔

ایک مدت تک خانقاہ عَلِیّہ و جایگاہِ دلیہ میں اپنے کام میں مصروف رہا۔ جب مجھے احوالِ باطن کی خبر ہوئی۔ اور ایسے مواہباتِ ظاہریہ سے پر ہو گیا۔ جسکے سبب سے علوم باطن حاصل ہو سکے۔ تو ایک صبح ہمارے پیر نے طلب کیا۔

اور فرمایا کہ اٹھ اور سفر کر۔ کیونکہ تیرے لئے عمار یاسر چاہیئے۔ میں سمجھ گیا کہ اب مجھے یہاں سے رخصت ہو کر کہیں اور جانا ہے۔ چنانچہ میں نے وہاں کیلئے تیاری کرلی۔ قطعہ

چہ فرمود خورشید پیر رسید * کہ بود آں چرخ ہدایت چو ماہ

کمر بستم و توشہ برداشتم * سرپای ہمت نہادم براہ

ترجمہ: خوشید پیر سے کیا فرمان پہنچا۔ کہ وہ آسمانِ ہدایت کا جیسے چاند ہو گیا۔ میں نے تیاری کی اور زادِ راہ اٹھایا۔ ہمت کر کے سفر پر نکلا۔

حضرت عمار یاسر (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں ایک مدت تک رہا۔ عمارتِ باطن کو سنوارتا رہا۔ اور اپنی تربیت کو زیادہ کرتا رہا۔ پھر ایک صبح حضرت شیخ عمار یاسر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نجم الدین اٹھو اور مصر کی طرف سفر کرو۔ وہاں ایک ہستی حضرت روز بہان (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں۔ پہنچ کر اپنی روحانی پیاس بجھاؤ۔ چنانچہ میں حضرت روز بہان (رحمۃ اللہ علیہ) کی خانقاہ میں پہنچا۔ تو اس وقت شیخ خانقاہ میں نہیں تھے۔ اصحاب اپنے سروں کو مراقبہ میں رکھے ہوئے تھے۔ اور احباب مشاہدہ میں تھے۔ قطعہ

ہمہ ہمدم صفت در بحر توحید * فرو بردہ سر اورد بسر مای

نبودہ ہیچکس خالی ز ہمدم * کہ پروازد دمی ازوی و فردای

ترجمہ: تمام دوست بحر توحید میں سر ڈالے۔ سرمایہ لانے کی کوشش میں لگے تھے۔ کوئی بھی دوست سے خالی نہ تھا۔ کہ پستی سے پرواز کرتا تھا۔

میں نے کسی دوسرے سے دریافت کیا کہ شیخ کہاں ہیں؟ اور کون ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ شیخ اسوقت باہر میں ہیں۔ میں وضو کر کے باہر نکلا۔ تو دیکھا

کہ شیخ نہایت مختصر سے پانی سے وضو فرما رہے ہیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ شیخ کو نہیں معلوم کہ اتنے کم پانی سے وضو جائز نہیں ہے۔ یہ کیا شیخی ہے؟ شیخ نے وضو کر کے اپنے دو ہاتھوں کو میرے چہرہ پر رکھ دیا۔ جب ان کے ہاتھوں کا پانی میرے چہرے پر پہنچا تو میں بے خود ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ قیامت بپا ہے۔ خلق اولین و آخرین جمع ہیں۔ دوزخ جوش مار رہا ہے۔ اور ہر خشک و تر کو جلا رہا ہے۔ فرشتے کچھ لوگوں کو لیکر جنت کی جانب جا رہے ہیں۔ اور کچھ لوگوں کو دوزخ کی جانب۔ ایک نہایت حسین و جمیل شخص تشریف فرما ہیں۔ جو کوئی بھی یہ کہتا ہے کہ میرا تعلق اس شخص سے ہے۔ فرشتے اسے دوزخ میں نہیں لے جاتے۔ اچانک ایک فرشتہ آکر مجھے بھی پکڑ کر دوزخ کی جانب لیکر چلے۔ جب میں راستہ میں تھا۔ تو میں نے فرشتوں سے کہا کہ میرا تعلق اس شخص سے ہے۔ فرشتوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ جب میں اس شخص کے پاس پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو شیخ روز بہان (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں۔ میں نے اپنا سر انکے قدم پر رکھ دیا۔ ایک سخت تھپڑ میری گردن پر مارا۔ کہ اس کے اثرات میں نے چہرے پر محسوس کیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اہل حق کے سامنے انکار مت کیا کر۔ جب میں اس عالمِ غیب سے واپس ہوا تو شیخ کو سلام کیا۔ پھر وضو کر کے ان کے قدم میں گر گیا۔ عالم شہادت میں میری گردن پر ویسے ہی تھپڑ پڑے۔ اور وہی لفظ ارشاد فرمایا۔ کہ خبردار اولیاء اللہ سے انکار مت کر۔ قطعہ

زہے سیلی شیخ ہستی کہ بود * کہ زد بر سر شیخ نجم سمای
بیک ضرب از شیخ ہستی کہ بود * فرو ریخت از سیلی ضرب ازمای

ترجمہ: شیخ روزبہان کا تھپڑ کیا خوب ہے۔ جو کہ شیخ نجم الدین کبریٰ

کے سر پر مارا۔ شیخ کی ایک ضرب سے جو ہستی میں تھا۔ نیچے گر گیا۔

جب ہستی ور عونت کلی سے نیچے آئے تو سلوک کے بقیہ مقامات وصول کے نہایت معاملات کو ایک سال میں مکمل کر دیا۔ اس کے بعد شیخ روز بہان (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اب تمہیں رخصت ہے۔ شیخ نے رخصت کے وقت ایک مکتوب حضرت شیخ عمار یاسر رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ دعواتِ شوق کے رفع و تحیاتِ ذوق کے افزا سے متعلق اولیائے روئے زمین و اطبائے حکمت نے جو ارشاد فرمایا ہے۔ وہ سب میں نے نجم الدین کبرای کو طے کرا دیا ہے۔ زر خالص و طلائے ملخص بنا کر عزیز کو روانہ کر رہا ہوں۔ قطعہ

حکیمانِ اکسیر ساز جہاں * کہ ہستند فلاطون و ہرمس برای
اگر مس واہن رسد بہر شان * ز اکسیر ہمت کنند زر طلای

ترجمہ: جہاں کے اکسیر بنانے والے حکماء کہ افلاطون اور ہرمس ہوا۔ اگر مس اس کام کیلئے واہن پہنچے تو اپنے اکسیرِ ہمت سے زر طلا کر دے۔

اب اصل مقصد کی طرف آتے ہیں۔ کہ اخوئے محترم کے دل میں یہ درد بے درمان صحبت ہے۔ اور یہ رمد بے کحلِ اصفیاء ہے۔ خبردار اس راہ میں قدم رکھنے سے پہلے علم کا ہونا ضروری ہے۔ اور اصفیاء کی صحبت کا ہونا لازمی امر ہے۔ قطعہ

گر ارادت بود کہ راہ سلوک * حاصل آیدز روئے لطف خدای
پای باید نہاد در راہی * کہ رساند بہ پیش راہنمائی

ترجمہ: اگر ارادت ہو کہ اللہ تعالیٰ کے لطف سے راہِ سلوک حاصل ہو۔ تو پار کھنے سے پہلے چاہیئے کہ کسی راہنما کے پاس جائے۔

اس وادیہ میں مریدانِ قصبہ جائس ومعتقدانِ بقعہ لائس اصحابِ علائیہ سے اخلاص اور احبابِ خالدیہ سے اختصاص رکھتے رہیں۔ اور برادر شیخ کمال کو میں نے اسمیں رکھا ہے۔ کلیہ درویشان و حجرہ دلریشان ان سے بلندی لینے میں دریغ نہیں فرماتے اگر کوئی امر ان پر رکھا جائے تو اسکے جواب میں دیر نہیں فرماتے۔ اصحاب مولوی واحبابِ اخو دعائے خیریت سے دارین مخصوص ہوں۔ قطعہ

ہر کہ در راہ طلب پا بر نہاد * میرسد مطلوب خود را از قضای
کاربایدکرد تاکاری شود * در نیاید زد درین رہ دست و پای

ترجمہ: جو کوئی راہِ طلب میں قدم رکھے۔ اپنے مطلوب کو قضا سے پہنچے گا۔ کام کرنا چاہیئے یہاں تک کہ کوئی کام اس راہ میں نہ رہ جائے۔

۵۲ واں مکتوب

(توحید اور معرفت کے مراتب کا بیان)

برادر اعز نتیجۃ السادات سید نظام الدین بریلوی دعائے سعادت افزا و ثنائے افادت نما درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ دلائلِ اثباتِ صانع وحدۃ اور اس کے ازلیہ و ابدیہ میں جو تردد تحریر فرمایا ہے۔ وہ تفصیل سے پیشِ خدمت ہے۔ اے برادر اصحابِ عرفان مؤثر سے اثر لاتے ہیں۔ اور اربابِ وجدان باطن سے ظاہر کی راہ تلاش کرتے ہیں۔ قطعہ

ہر کرا از نور وحدت در رواں * تافتہ خورشید توحید از سمای

بیند از نور بطون نور وجود * ذرہ ذرہ در ہوا نور الشفای

ترجمہ: ہر ایک کیلئے رواں میں نور وحدت سے توحید کا خورشید بُنا ہوا ہے۔ وہ سب نور بطون سے نورِ وجود کیلئے ہیں۔ ہوا میں ذرہ ذرہ نور شفا ہے۔

اے برادر تقابلِ دلائل و براہین سے جو خلجانی و قلقانی تعارضِ مقدمات سالفین آئے۔ چاہیئے کہ اسے اپنے مذہب کے مطابق تلاش کرے۔ اور اس کیلئے روحانیہ پیر تلاش کرے۔ نقل ہے کہ توحید کے بطبقِ حضرات خمس و تنزلاتِ سدس پانچ مراتب ہیں۔

مرتبہ اولیٰ توحید ایمانی: بندہ قرآنی آیات و ایقانی اخبارات کے مطابق وصف الھیت و توحید استحقاقِ معبودیت بحق سبحانہ و تعالیٰ تصدیق کرے اور زبان سے اقرار کرے۔ قطعہ

ہر کرا توحید ایمانی بود * بایدش آیات را دل کرد جای

صدق دل رابازبان توفیق کرد * در ره ایمان نهد او چپ پای

ترجمہ : جس کسی کیلئے توحید ایمانی ہو۔ اسے چاہیئے کہ اس کیلئے آیات کو دلیل بنائے۔ دل کی سچائی کو زبان سے موافقت دے۔ راہِ ایمان میں چپ قدم رکھے۔

یہ قالب و صورتِ توحید ہے۔ اس کے ذریعے سے شرک جلی سے نجات حاصل کرے اور عصمتِ دیار سے مربوط ہو جائے۔

مرتبۂ ثانیہ توحید علمی : یہ وہ توحید ہے جو باطن سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اسے علم الیقین کہتے ہیں۔ اور یہ اس طرح ہے کہ بندہ بدایتِ تصوف میں ہی سر یقین دے۔ جان لے کہ موجود حقیقی و مؤثر مطلق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ جملہ ذوات' صفات اور افعال اس کی ذات' صفات اور افعال کے مقابلے میں ناچیز ہیں۔ ہر ذات کو نور ذات مطلق سے فروع جانے۔ اور ہر صفت کو نور صفت مطلق سے پر تو سمجھے۔ پس جہاں کہیں علم' قدرت' ارادت' سمع اور بصر پائے۔ چاہیئے کہ اس اللہ تعالیٰ کے علم' قدرت' ارادت' سمع اور بصر کا مظہر سمجھے۔ وَعَلٰی هٰذَا الْقِیَاسِ جَمِیْعُ الصِّفَاتِ وَالْاَفْعَالِ (اسی قیاس پر جمیع صفات و افعال ہیں) اور رتبۂ اول توحید یہ ہے۔ قطعہ

در ره توحید علمی پای نہ * تختہ اول بود از اصطفای

ہر صفاتی راکہ بینی در ظہور * پرتوی دان از صفات ذوالعلای

ترجمہ : توحید علمی کی راہ میں قدم رکھ۔ کہ صالحین سے تختہ اول ہے۔ ہر صفات کہ تو جسے ظہور میں دیکھے۔ ذوالعلا کی صفات سے پر تو جان۔

مرتبۂ ثالثہ توحید حالی : یہ وہ مرتبہ ہے جس میں حالِ توحید ذاتِ موحد کا وصفِ لازم ہو جائے۔ اور جملہ ظلماتِ رسوم بجز اسکے جو تھوڑی سی باقی رہ گئی ہیں اشراقِ نورِ توحید میں اس کا متلاشی ہو جائے۔ اور نورِ توحید موحد کے حال میں مستر و مندرج ہو جائے۔ جیسے نورِ کوکب نورِ آفتاب میں پوشیدہ ہے۔ شعر

فَلَمَّا اسْتَبَانَ الصُّبْحُ اَدْرَجَ ضَوْءُہٗ * بِاِسْفَارِ ضَوْءِ اَنْوَارِ الْکَوَاکِبِ

ترجمہ : پس جب صبح ہوئی تو اس کی روشنی میں تمام ستاروں کی روشنی مندرج ہو گئی۔

اس جگہ موحد کا وجود' وجودِ واحد کے دریا میں مستغرق ہو کر ایسا جمع ہوا کہ ذات و صفاتِ واحد کہ اس کے نظر شہود میں کچھ نہیں آتا۔ یہاں تک کہ اس توحید کو واحد کی صفت جانتا ہے۔ اس طریق میں اس کی ہستی قطرہ وار بحرِ توحید کے تلاطم و امواج میں گرتی ہے۔ اور غرق میں جمع ہوتی ہے۔ کَمَا قَالَ جُنَیْدٌ رضی اللہ عنہ اَلتَّوْحِیْدُ مَعْنًی یَضْمَحِلُّ فِیْہِ الرُّسُوْمُ وَ یُنْدَرِجُ فِیْہِ الْعُلُوْمُ۔

ترجمہ : جیسا کہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ توایسے معنی پر مشتمل ہے کہ جہاں رسوم داخل ہو کر مٹ جاتے ہیں اور اس میں علوم مندرج ہو جاتے ہیں۔ قطعہ

رتبۂ توحید حالی آں بود * کز صفات او نماند جز نمای

وصف لازم او بود توحید حق * ہمچو بینائی چشمان برای

ترجمہ : توحید حالی کا رتبہ یہ ہے کہ اس کی صفات ظاہر نہیں ہوتیں۔ سوائے خدا کی صفات کے توحید حق اس کا وصف لازم ہو جیسے کہ اس کی دونوں آنکھوں کی بینائی کیلئے ہے۔

مرتبۂ رابعہ توحید ذاتی : یہ وہ توحید ہے کہ حق تعالیٰ کے مشاہدہ میں اور وجود کے معائنہ میں ایسا مستغرق ہو جائے کہ بقیہ شعورِ وجود موَحد میں ماند پڑ جائے۔ توالی سے انوار ذاتِ الٰہی اور تتالی سے آثار کمالاتِ نامتناہی کو فانی کر دے۔ اور فناء الفنائے مکانی کادرجہ حاصل کرلے۔ قطعہ

صاحبِ توحید ذاتی آں بود * کش بود در نور موجودش فنای

آنچناں دریاے توحیدش برد * کز وجودش او نماند جزبقای

حاصل از فرقت بود جمیعتش * آنچناں جمعی کہ فرق نہ آید بپای

اول و آخر کہ میگویند بنام * چوں ازل بیند ابد دریک دو جای

ترجمہ : صاحبِ توحید ذاتی وہ ہے۔ جو کہ اپنے نور موجود میں فنا کو کھینچے۔ اپنے دریائے توحید میں اس طرح لے جائے۔ کہ اس کے وجود سے بقا ظاہر ہو۔ فرقت سے اس کی جمعیت حاصل ہو۔ اس طرح کہ جمعی میں کچھ فرق نہ آئے۔ اول وآخر نام سے کہتا ہو۔ جیسے کہ ازل سے ابد تک ہر دو جا کو دیکھتا ہے۔

مرتبۂ خامسہ توحید الٰہی : یہ وہ توحید ہے۔ کہ حق تعالیٰ سبحانہ ازل الازال میں اپنے بوصف وحدانیت و نعت فردانیت کے ہمیشہ سے بنفس خود موصوف ہے۔ اور منعوت کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْءٌ ترجمہ : "اللہ تعالیٰ موجود تھا۔ اس کے ساتھ کوئی شے موجود نہ تھی"۔ اور اب بھی واحد و فرد ازلی کے نعت پر ہے۔ اَلْآنَ کَمَا کَانَ (آج بھی ویسا ہی ہے جیسا تھا) اور ابد الآباد تک رہے گا۔ قرآن پاک میں کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ[1] فرمایا۔ نہ یُهْلِكُ تاکہ معلوم ہو جائے کہ آج تمام چیزوں کا وجود اس کے وجود میں مٹا ہوا ہے۔ اس حال کا حوالۂ مشاہدہ کل کے

---

[1] پ ۲۰ سورہ قصص ۸۸۔ ترجمہ : ہر چیز فانی ہے۔

ساتھ حق میں محجوبان ہے۔ اربابِ بصائر و اصحاب مشاہد جو کہ زمان و مکان کے مضیق سے خلاص یافتہ ہیں۔ ان کیلئے یہ وعدہ عینِ نقد ہے۔ قطعہ

زہے عنقای قاف وحدت صرف * کہ باشد تا اید از چشم مستور

اگر تا صد ہزاراں سال چوں طیر * بپر د عارف دارای دیہور

نیارد بر سر موئے گذر کرد * کہ ہست از نزد او تا ذات صدور

ترجمہ: وحدتِ صرف کے قاف کا عنقا کیا خوب ہے۔ کہ ابد تک چشم سے پوشیدہ ہوا۔ اگر عارف صد ہزار سال پرندوں کی طرح پرواز کرے۔ تب بھی وہاں سے گذر نہ ہو۔ کہ اس کے نزدیک سے ذات صدور ہے۔

حق تعالیٰ کی معرفت کی دو قسمیں ہیں۔ قسم اول یہ ہے کہ اس ذات کا ادراک باعتبار ماہیت ذات' اسماء و صفات سے اس کا تجرد اور مظاہر کائنات سے تلبس کے حاصل ہو۔ اور یہ غیر حق سبحانہ و تعالیٰ کیلئے ممتنع ہے۔ اس لئے کہ اس حیثیت سے حجابات ہیں۔ وہ پسِ پردہ اغیار کی نظروں سے پوشیدہ ہے۔ لَا تُدۡرِکُهُ[1] الۡاَبۡصَارُ کے تیر کے حاملانِ اسرار کے سینوں کو چاک کر ڈالا۔ اور یُحَذِّرُکُمُ[2] اللّٰهُ نَفۡسَهٗ کے خنجر نے نورانی لوگوں کے کلیجوں کو ٹکڑے کر دیئے۔ نیز حدیث میں ہے۔ تَفَکَّرُوۡا فِیۡ آلَآ ئِهٖ وَلَا تَفَکَّرُوۡا فِیۡ ذَاتِهٖ۔ ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور و فکر کرو۔ اس کی ذات میں نہیں''۔ صاحبِ فتوحات فرماتے ہیں۔ اَلتَّفَکُّرُ فِیۡ ذَاتِ اللّٰهِ مُحَالٌ فَلَمۡ یَبۡقَ التَّفَکُّرُ اِلَّا فِی الۡکَوۡنِ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور و فکر محال ہے۔ پس فکر صرف کون یعنی دنیا میں باقی رہ گئی۔

---

[1] پ ۷ سورہ انعام ۱۰۳۔ ترجمہ: آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں۔

[2] پ ۳ سورہ آل عمران ۲۸۔ ترجمہ: اللہ تمھیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔

صاحب مثنوی مولوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آنکہ در ذاتش تفکر کرد نیست * فی الحقیقت آں نظر در ذات نیست

ہست آں پندار او زیر براہ * ہزاراں پردہ آمد تا الہ

ترجمہ : اگر کوئی اس کی ذات کو سوچے۔ تو اس کی نظر فی الحقیقت آں ذات تک نہیں پہنچتی۔ اس راہ تک کون پہنچے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تک لاکھوں پردے پڑے ہیں۔ قطعہ

چو خورشید فلک یک زرہ اوست * بحور سبعہ یک قطرہ اوست

چگونہ در نظر آید چو خورشید * کہ شد در ابر اسماجاش جاوید

ترجمہ : فلک کا خورشید اس کا ایک ذرہ ہے۔ ساتوں سمندر اس کا ایک قطرہ ہے۔ جب خورشید نظر میں نہیں آتا ہے۔ کہ آسمان کے ابر میں دائم ذخیرہ ہے۔

اسکی تحصیل میں کامیابی نہیں ہے۔ مگر بنوع اظلالی جو کہ اس کے علاوہ متعین شدہ ہے۔ یہ ایک امر ہے کہ جس میں ظہور متعین اسی سے ہے۔ اور وہ فِیُ حَدِّ ذَاتِہٖ جمیع موجودات علمی و عینی سے مبرا اور تعین سے معرا ہے۔ قطعہ

بادشاہان سر پر معرفت * سالکان شاہ راہ انتہای

پی نبر دند پیش ازیں در راہ کو * ہست و ہستی دہ نباشد جز خدای

ترجمہ : بادشاہانِ سریرِ معرفت اور سالکانِ راہ کی انتہا اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ہست و ہستی میں اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔

قسم دوم : حق سبحانہ و تعالیٰ کا ادراک مراتبِ تنزلات و مرائی مکونات میں باعتبار تعیناتِ نور و تنوعاتِ ظہور ہو۔ اس ادراک کی بھی دو قسمیں ہیں۔ اولاً

ادراک بسیط وَھُوَ عِبَارَۃٌ عَنْ اِدْرَاکِ الْوُجُوْدِ الْحَقِّ سُبْحَانَہٗ مَعَ الذُّھُوْلِ عَنْ ھٰذَا الْاِدْرَاکِ وَھُوَ اَنْ یُدْرَکَ ھُوَ الْوُجُوْدُ الْحَقُّ سُبْحَانَہٗ۔ ترجمہ : اور وہ وجود حق سبحانہ کے ادراک مع الذہول سے عبارت ہے۔ اس ادراک سے وجود حق سبحانہ کا ادراک کرنا ہے۔

ثانیاً ادراک مرکب : وَھُوَ عِبَارَۃٌ عَنْ اِدْرَاکِ الْوُجُوْدِ الْحَقِّ مَعَ الشُّعُوْرِ بِھٰذَا الْاِدْرَاکِ وَبِاَنَّ الْمُدْرَکَ ھُوَ الْوُجُوْدُ الْحَقُّ سُبْحَانَہ۔ ترجمہ : اور یہ وجود حق کے ادراک مع الشعور سے عبارت ہے۔ اور اس میں مدرک وجود حق سبحانہ و تعالیٰ ہے۔

وجود حق کے ظہور میں بحسب ادراک بسیط خفا نہیں ہے۔ اس لئے کہ تم جو کچھ ادراک کرو گے وہ اول ہستی مدرک ہوگی۔ اگرچہ یہ ادراک' ادراک مائی اور غایت ظہور سے مخفی ہوتا ہے۔ قطعہ

زہے محرومی چشم جہاں بین * کہ نبود ناظر دیدار منظور
کہ ہر کہ چشم بگشاید بحسین * بہ بیند حسن روی یار مبرور
ولیک از غایت پیدای او * نہاں از چشم مردم یافت مستور

ترجمہ : دنیا دیکھنے والی آنکھ کی کیا خوب محرومی ہے۔ کہ منظور کو نہیں دیکھ سکتی ہے۔ آنکھ کھول کر اولین جو کچھ دیکھتے ہیں وہ یارِ مبرور کا خوبصورت چہرہ ہے۔ لیکن اس کے پیدا کی غایت سے مردم چشم نے نہاں پائی ہے۔

چنانچہ الوان و اشکال کا ادراک بواسطہ ادراکِ ضیائی ہے۔ کہ ان سب کے ساتھ محیط' بشرط رؤیت اور اس وجود سے دیکھتے ہیں۔ ان سب کے ادراک سے ادراک ضیا سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔ اور عینیت ضیا معلوم کرنا چاہیئے۔ ان

سب کے علاوہ امر دیگر مدرک ہے کہ ضیا سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔ اور عینیت ضیا معلوم کرنا چاہیئے۔ ان سب کے علاوہ امر دیگر مدرک ہے کہ ضیا ہے اسی طرح نور ہستی حقیقی جو کہ ضیا' الوان اور اشکال کے ساتھ محیط ہے۔ اور اسے جمیع موجودات ذہنی و خارجی میں دیکھنا چاہیئے کہ ان سب کا قائم رکھنے والا ہے۔ اور ادراکِ شے بغیر اس کے ادراک کے محال ہے۔ اگر چہ ادراک کرنے والا اس کے ادراک سے غافل ہو۔ اور وہ علت بواسطہ دوام ظہور اور اس کا ادراک ہے۔ کہ اس نور کی ضیا بھی غائب ہو جائے۔ تو بوقتِ ادراکِ موجودات امر دیگر ظاہر ہوگا۔ جو کہ نور وجود حق ہے۔ مدرک اور صاحب گلشن راز کہتے ہیں۔

ظہور جملہ اشیاء بضد است * ولی حق رانہ ضداست وزندست

چوذات حق ندارد دنقل تحویل * نباید اندر و تغیر و تبدیل

اگر خورشید بریک حال بودی * شعاع او بیک منوال بودی

ندانستی کسی کین پرتو اوست * نبودی ہیچ فرق از مغز تا پوست

ترجمہ : ظہور جملہ اشیاء ضد سے ہیں۔ ورنہ حق کیلیئے نہ ضد ہے اور نہ ضد بنا سکتے ہیں۔ جب ذات حق نقل و تحویل نہیں رکھتی تو اس کے اندر تغیر و تبدیل بھی نہیں آسکتی۔ اگر خورشید ایک حال پر ہو تو اس کی شعاع ایک منول (دستور) میں ہوتی ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ اس کا پرتو ہے۔ کہ اس میں کچھ فرق نہیں ہے۔

اس ادراک کو ادراک بسیط و نظر و محیط کہتے ہیں۔ **بیت**

بود در ذات حق اندیشہ باطل * محال محض واں تحصیل حاصل

ترجمہ : ذات حق میں اندیشہ باطل اور محال محض ہے۔ اور وہ تحصیل

حاصل ہے۔

اگرچہ ادراکِ ثانی کہ ادراک مرکب ہے۔ محلِ فکر و خفا صواب اور اس کی خطاہے۔ اور ایمان و کفر اسی کی طرف راجع ہے۔ اربابِ معرفت کے درمیان اس کے مراتب کے اعتبار سے تفاضل ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول سے اس جانب اشارہ ملتا ہے۔ 'اَلْعِجزُ عَنْ اِدْرَاكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ وَالسَّعِیُ فِیْ طَلَبِ الْاِدْرَاكِ شِرْكٌ'۔ ترجمہ: ادراک الادراک سے عجز ادراک ہے۔ اور ادراک کی طلب میں کوشش کرنا شرک ہے۔ قطعہ

کسے کو عاجزست از درک ادراک * یقین دان صاحب ادراک باشد
کسے کو نور دیدہ نزد ترشد * چناں منظور چشم پاک باشد
مگر در کوشش ادراک ذاتش * مقید در کہ اشراک باشد

ترجمہ: جو ادراک کے ادراک سے عاجز ہو۔ تو یقین جان کہ وہ صاحب ادراک ہوا۔ جو نور دیدہ ہے۔ وہ اس ادراک سے منہ پھیر کر اپنی آنکھوں کو پاک کر لیتا ہے۔ مگر اس ذات کے ادراک کی کوشش میں پڑنا اشراک کی جانب جانا ہے۔

آں برادر کو ادراک کی کوشش میں جو معارف حاصل ہوا۔ اور درِ سلوک سے جو عوارف ظاہر ہوا۔ مکتوب میں لکھ دیا ہے۔ جب معارجِ تحقیق سے میل تعرج و امواجِ تدقیق سے سیل تموج معلوم کر لیا۔ تو باقی باتیں وقتِ دیگر بصحیفۂ آخر لکھ کر روانہ کرونگا۔ قطعہ

ہرچہ آں در خور ادراک تو بود * درج کردم در صحائف ہمچو در
باز خواہم دید چوں طبعیت بلند * میکنم درج تہی از لعل پر

ترجمہ : ہر وہ چیز جو تیرے ادراک کی کوشش میں ہو۔ میں نے اسے صحائف میں موتی کی طرح درج کر دیا ہے۔ طبعیت بلند ہو تو پھر دوبارہ دیکھا جائیگا۔ خالی کو میں نے لعل سے پر کر دیا ہے۔

اور جو خطرات در پیش ہوں۔ اس کیلئے نتیجۃ السادات مجمع الفضائل سید علم الدین سے سفارش کر دیا ہے۔ وہ تمھاری رہنمائی فرمائینگے۔ جن وظائف کے بارے میں آپ نے درخواست کی ہے۔ ان وظائف کو کتاب لطائف[1] (اشرفی) سے دیکھ کر معلوم کر لو۔ حق تعالیٰ جمیع مسلمانوں کو دین و دنیا کے اعدا سے اور تمام مومنین کو دین و عقبیٰ کی ایذا سے محفوظ فرمائے۔ (آمین) بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاٰلِہِ الاَمجَادِ۔

---

[1] وظائف کیلئے لطائفِ اشرفی کا ۳۸واں لطیفہ ملاحظہ فرمائیں۔

۵۳واں مکتوب

(طبقاتِ انسانیہ کا بیان)

برادر اعزۃ الاسلام و نتیجۃالسادات العظام سید علم الدین دعائے برادرانہ و صفائے دادرانہ درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ اکابرین نے فرمایا ہے۔ کہ جو چیز کتاب و سنت کے قانون پر مبنی نہ ہو۔ وہ اصحاب و ملت کے میزان پر موزوں ہو گی۔ کیونکہ طائفہ از اربابِ معنی و زمرہ از البابِ دنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی کے خلاف عمل نہیں کرتے۔ اس کے خلاف میں عمل کرنا باعث ضلالت ہے۔ اس معنی کی بناء پر قرآن کریم کی دو آیت پیش کرتے ہیں۔ قطعہ

ہرچہ نبود در کتاب ایزدی * یا نباشد در حدیث مجتبای
نزد ارباب ولایت اعتبار * نیست اے فروز در ہر دو سرای

ترجمہ: جو کچھ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور حدیث مجتبیٰ میں نہ ہو۔ اربابِ ولایت کے نزدیک کائنات میں اس کا اعتبار نہیں ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی سَنُرِیۡهِمۡ اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ وَفِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمۡ اَنَّهُ الۡحَقُّ اَوَلَمۡ یَكۡفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ شَهِیۡدٌ ۝ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ فِیۡ مِرۡیَةٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّهِمۡ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ[1]۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ابھی ہم انھیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود ان کے آپے میں یہاں تک کہ ان پر کھل جائے۔ کہ بے شک

---

[1] پ ۲۵ سورہ سجدہ ۵۳، ۵۴۔

وہ حق ہے۔ کیا تمھارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں۔ سنو انھیں ضرور اپنے رب سے ملنے میں شک ہے۔ سنو وہ ہر چیز کو محیط ہے۔

لوگوں کے تین طبقے ہیں۔ اول مرتبۂ نفس۔ دوم مرتبۂ قلب۔ سوم مرتبۂ روح۔

مرتبۂ نفس: یہ گروہ اہل دنیا و اتباعِ حواس ہے۔ اصحاب حجاب و منکر حق ہیں۔ جیسے کہ وہ سب حق اور اس کی صفات کو نہیں پہچانتے ہیں۔ قرآنِ کریم کو مصطفےٰ علیہ السلام کا کلام کہتے ہیں۔ اس گروہ سے متعلق فرمایا گیا۔ قُلْ اَرَأَیْتُمْ[1] اِنْ کَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ ثُمَّ کَفَرْتُمْ بِہٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ ھُوَ فِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ۔ ترجمہ: تم فرماؤ بھلا بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کے پاس سے ہے۔ پھر تم اس کے منکر ہوئے۔ تو اس سے بڑھکر گمراہ کون جو دور کی ضد میں ہے۔

اگر کوئی اس فرقہ کو گمراہی سے نکال دے۔ اور ہدایت کی راہ پر گامزن کردے۔ تو ایسا انسان نہایت ماہر ہوگا۔ اور گمراہی سے نکلنے والا دوزخ سے آزاد ہو جائیگا۔ قطعہ

ہر کہ ایمان آورد از کفر خود * بر کراند از دل و جان بر ہدای
میشود آزاد از بند خلود * زآتش دوزخ کہ می تابد ہوای

ترجمہ: جو کوئی اپنے کفر سے ایمان لائے۔ ہدایت پر دل و جان سے جھک جائے۔ تو ایسے دوزخ کے خلود سے آزادی ملے گی۔ کہ جس کی آگ روشن اور منظر ہے۔

مرتبۂ قلب: اس مقام کے ارباب و اس مرام کے اصحاب نے اس

---

[1] پ ۲۵ سورہ حم سجدہ ۵۲۔

مرتبہ سے ترقی کیا ہے۔ اور عقول کے آئینہ کے زنگ کو خوب صاف کیا ہے۔

قطعہ

ہر کرا آئینہ و مراۃ دل * زنگ بزدود از دم نور ہدای

پرتو رخسار ایمان منعکس * شد چناں آئینہ از لطف خدای

ترجمہ: ہر شخص اپنی زندگی میں دل کے آئینہ کو زنگ کی ہدایت کے نور سے صاف کرتا ہے۔ تاکہ ایمان کے رخسار کا پرتو منعکس ہو جائے۔ آئینہ اللہ تعالیٰ کے لطف سے ایسا ہی صاف ہو جاتا ہے۔

آیاتِ الٰہی و تصرفاتِ نامتناہی سے استدلال کرتے ہیں۔ مقاماتِ کریمہ میں تفکر کلماتِ عظیمہ میں تدبر اور آفاق و انفس کے مظاہر میں صفات و اسمائے ذاکیات کی معرفت تک پہنچتے ہیں۔ پس آثارِ صفات کے افعال و مصادرِ افعال کے اسماء کے علم، قدرت اور حکمتِ حق کو اپنی عقل کے روشن آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اور سمع، بصر اور کلام حق انفسِ انسانی و اعین اور آفاق میں پاتے ہیں۔ قرآن پاک اس حقیقت کا یوں معترف ہے۔ حتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ۔ ترجمہ: "یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ وہ حق ہے"۔ اور یہ طائفہ اہل برہان ہوتے ہیں۔ ان کے استدلال کا غلط ہونا محال ہوتا ہے۔ قطعہ

ہر کہ در برہان و حجت رہ سپرد * حجت و برہان کہ خیزد از صفای

اہتمامی کن کہ از مرآۃ دل * خیزد از لطف خدا زنگ ہوای

ترجمہ: جو کوئی اپنے آپ کو برہان و حجت کی راہ میں رکھے گا۔ تو برہان و حجت اس کیلئے صفا سے ظاہر ہو گی۔ دل کے آئینہ کیلئے لطف خدا سے زنگ صاف کرنے کا اہتمام کر۔

مرتبۂ روح: اس مرتبہ کا اہل گذشتہ تجلیات صفات کے درجہ اور مقام مشاہد سے پیوستہ ہوتا ہے۔ حضرت احدیت کا شہود یافتہ اور مرتبہ ثانیہ میں بیان کردہ تجلیاتِ اسماء و صفات کی حجت و کثرت تعینات سے پیراستہ ہوتا ہے۔ اور حضرت احدیت میں ان کا حال اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّكَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ (کیا تمھارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں) ہے۔ یہ طائفہ خلق آئینہ حق دیکھتے ہیں یا حق کو آئینہ خلق۔ اس استہلاک سے بالاتر ہوتے ہیں جو عینِ احدیت و محجوبانِ مطوق کیلئے فرمایا گیا ہے۔ اَلَآ اِنَّھُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَاءِ رَبِّھِمْ۔ (سنو انھیں ضرور اپنے رب سے ملنے میں شک ہے)۔ اگرچہ مقامِ تضلیاتِ اسماء و صفات میں شک سے بسبب تعین لقاء علی الدوام سے خلاص یافتہ ہیں۔ پھر بھی کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا[1] فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کے معنی سے قاصر ہیں۔ اور محتاج بہ تلبیہ اَلَآ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ۔ ترجمہ: سنو وہ ہر چیز کو محیط ہے۔ اس حقیقت کے مشہود اور کُلُّ شَیْءٍ[2] ھَالِكٌ اِلَّا وَجْھَہٗ سوائے طائفہ اخیر کے کوئی ظفر یافتہ نہیں ہے۔ اور اس حضرت میں ھُوَ الْاَوَّلُ[3] وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ عیان ہے۔ ہر متعینات میں وجہ حق مشہود و وجود اسماء میں بھی مشہود ہے۔ لیکن تعینات سے وہ پاک ہے۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا[4] فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ترجمہ: تو تم جدھر منھ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمھاری طرف متوجہ ہے)۔

محققانِ روزگار و متصوفانِ نامدار جب اس مرتبہ سے واصل ہوتے ہیں

---

[1] پ ۲۷ سورہ رحمٰن ۲۶، ۲۷۔ ترجمہ: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔ اور باقی ہے تمھارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا [2]۔ پ ۲۰ سورہ قصص ۸۸۔ ترجمہ: ہر چیز فانی ہے۔ سوا اس کی ذات کے۔ [3]۔ پ ۲۷ سورہ حدید ۳۔ ترجمہ: وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن۔

[4]۔ پ ۱ سورہ بقرہ ۱۱۵۔

تو وہی کہتے ہیں۔ جو آں برادر نے ہجومِ کفرہ کی نسبت جو کچھ لکھا ہے۔ اس فقیر نے فرزند اعز ملک الامرا ملک شمون نَصرَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَعدَائِہٖ (اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں پر مدد فرمائے) کو لکھ دیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس مدت کے بعد منسوبانِ سلسلہ علائیہ و مریدانِ زمرہ خالدیہ تمام معاملات میں آں برادر کی حمایت کرینگے۔ اتراکِ بدخشان[1] مخلص ہیں۔ اور سلسلہ سادات میں مخصوص ہیں۔ چاہیئے کہ مہمات روزگار کو اس جماعت کے ساتھ مل کر تامل اور استصواب کرے۔ چنانچہ قاضی شہر اللہ سدھوری ظاہر و باطنی نسبت رکھتے ہیں۔ ان سے استصواب بہت بہتر ہوگا۔ قطعہ

هر کرا باد و دمان مرتضیٰ * حقد وکینہ سرزدہ سرزد بپای
در براہ دوستی آمد بہم * دوست دار حیدر راست و مصطفیٰ
کافر آنرا گر بود انگیز جنگ * فوج علوی میدہد او را سزای

ترجمہ: جس کسی سے خاندانِ مرتضیٰ سے حقد وکینہ سرزد ہو۔ تو اسے باہم دوستی کی راہ کی کوشش کرنی چاہیئے۔ (تاکہ) وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دوست ہو جائے۔ کافر اگر ان کو جنگ کیلئے بھڑکائے تو فوج علوی انھیں سزا دیتی ہے۔

کبھی کبھی اس مِنوالِ راہ پر نامہ و قاصد طے کرتے رہیں۔ اور اس کے بعد اخلاص خامہ روانہ کریں۔ بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاٰلِہِ الْمُلَقّٰی۔

---

[1] وسط ایشیا کی ایک ولایت کا نام ہے۔ تاتار اور افغانستان کی سرحد پر ایک شہر ہے۔ جہاں لعل اور سونے کی کان ہے۔ ۱۲ اشرفی۔

۵۴واں مکتوب

(شیخ اور ارادتِ شیخ کا بیان)

برادر اعز الانام شیخ حسام الدین دعائے دردمندانہ و ثنائے ہمدردانہ درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ اے برادر طالبان درگاہِ خدا کی پہلی منزل و مریدان بارگاہ کی پہلی محفل ارادت ہے۔ کہ طالب صادق اس وقت تک مرید نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسکی طلب زمین میں ارادت کا تخم نہ آجائے۔ قطعہ

نزد ارباب طریقت در نخست * ہرچہ باید طالبان را درہدای
شرط راہ دین ارادت صادق ست * بر ارادت کردہ اند ہر یک بنای

ترجمہ: ارباب طریقت کے نزدیک راہِ ہدا میں طالبان کو اولاً ارادت صادق چاہیئے۔ ہر ایک بنا ارادت ہی سے پر کرے۔

اس کام کیلیئے دو آیات موجود ہیں۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ[1] اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ[2] یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا۔

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ وہ جو تمھاری بیعت کرتے ہیں۔ وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ تو جس نے عہد توڑا۔ اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا۔ اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دیگا۔

---

[1] پ ۶ سورہ مائدہ ۳۵۔ [2] پ ۲۶ سورہ فتح ۱۰۔

بیعت درست نہیں ہے۔ جب تک کہ پیر کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے۔ مقراض نہ چلائے۔ خرقہ پارہ یا خرقہ ارادت اور کلام نہ ہو۔ بعض نے خرقہ اور مقراض کو شرائطِ لازمہ میں سے شمار نہیں کیا ہے۔ لیکن استعمالِ جا کو ضرور پہنچے۔ کیونکہ کسی نے بھی اسے ترک نہیں کیا ہے۔ چنانچہ اکابرین نے فرمایا ہے۔ کہ اَلْمُرِیْدُ لاَ یَکُوْنُ مُرِیْدًا حَتّٰی لاَ یَاخُذَہُ الشَّیْخُ بِیَدِہٖ وَلاَ یَحقِرُ شَعْرَ رَاسِہٖ وَلاَ یُعْطِیُ خَرْقَۃً۔ ترجمہ: ”مرید اس وقت تک مرید نہیں ہوتا جب تک کہ شیخ اسے اپنے ہاتھ میں نہ پکڑے اور اس کے سر کے بال کو نہ کاٹے۔ اور شیخ اسے خرقہ عطا نہ کرے“۔ سلطان المشائخ کے زمانے میں فتوی صادر ہو چکا ہے کہ بغیر بیعت کے ارادت درست نہیں ہے۔ قطعہ

ہر کہ در راہ خد پا بر نہاد * از سر صدق و یقین بہر خدای
کرد باید عہد با پیری درست * کا مدست ایں دست بر دست از بنای

ترجمہ: جو کوئی راہِ خدا میں صدق کیلئے قدم رکھے۔ تو اسے چاہیئے کہ کسی صحیح پیر کے دست میں دست دے۔

یمین و شمال سے اخذ اشعار میں مشائخ کا کہنا ہے۔ کہ تین بال سر کے سیدھے جانب سے' دو بال سر کے الٹے جانب سے اور ایک بال پیشانی سے لینا چاہیئے۔ یہ طریقہ عام طور پر جاری و ساری نہیں ہے۔ قطعہ

ہر کہ سر بر می نہد بر پای پیر * پیر از سر می نماید تا بپای
می کند مقراض موی غیر پیر * تا بود سر حلقہ بزم ھدای

ترجمہ: جو کوئی پیر کے قدم پر سر رکھتا ہو۔ تو سر سے قدم تک پیر کی جھلک ہو موئے غیر پر پیر مقراض چلائے۔ یہاں تک کہ بزم ھدای میں سر حلقہ

ہو جائے۔

مقراض چلانے کی ابتدا حضرت شیث علیہ السلام سے ہے۔ جیسا کہ برادر اعز الاصحاب شیخ نظام الدین یمنی نے لطائف[۱] (اشرفی) میں درج کیا ہے۔ جسے اس کی حاجت ہو اسے چاہیئے کہ اس کتاب کی طرف رجوع کرے۔ باقی باتیں مراقبہ و مشاہدہ سے متعلق انشاء اللہ ملاقات میں ہو گی۔ قطعہ

خامہ و نامہ نتابد سر دوست * راز جان موقوف سوے خلوت است

بر نیاید کار بے صحبت عزیز * ہرچہ در دنیاست اثر محبت است

ترجمہ : خامہ اور نامہ دوست کے سر سے نہیں چمکتا۔ رازِ جان خلوت کیلئے موقوف ہے۔ اے عزیز کوئی کام صحبت کے بغیر نہیں ہوتا۔ جو کچھ دنیا میں ہے۔ وہ صحبت کا اثر ہے۔

والسلام

۱۔ اس کی تفصیل لطائف اشرفی کے لطیفہ نمبر ۱۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲ اشرفی

۵۵واں مکتوب

(سلاسلِ اربع عشریہ اور سلسلہ اویسیہ کا بیان)

برادر اعز السعداء شیخ سعد الدین دعائے سعادت آمیز و ثنائے افادت انگیز درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ آپ نے سلاسلِ مشائخ کے بارے میں جو کچھ استفسار کیا ہے۔ تفصیل سے پیش خدمت ہے۔ اے برادر اصحابِ طریقت و اربابِ حقیقت میں چودہ خانوادے مشہور ہیں۔ یہ سلاسل رئیس التابعین حضرت شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ماخوذ ہیں۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ' امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے دو خلیفہ بنایا۔

خلیفۂ اول : حضرت شیخ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ

خلیفۂ ثانی : حضرت شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد الواحد رحمۃ اللہ علیہ سے پانچ خانوادے ظاہر ہوئے۔

(۱) زیدیہ : یہ خانوادہ ان ہی کی طرف منسوب ہے۔

(۲) عیاضیہ : یہ خانوادہ حضرت شیخ فضیل بن عیاض کے واسطہ سے حضرت شیخ عبد الواحد تک پہنچتا ہے۔

(۳) ادہمیہ : یہ خانوادہ حضرت ابراھیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے آپ تک پہنچتا ہے۔ اور آپ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تک۔

(۴) ہبیریہ : یہ خانوادہ حضرت خواجہ ہبیر بصری رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت حذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ تک' ان سے حضرت ابراھیم بن ادہم رحمۃ اللہ

علیہ تک' ان سے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ تک' ان سے حضرت عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ تک' ان سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تک اور ان سے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ تک۔

(۵) چشتیہ : یہ خانوادہ حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے والد ماجد خواجہ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ تک' ان سے ان کے والد ماجد حضرت خواجہ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ تک' ان سے حضرت احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ تک' ان سے حضرت اسحاق چشتی و شامی رحمۃ اللہ علیہ تک' ان سے حضرت علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ تک اور ان سے حضرت ہبیرہ البصری رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے نو خانوادے ہیں۔

(۱) حبیبیہ : یہ خانوادہ آپ سے براہ راست حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔

(۲) طیفوریہ : یہ خانوادہ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے مقتدائے اولیائے روئے زمین و پیشوائے اصفیائے یسار و یمین (حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ) تک پہنچتا ہے۔

سند ثانی : اس خانوادہ میں ایک یہ سند بھی ہے۔ کہ حضرت امام الہمام علی ثانی بالا ہتمام واثق بعلوم الحقائق امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تک' ان سے ان کے والد ماجد حضرت حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ تک' ان سے ان کے والد ماجد امام زین العابدین رضی اللہ عنہ تک' ان سے ان کے والد ماجد امام المہتدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تک' ان سے ان کے والد ماجد امام علی مرتضٰی

رضی اللہ عنہ تک اور ان سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہے۔

سند ثالث : ایک نسبت سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے قاسم بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک ہے۔ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ آپ کو ایک سو تیرہ مشائخ عظام سے دستارِ شریعت و طریقت حاصل تھیں۔ قطعہ

تانکند خدمت رندان درست * رہ نہ برد جانب کام ہدای

لیک سر حلقہ رندان چہار * چارہ نہ برد آنکہ نشد چار جای

ترجمہ : جب تک خدمت کے قید میں صحیح طور پر اپنے آپ کو جکڑ نہیں دیتا۔ مقصد کی جانب نہیں جاسکتا ہے۔ لیکن سر حلقہ نے چار قید بنایا۔ کیونکہ اس کے علاوہ چارہ نہیں ہے۔

(۳) کرخیہ : یہ خانوادہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ تک' ان سے حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ تک' ان سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تک اور ان سے حضرت امام علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

سند ثانی : حضرت امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے ان کے والد ماجد حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ تک' ان سے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تک' ان سے ان کے والد ماجد حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ تک' ان سے ان کے والد ماجد حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ تک' ان سے ان کے والد ماجد امام الشہداء حضرت امام حسین مجتبیٰ رضی اللہ عنہ تک اور ان سے حضرت امام علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

④ سقطیہ : یہ خانوادہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ جو کہ حضرت سید الطائفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و استاد ہیں۔ تمام بغدادیان' محاسبی' حارسی اور حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ ان کے شاگرد ہیں۔

⑤ جنیدیہ : یہ خانوادہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے حضرت جنید بسری سری معروف رحمۃ اللہ علیہ تک' انسے حضرت امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ تک اور ان سے حضرت امام داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔

⑥ گاذرونیہ : یہ خانوادہ حضرت ابو اسحاق گاذرونی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے حضرت محمد رویم رحمۃ اللہ علیہ تک اور ان سے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔

⑦ فردوسیہ : یہ خانوادہ حضرت شیخ نجم الدین کبرای رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے پہنچتا ہے۔ انھیں تین نسبتیں حاصل تھیں۔ اول فیض نظر حضرت بابا فرح تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے' دوم حضرت شیخ اسماعیل قیصری رحمۃ اللہ علیہ سے اور سوم حضرت عمار یاسر رحمۃ اللہ علیہ سے۔ ان کے علاوہ حضرت روزبہان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی گئے۔ ان کے ساتھ قفا پر تھپڑ کا مشہور واقعہ پیش آیا۔ (مکتوب نمبر ۵۱ ملاحظہ ہو) انھوں نے منازل طے کرانے کے بعد حضرت شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ قطعہ

روزبہان روز نہاں شد کہ او * بود مس خویش بحکمت نمای

کرد مس خویش زر دہ دہی * طرفہ زری طرفہ دم کیمیای

ترجمہ: روزبہان' روز نہاں ہوئے کہ وہ اپنے مس سے حکمت نما

ہوئے۔ طرفہ زری نے یک دم اپنے مس سے زر بنا دیا۔

حضرت شیخ روزبہان رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت نجیب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔

(۸) طوسیہ : یہ خانوادہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ اور نیز اسلیم طوسی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملتا ہے۔

(۹) سہروردیہ : یہ خانوادہ حضرت ابو نجیب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ غوث الثقلین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ ہیں۔ سے ملتا ہے۔ حضرت شیخ شہاب الدین کو اپنے چچا حضرت شیخ ابو نجیب رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت حاصل تھی۔

سند ثانی : حضرت امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے' ان کو حضرت بابا بکر منہاج رحمۃ اللہ علیہ سے' ان کو حضرت ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ سے' ان کو حضرت ابو عثمان مغزلی رحمۃ اللہ علیہ سے' ان کو حضرت ابو علی کاتب رحمۃ اللہ علیہ سے' ان کو حضرت ابو علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ سے اور ان کو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے۔

چودہ خانوادے جو اہل طریقت کے یہاں مشہور ہیں۔ ہر ایک کی شرح کر دی گئی ہے۔ بعض سلاسل بارہ اماموں تک پہنچتے ہیں۔ لیکن یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اور ایک دوسرا سلسلہ ہے جو کہ حضرت خواجہ اُویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ شیخ الطریقت شیخ فرید الدین عطار قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں۔ کہ

جنہیں مشائخ طریقت و کبرائے حقیقت اُویسیان کہتے ہیں۔ ان لوگوں کو ظاہر میں کسی کی تربیت کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ ان لوگوں کی اپنے حجرۂ عنایت میں تربیت فرماتے ہیں۔ اور اس تربیت کیلئے غیر کی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرح حضرت اویس قرنی رضی اللہ علیہ کی تربیت بے واسطہ فرمائی۔ یہ ایک عالی رتبہ ہے۔ اور بہت ہی عظیم مقام ہے۔ کبھی کسی کو یہ دولت نصیب ہو جاتی ہے۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔[1] ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ قطعہ

زہے لطف و عنایت ایزد پاک * کہ مر افتادہ را بر گیرد از پای
بسوی خود برآرد بی میانجی * ز نام بندہ از پایان ترین جای

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی لطف و عنایت کیا خوب ہے کہ گرے پڑے ہوئے کو تھام لیتی ہے۔ بے قاصد اس بندے کے پاس خود آکر اسے بلند فرماتا ہے۔

اسی طرح بعض اولیائے روئے زمین جو کہ آنحضرت ﷺ کے مطیع و فرمانبردار ہیں بعض طالبان کی بحسبِ روحانیت تربیت فرماتے ہیں۔ ظاہر میں ان کا کوئی پیر و مرشد نہیں ہے۔ اس جماعت کو بھی سلسلہ اُویسیہ میں داخل کرتے ہیں۔ بہت سے ایسے مشائخ طریقت گذرے ہیں کہ ابتدائے سلوک مین ان کی توجہ اس جانب مبذول رہی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو القاسم گرگانی طوسی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ ابو الجنّاب نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ کہ یہ سب ابتدائے سلوک میں ذکر کے طور پر اُویس اویس کہتے رہتے تھے۔ قطعہ

---

[1] پ ۲۷ سورہ حدید ۲۱۔

ہر کہ اوبر قرن قربت دست یافت * بر نیارد در یمن جزویس ویس

بے میانجی ہر کہ آمد درمیان * بر نگوید در سخن جزویس ویس

ترجمہ: جو کوئی قرن کی قربت پائے تو یمن میں سوائے اویس اویس کچھ نہ کہے گا۔ بغیر قاصد کے جو ان کے درمیان آئے۔ تو سوائے اویس اویس کے اس کا سخن کچھ نہ ہوگا۔

جب یہ سب باطن درست کر لیتے ہیں تو ظاہری نسبت کیلئے پیرانِ عظام کے دست پر دست رکھتے ہیں۔ جیسا کہ تمام مشائخ کا طریقہ ہے۔ بعض حضرات اس دشوار منزل میں اول تا آخر اویسی ہی رہے۔ جیسے متقدمین میں حضرت محمد معشوق ترک قبابستہ اور حضرت خواجہ نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہما خود اس جانب اشارہ فرماتے ہیں۔ ابیات

چو ازان خود خورد باید کباب * چہ کردم بدریوزہ چوں آفتاب

اگر بہ زخود کلبی دیدمے * کلی زرد یا سرخ از وچیدمے

ترجمہ: جب کوئی اپنی محنت سے کچھ حاصل کرے۔ میں آفتاب جیسے کو بدر سے کیا ملاؤں۔ اگر خود کلبی سے مئے دیکھ کر۔ کلی زرد یا سرخ مئے کا اس میں سے انتخاب کرے۔

سر حلقہ اویسیانِ روئے زمین و مقدم مجذوبان یسار و یمین وہ سب ہیں۔ متاخرین میں حضرت شیخ بدیع الدین الملقب شاہ مدار اور حضرت خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہما ہیں۔ کہ جنھوں نے ظاہر میں پیر نہیں پکڑا۔ قطعہ

ہر کرا خورشید چرخ اقتدار * واوبر اورنگ قربت خویش جای

نیست حاجت باوزیرد پرہم * گر عنایت می برد برسر زپای

ترجمہ : ہر اس شخص کیلئے جسے اقتدار کے آسمان کا خورشید اور تخت سے قربت حاصل ہو۔ اسے کسی کی تربیت میں جانے کی حاجت نہیں ہے۔ اگر اس سے عنایت ختم نہ کرے۔

اس فقیر نے بھی ان کی صحبت سے بعض ایسے نوادرِ علوم و غرائب آثار کا معائنہ کیا ہے۔ جو اکثر اولیائے روزگار پر غیر مکشوف ہیں۔ یہ انکشاف تحدیثِ نعمت کے طور پر ہے۔ قطعہ

درتہ دوران گیتی از ہوای * رفت از پرکار ہمت برمدار

گفت و گوئی سیر دہمی برترست * برمدار از ہرچہ گوید برمدار

ترجمہ : زمانے کے دوران کی تہ میں بذریعہ ہوا۔ پرکار سے مدار پر گیا۔ گفت و گوئی اور سیر برتر ہے۔ مرکز زمین پر جو کچھ کہتا ہے۔

اے عزیز کارخانۂ الہیت میں غرائبِ روزگار و عجائبِ اسمائے بیسار ظاہر ہوتے ہیں۔ اس سیر میں مرد وہ ہے جو اپنے سلوک میں سیر کرتا ہوا سرحد واحدیت تک پہنچ جائے سرحد واحدیت پر پہنچ کر اپنی کمند ڈالے یا نہ ڈالے. قطعہ

زہے مردان راہ تیز رفتار * کہ از سر میروند تا سرحد آرای

کمند سیر خود را تاب دادہ * براند ازند فراز کنگر آمای

ترجمہ :راہ میں تیز رفتار مردان کیا خوب ہیں۔ کہ سیر کرتا ہوا سرحد تک پہنچتا ہے۔ اپنے سیر کی کمند کی تاب لاتے ہوئے پہاڑ پر بلند ہو جاتا ہے۔

حق تعالیٰ ہر طالب صادق کو اپنے مقصد تک پہنچائے۔ (آمین)

بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاٰلِہِ الْاَمْجَادِ۔

۵۶واں مکتوب

(اہلِ ولایت کے دفتر میں اسم کے ثبوت اور عقیدتِ اولیاء کا بیان)

قدوۃ الخوانین و عمدۃ الطالبین صیف خان نَصرَہُ اللّٰہُ تَعالیٰ علیٰ اَعدَاءِ الظَّاہِرَۃِ وَالبَاطِنَۃِ (اللہ تعالیٰ اعدائے ظاہر وباطن پر ان کی مدد فرمائے) درویش اشرف کی جانب سے دعائے مشتاقانہ و ثنائے دوستانہ قبول فرمائیں۔ آپ کا نامہ جو کہ التفاتِ خسروانہ کے انواع پر مندرج ہے اور آپ کا نمقہ جو کہ توجہاتِ شاہانہ کے اوضاع پر مندمج ہے۔ جسے آپ نے فقرائے سلسلہ علائیہ و غربائے فرقہ خالدیہ کی نسبت نامزد کیا ہے۔ اسمنِ حال واحسنِ مآل میں مجھ تک پہنچا۔ اس جگہ سے کہ خاقانیہ اقتدار کے اوج سے فقرائے کلبہ نے جست وجوئی کے حضیض سے بے سر انجام کیا ہے۔ اور افتخار بحرانیہ کے موج سے خدمائے زاویہ نے گفت وگوئی کے بر بیض سے گم نامی ظاہر فرمایا ہے۔ قطعہ

زہے جمشید اورنگ ولایت * کہ دارد بر سریر آسمان جای

فرود آمد زاوج عزت و جاہ * برائے خاطر موری ز سرپای

ترجمہ: اور نگِ ولایت کا جمشید کیا خوب ہے۔ کہ سر برِ آسمان پر جگہ رکھتا ہے۔ عزت و جاہ کے اوج سے نیچے آیا۔ پانی نکلنے کی نالی (ٹونٹی) کیلئے سر وپا سے۔

واہب العطایا و طالب البرایا سے ایسی ہی امید ہے۔ کہ تلافی انکسار و تراقی اعتذار حق تعالیٰ کی بارگاہ میں باعثِ تعرجِ دین ودنیا چاہیئے۔ قطعہ

امید از خداوند بالا وپست * کہ آورد پرکار گردون بپای

برآرد ببالائے فیروز چرخ * سر رایت خاکنی کشای

ترجمہ : خداوند بالا وپست سے امید ہے کہ زمانے کا پرکار قدم میں لائیگا۔ فیروزۂ چرخ کے بالا سے سر رایت خان کی کشادگی ظاہر ہوتی ہے۔

آپ نے مکتوب میں لکھا ہے کہ ان دنوں ایک کتاب اسرار الہی کی ترتیب سے متعلق زیر تصنیف ہے۔ اور اس کے چند ابواب آثار نامتناہی کے اوضاع پر ہیں۔ اگر بمقتضائے عنایتِ شاملۂ خویش و متمنائے کفایتِ کاملۂ کیش اس کتاب کو موسوم باسم مخلص سلسلہ اشرفیہ و مرسوم برسم مخصص قافلہ شگرفیہ کردیں۔ تو غایتِ لطف و نہایت عطف ہوگی۔ یہاں تک کہ تبدیلِ کلمات' ارادتِ غیبیہ اور ترتیل مقاماتِ الہاماتِ عینیہ دفاترِ روزگار میں نام مخلص ہے۔ اور صحائف ادوار میں بطریق جاودانی بر سبیل کامرانی ظاہر ہے۔ وضاحت سے تحریر ہے۔ خورشید تنویر کے ضمیر پر پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ اس سے پہلے ارکانِ دولتِ خاقانی و اعیانِ رتبتِ اردوانی سے یہ مثال واجب الامثال بر سبیلِ اجلال نزول فرماتے ہیں۔ درویش کی خاطر سے جو پہنچا ہے۔ وہ بوستانِ غیبی کا ایک گلدستہ ہے۔ جو کہ فیضِ ازلی کے نسیم سے شگفتہ ہے اور گلستانِ لاریبی کا نورستہ ہے۔ جو کہ ریاضِ لم یزلی کے شمیم سے شکستہ ہے۔ گلشنِ جمشید و چمن خورشید کے باغبان اپنے ہاتھوں کو نخل کی جانب دراز کرتے ہیں۔ ابیات

چو فرمان رسید از در شہریار * کہ برنام مانقش کن این نگار

بگفتار شہ مغز را ترکنم * بگفت کساں مغز در سرکنم

ترجمہ : جب شہریار کے در سے فرمان پہنچا۔ کہ اس نگار کو ہمارے نام پر نقش کر۔ میں نے گفتار سے شاہ کے ذہن کو معطر کیا۔ اس گفتگو سے میں نے ذہن کو سر کرلیا۔

چاہیئے کہ درویشانِ کلبہ و دلریشان حجرہ کا احتیاج و امتزاج اپنے دست میں رکھے۔ کیونکہ سلاطینِ عالی مقدار کا بہترین پیشہ و خوانین معالی آثار کا خوبترین وظیفہ جو دولتِ دو جہاں کی ترقی کا موجب اور شوکتِ گیہانی کی مراقی کا سبب ہے۔ وہ یہی ہے۔ (یعنی درویشوں سے عقیدت' ان سے ملتے رہنا اور ان کی حاجت محسوس کرنا) قطعہ

هر کرا توفیق دلجوی رفیق * شد دریں فیروزه صحن سرای

کوی دولت هر دو میدان می برد * از سر چوکان حالت ره کرای

ترجمہ: جس شخص کو رفیق کی دلجوئی کی توفیق ہو۔ تو اس سرای میں فیروزہ صحن ہے۔ ہر دو میدان میں کوئے دولت لے جاتا ہے۔ جب حالت کی کان سخت راہ سے گذر جائے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

۷۵واں مکتوب

(صاحبِ قدر و منزلت کے موجود رہتے ہوئے بھی ان سے فیض نہ لینے کا بیان)

اعز الخوانین و اخبر الخواقین ملجاء الصلحاء ماواء العلماء برادر صیف خان نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی عَسکَرِ الاَعْدَاءِ وَصَحرِ الاَغْوَاءِ (اللہ تعالیٰ دشمنوں کے لشکر اور گمراہی کے صحرا پر ان کی مدد فرمائے) درویش اشرف کی جانب سے دعائے حمایت و صفائے درایت انگیز قبول فرمائیں۔ جاننا چاہیئے کہ حق تعالیٰ اقالیمِ سبعہ کو روئے زمین کے اولیاء کے وجود سے برپا رکھتا ہے۔ اور افلاکِ تسعہ کو اصفیائے یسار و یمین کے نمود سے پرورش فرماتا ہے۔ قطعہ

ہفت اقلیم ولایت از جہان * ہفت سیارہ فراز ہر سمای

در دل از صدق و یقین میدان کہ دہ * از دم ایشاہ بد درست و بجای

ترجمہ: دنیا کے ہفت اقلیم (اور) آسمان کا ہر سیارہ کا روشن ہونا دل کے صدق و یقین سے تو جان لے کہ ہر دو ان اصفیاء کے دم سے قائم ہیں۔

کبھی کبھی آں برادر اس درویش سے عوارفِ درویشانہ کا استفسار و معارفِ محققانہ کا استحضار کرتا ہے۔ خط اور قاصد کے ذریعے التفات کرتے ہیں۔ غالباً آں برادر کے ولایت میں افضل الاصحاب عرفان و اکمل الاحباب اخوی شیخ شمس الدین رہتے ہیں۔ انھیں مطلع نہیں کیا۔ اور کمالِ سیرِ سلوک و نوالِ خیرِ فلوک سے ان سے استطضاع نہیں کیا ہے۔ قطعہ

ہست خورشید بچرخ اقتدار * درفشاں از نور عرفان و ہدای

بس عجب دارم ز سیارہ کہ او * نور از خود بردو در نیابد ضیای

ترجمہ : اقتدار کے چرخ میں خورشید ہے۔ نور عرفان اور ہدایت سے روشن موتی۔ بس میں عجب سیارہ رکھتا ہوں کہ ان کے نور کے ضیاء کو دور سے لے لیتا ہوں۔

خبردار خبردار اس نور کے تغافل سے بچو۔ اس تماہل پر افسوس صد افسوس ہے۔ کہ اس قدر عزیز صاحبِ مقاماتِ علیّہ و صاحبِ تمیزِ واہبِ درجاتِ سنیہ تمھارے قرب وجوار میں ہیں۔ اور پھر بھی استفادہ غیر سے کرتے ہو۔ قطعہ

آفتابے بر سپہر احترام * تافت از نور ولایت بر ہوای

استعارہ از ذرہ میدارند غریب * می نماید ذرہ مہر از استوای

ترجمہ : احترام کے آسمان پر آفتاب نور ولایت سے جگمگا رہا ہے۔ (اور) استعارہ ذرہ سے جو غریب ہے۔ ذرہ کو استوا سے مہر ظاہر کررہا ہے۔

نہایت موقوف باطل سعادت ہے۔ اور مرطوف بزبان افادت ہے۔ استماع کیا ہے کہ جناب اخو شمس الملۃ والدین کے رہتے ہوئے خانقاہ علائیہ و خانگاہ خالدیہ میں بھی رکھا ہے۔ قطعہ

بزیر خانقاہ گنبد چرخ * کہ می گردد چو پرکار زمین سای

فلک دیگر نبای خانقاہی * فگند از طرح خویش انجم آرای

کہ ہر سیارگان در برحش درآیند * بود چوں آفتاب چرخ فرسای

ترجمہ : گنبد چرخ خانقاہ کے زیر اہتمام جب زمین کا دائرہ سایہ کرتا ہے۔ تو فلک اپنے انجم آرای کے طرح سے دوسرے خانقاہ میں نہیں پڑتا۔ سیارگان اپنے برج میں آتے ہیں۔ جب آسمان کا آفتاب فرسای ہو۔

ارکان دولت پناہ سے توقع و اعیانِ شوکت دستگاہ سے توبع ایسا ہے کہ ہر حمایت جو کہ عمارتِ خانقاہ کا باعث اور ہر کفایت جو کہ مناسبِ خانگاہ کا مورث ہو دریغ نہ فرمائینگے۔ اور بعض وظائف جو اقتدارِ شاہانہ کے حصول کیلئے اور بعض ادعیہ جو افتخارِ خسروانہ کے وصول کی جہت لے جائے آپ نے طلب فرمایا ہے۔ وہ تمام وظائف و ادعیہ میں نے اخوئے مذکورہ (شیخ شمس الدین) کو مفوض کر دیا ہے۔ اجازت ان سے لیں۔ تا کہ اس کا نتیجہ اور ثمر جلد ظاہر ہو۔ قطعہ

ہر کرا باید زنور و فیض جاہ * از در دارای چرخ ارض سای

باید از خورشید اشرف خواستن * تابدست آرد بزودی ایں ہوای

ترجمہ: ہر ایک کو چاہیئے کہ نور سے اور فیضِ جاہ آسمان کے پالنے والے کے در سے زمین کو سایہ دے۔ خورشید اشرف سے چاھنا ہے یہاں تک کہ بہت جلد مقصد بر آئے۔

۵۸واں مکتوب

(اَلنَّاسُ کُلُّھُمْ عَبِیْدٌ لِعَبْدِیْ کا بیان)

برادر شیخ سد ہا دعائے مشفقانہ و صفائے شفیعانہ درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ برادر کا خط جو اس عبارت پر مشتمل ہے کہ ایک روز خادمِ سلسلہ اشرفیہ و لازمِ زمرۂ شگرفیہ سلطان السلاطین ابراہیم خَلَّدَ اللّٰہُ مُلْکَہٗ (اللہ تعالیٰ ان کے ملک کو قائم رکھے) کی خدمت میں آیا۔ شرفِ مجالست سے مشرف کیا۔ اس وقت کچھ فضیلت نما موالی و علمائے مبحث افزا بتخصیص مولانا محمود پانی پتی رونق افروز تھے۔ کہ ایک طالب علم نے حضرت قدوۃ الکبریٰ کا وہ کلام جو دار الخلافت ظفر آباد میں پیش آیا تھا۔ یعنی اَلنَّاسُ کُلُّھُمْ عَبِیْدٌ لِعَبْدِیْ (تمام لوگ میرے غلام کے غلام ہیں) ان علماء کے سامنے رکھا اور ان سے استفسار بطریقِ عناد اور استظہار بر سبیلِ جحاد کیا۔ اس خادم نے حجج و براہین عقلیہ و نقلیہ اور مقدماتِ صوفیہ و ادبیہ سے جو اسوقت استحضار تھا۔ ان کے سامنے بیان کیا۔ جانبین سے مقدماتِ متوالی و اراداتِ متعالی سر زد ہوئے۔ اس کے بعد طرفین سے روایاتِ رجحیہ و تکملاتِ شرحیہ پر بحث ہوئی۔ جب ایک دوسرے کی بحث طویل ہوئی۔ اور مکالمت ایک دوسرے سے اقاویل کو پہنچی۔ تو روحانیہ اکابر چشتیہ و اماثر نیک سرشتیہ نے رجحانیہٗ کے کام میں مدد کی۔ پھر میں نے اپنے مدعا کو ان پر ظاہر کر دیا۔ چنانچہ میں نے ان تمام مبحث کو ایک رسالہ میں لکھ دیا ہے۔ اس جگہ ان سب کا لانا ممکن نہیں ہے۔ قطعہ

بہم در موالی چو شد گفت و گوئی * بنا بر حدیث عبارت فزای

بدر برد کوی عبارت کہ بود * بان صولجان دو حالت نمای

ترجمہ: موالی میں باہم جب گفت و گوئی ہوئی۔ بنابر حدیث کی عبارت نے کوئے عبارت کو خوب روشن کیا جھڑی کا مڑا ہوا سرا دو حالت میں سیدھا ہو گیا۔

چنانچہ اہل مجلسِ خسروانی وندیمانِ خاقانی نے لسانِ انصاف کشادہ کیا۔ اور زبانِ اعتراف سے پایانِ مبحث میں سلطان نے ارادات سے استفسار کیا۔ کہ عزیز نے کس خاندان کو دستِ ارادت دیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ سلسلہ چشتیہ اشرفیہ میں۔ غالباً وہ سب جانتے ہیں کہ حضرت شیخ شمس الدین کو ارادت کا ہاتھ دیا ہے۔ جب میں ملازمتِ خسروانی سے باہر آیا۔ تو میرے غائب میں فرمایا کہ میں غریب شخص ہو کہ اپنے پیر کو نہفتہ پایا۔ اور بواسطہ شہرت حضرت قدوۃ الکبرای سے رشتہ باندھ لیا۔ معلوم ہوا ہے کہ حضرت قدوۃ الاکابر شیخ شمس الدین تک جب یہ بات پہنچی۔ تو موجبِ رنجش ہوئی۔ اس باب میں بندہ نے رسالہ تالیف کیا ہے۔ کہ پیرِ پیر کو پیر کہنا چاہیئے۔ قطعہ

ہر کہ او در راہ پیران سر نہاد * بایدش از براہش کرد پای

پیر پیر است پیر ہمچو جدپدر * ہر کہ زنیسان نام برد آمد روای

ترجمہ: جو کوئی پیران کی راہ میں سر رکھے۔ تو چاہیئے کہ ان کی راہ کو طے کرے۔ پیر کا پیر بھی پیر ہے۔ جس طرح دادا اور باپ۔ ہر ایک کو ان کے نام سے منسوب کرنا جائز ہے۔

حضرت قدوۃ الکبری سے التماس یہ ہے کہ حضرت شیخ الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کو سفارش نامہ ارسال فرمادیں۔ تاکہ وہ جریمۂ ناآمدہ اور ذمیمۂ ناکردہ بخش دیں۔ قطعہ

زہے پادشاہان اقلیم دین * وَالْکَاظِمِیْن خواندہ انداز ادای

زردی عنایت کہ دارند سرشت * گنہ کردہ نا کردہ دانند ہبای

ترجمہ: اقلیم دین کے بادشاہان کیا خوب ہیں۔ اور انھوں نے قرآن سے کاظمین (یعنی غصہ پی جانے والے) کے لفظ کو پڑھا ہوا ہے۔ عنایت کی زردی کو گوندھنے کیلئے رکھتا ہے۔ گناہ کردہ ناکردہ جانتا ہے۔

(متذکرہ مضمون پر مشتمل مکتوب) پہنچا۔ چاہیئے تھا کہ وضاحت کے ساتھ تحریر کرتے۔ دل میں مذکورہ کلمہ کے بارے میں دو جملہ یاد رہے کہ مضمون[ا] غیر واقع اور معنی ساطع ہے۔ یہ درویش ان سب کیلئے یہ دو کلمہ لکھ رہا ہے۔ جو اس جگہ کی رفعِ کلفت و قمعِ محنت کیلئے کافی ہونگے۔ قطعہ

ہر کہ آمد در حریم روزگار * بر گنہ خواہد نہاد از رسم پای

ایں سرشت بندگان آمد نخست * ہر کہ آمد کرد جرم از رسم ورای

ترجمہ: جو کوئی حریمِ روزگار میں آئے۔ تو اس سے گناہ کا ہونا فطری عمل ہے۔ کیونکہ یہ بندہ کے ضمیر میں اولاً آیا ہے کہ کوئی رسم ورائی سے جرم میں آئے۔

ا۔ اس قسم کے کلمات کو شطحیات کہتے ہیں۔ شطحیات کی مکمل بحث لطائفِ اشرفی میں لطیفہ نمبر ۱۶ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے مختصراً دو کلمات عطا کئے۔ پہلا کلمہ یہ ہے کہ "مضمون غیر واقع ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ سے یہ کلمہ حالت جذب میں واقع ہوا ہے۔ اور حالتِ جذب میں جو کلمہ واقع ہوتا ہے۔ متکلم اس کلمے کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ اس لئے کلمہ اَلنَّاسُ کُلُّهُمْ عَبِيْدٌ لِعَبْدِي غیر واقع ہے۔ دوسرا کلمہ یہ ہے کہ "اور معنی ساطع ہے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حالتِ جذب میں نکلنے والے کلمہ کا معنی ظاہر ہے۔ من حیث المفہوم خود حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ اس کا معنی یوں بتاتے ہیں کہ "الناس" میں الف لام عہد کا ہے۔ مشاہدہ و تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اکثر لوگ ہوا و ہوس کے بندے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہوا و ہوس کو میرا بندہ اور محکوم بنایا ہے۔ جب اہل عالم ہوا و ہوس کے محکوم ہوئے تو گویا کہ میرے محکوم کے محکوم ہوئے۔ اور میرے محکوم کا محکوم میرے بندے ہیں۔ فافہم ھذا الکلام۔ ۱۲ اشرفی۔

۵۹واں مکتوب

(افعالِ عباد کے مخلوق ہونے کا بیان)

برادر اعز الاصحاب واکمل الاحباب شیخ شمس الدین دعائے حمایت انگیز و ثنائے شفاعت آمیز درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ سیرتِ اصحابِ ولایت ورہبر اربابِ ہدایت ہے کہ بندگانِ خدا کا ہر فعل و عمل اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ اللّٰہُ[۱] خَلَقَکُمْ وَمَاتَعْمَلُوْنَ۔ وَمَاتَشَآءُ[۲] وْنَ اِلاَّ اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ ۔ ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اللہ نے تمھیں پیدا کیا اور تمھارے اعمال کو۔ اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ۔

چنانچہ اکابرِ شریعت کے مذہب و اماثرِ طریقت کے مشرب میں خلقتِ افعال[۳] سے متعلق بہت زیادہ گفت و گوئی ہے۔ اور اختیارِ معروف میں بے شمار سخن ہے۔ قطعہ

---

[۱] پ ۲۳ سورہ صفت ۹۶۔ [۲] پ ۳۰ سورہ تکویر ۲۹۔

[۳]- اہلسنت کا مذہب ہے کہ افعالِ عباد کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ خواہ وہ افعال کفر سے ہوں، خواہ ایمان طاعت یا عصیان سے ہوں۔ جبکہ فرقہ 'معتزلہ کا مذہب ہے کہ عبد خود اپنے افعال کا خالق ہے اسی طرح حیوانات کے افعال میں بھی اختلاف ہے۔ لیکن اس جگہ مقصود افعالِ مکلفین سے ہے۔ اور محفل نزاع افعالِ اختیاریہ میں ہے۔ افعالِ اضطراریہ بالاتفاق خلق اللہ ہیں۔

اہلسنت کے دلائل : (۱) اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ اگر فعلِ عبد اسکی اپنی قدرت سے ہو۔ تو اثر واحد پر اجتماع مؤثریں لازم آئیگا۔ (۲) اگر بندہ خود اپنے افعال پر خالق ہوگا۔ تو اسکی مثل پر بھی قادر ہوگا۔ حالانکہ ایسا ممکن نہیں ہے۔ (۳) اگر عبد اپنے افعال کا خالق ہوگا تو اسکے لئے ضروری ہے کہ اسکی تفاصیل کا بھی عالم ہو۔ کیونکہ جو کام قدرت اور اختیار سے ہوگا اسکی شان یہی ہوتی ہے۔ اور یہ بندہ کیلئے ممکن نہیں ہے۔ (۴) اسکی چوتھی دلیل وہی آیت قرآنی ہے۔ جسے حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے مکتوب میں تحریر فرمایا ہے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

ہرچہ سر میزند از بندگان * نیک و بد از ہرچہ باشد روای
زاقتضای خالق آید در وجود * ہر کہ زنیسان نیست او نبود برای

ترجمہ : بندگانِ خدا سے نیک و بد جو کچھ سر زد ہوں۔ ہر ایک روا ہو۔ خالق کے اقتضا سے وجود میں آتا ہے۔ ہر ایک کو اس کام میں زیب نہیں دیتا۔

پس جس شخص کو خورشیدِ عرفان سے نور و نویدِ وجدان سے سرور حاصل ہو۔ وہ خود مصدرِ اسمائے الٰہی و مظہر آلائے نامتناہی کو جانتا ہوگا۔ اسی طرح وہ موجوداتِ تمامی کے افعال و کائناتِ تامی کے اعمال کو بھی جانتا ہوگا۔ اس مسئلہ میں افرادِ انسانی میں سے ہر فرد کو مکلّف نہیں بنایا۔ بلکہ انکو معذور رکھا ہے۔ قطعہ

ہر کرا از نور عرفان تافتہ * ز آفتاب آسمان اولیای
ہرچہ از ہر کس زند سر نیک و بد * دارد او معذور ہر یک راجای

ترجمہ : ہر وہ شخص جو نورِ عرفان اور آسمان اولیاء کے آفتاب سے بُنا ہوا ہو۔ جو کچھ ہر شخص سے نیک و بد سر زد ہوں۔ تو وہ اسے معذور رکھتا ہے۔

اصحابِ ہدایت و اربابِ ولایت میں یہ بات مسلم ہے کہ مرید رنگ میں بیضہ مرغ اور پیر مثال میں مرغ ہے۔ اگر اس بیضہ مرغ کو کوئی گندہ کر

(بقیہ حاشیہ) اعتراض : بندوں کو کسی کام پر اچھا یا بُرا نہیں کہنا چاہیئے۔ اسی طرح ثواب یا عذاب بھی نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ بندہ اپنے افعال کا خالق نہیں ہے۔

جواب : بندوں کے کسی فعل پر اچھے یا برے کا حکم باعتبار اختیار کے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے افعال کو پیدا فرمایا۔ پھر اس پر حسب عادت اچھے یا برے کا حکم لگایا۔ بندہ اگر اچھے افعال کو اپنائے گا تو قابل مدح اور مستحق ثواب ہوگا۔ اور برے افعال کو اپنائے گا تو قابل مذمت اور مستحق سزا ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ نے آگ کو جلانے کیلئے پیدا فرمایا۔ اب اگر کوئی آگ میں ہاتھ ڈالے اور کہے کہ میرا ہاتھ نہیں جلا تو یہ صحیح نہیں کیونکہ آگ کو اللہ تعالیٰ نے جلانے کیلئے پیدا فرمایا۔ تو اسکے جلانے پر بندہ خود ذمہ دار ہوگا۔ اسی طرح ایمان اور کفر اطاعت اور نافرمانی کے مسئلے کو سمجھ لیں۔ ۱۲ اشرفی۔

دے تو طیورِ روئے زمین و مرغانِ سیار و یمین مل کر بھی اس بیضہ کو درست نہیں کر سکتے۔ اور اس سے چوزہ نہیں نکال سکتے۔ قطعہ

اگر یک بیضہ از زیر مرغی * برآمد گندہ و ناپختہ از جای
اگر مرغان شاخ ہر درختاں * برائے تربیت در زیر پرہای
در آرند پرورند از ہر پر خویش * نیارند چوجہ کرد و صاحب ادای

ترجمہ: اگر ایک بیضہ زیر مرغی سے گندہ و ناپختہ ظاہر ہو۔ اگر ہر درخت کے شاخ کے مرغان اس کی تربیت کیلئے اپنے پَر لے آئیں۔ جب بھی اس بیضہ سے چوزا نہیں نکال سکتے۔

طائرانِ اشیائے ولایت و مرغانِ نشیمنِ ہدایت بھی اسی طرح بال و پَر مریدانِ روزگار کے باغ کی تربیت میں پھیلاتے ہیں۔ اگرچہ سلسلہ علائیہ کی ہما کیلئے بال و پَر دیگر ہے۔ اور زمرہ اشرفیہ کے عنقا کیلئے جبالِ آخر ہیں۔ قطعہ

نہ مرغان نوای شاخ ارشاد * کہ بر شاخند ہر یک زمزمہ آرای
ہماں اوج دارد و سایہ دیگر * کہ شاہین میکند از مل عنقای

ترجمہ: ارشاد کی شاخ کے مرغان کی آواز سے ہر ایک شاخ پر زمزمہ ہے۔ اوج رکھتا ہے۔ اور سایہ دیگر۔ کہ عنقا سے شاہین کرتا ہے۔

ہر بیضہ کہ جسے طیورِ بستانین میں پرورش کے زمانے میں تربیت کیلئے نہ رکھا گیا ہو۔ اس بیضہ کو پرورش کر کے صاحب نوا چوزا نکالتا ہے۔

۶۰ واں مکتوب

(اصحابِ سلوک کے فقر وغنا کا بیان)

برادر اعز اشرف الاصحاب شیخ جمال اودہی دعائے مشفقانہ و صفائے برکیشانہ درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ جب اقدامِ سلوک سے منازل بدایت طے کر چکے۔ اور کاروانِ سرائے نہایتِ وصول جو کہ جلوس سے عبارت ہے۔ سریرِ تمکین سے رختِ سفر لیکر نیچے آچکے۔ کچھ دین کیشان کی محافل میں رہ چکے۔ اور مہمان سرائے غائیتِ حصول جو کہ انِس سے اشارت ہے۔ تلوین سے نزدل فرمایا ہے۔ تو اب حقائق عیان ثابتہ کو پہنچا۔ اور صُوَر علمیہ کی جانب کھینچا ہے۔ اور نگِ جاہِ خسروانہ ونور رنگ گاہِ شاہانہ پر بیٹھتا ہے۔ قطعہ

همہ پادشاہان اقلیم دین * دو نوع اند بر تخت توحید پای
گروہی نشیند بر اورنگ جاه * گروهی کنند راه در تنگنای

ترجمہ : اقلیمِ دین کے تمام بادشاہان کی تختِ توحید پر دو قسم ہیں۔ ایک گروہ اورنگِ جاہ پر بیٹھتا ہے۔ جبکہ دوسرا گروہ راہ تنگی میں بسر کرتا ہے۔

اکابر نے فرمایا ہے کہ اصحابِ ارشاد کو زیادتی مال واذخار فزونی منال ترک کرنا چاہیئے نہ یہ کہ مجرد شیخ ہو۔ کہ جس قدر اصحاب' احباب و طلاب کو اس کی حاجت ہو اس قدر مہیا کر دے۔ تا کہ کام میں تفرقہ نہ ہو۔ اور ممرِ ماکولات و ملبوسات سے جمعیت خاطر کے ساتھ بندھ جائے۔ یہ مبتدی پر لازم ہے۔ میں حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں صالحہ دمشق میں بیٹھا تھا۔ کہ علائقِ روزگار کے قطع سے یہ سخن و عوالقِ دنیائے بکار کے رفع سے یہ

ذکر ظاہر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی عقیدۂ عجیب ونقیدۂ غریب رکھتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ درویش بنتے ہیں۔ اوراس کے محتاج ہوتے ہیں۔ یہ سب نہیں جانتے ہیں کہ حق تعالیٰ کسی مرشد کو محتاج نہیں رکھتا ہے۔ اکابر روزگار واماثر یمین ویسار اپنے معاملات میں صرف حق تعالیٰ کے محتاج ہوتے ہیں۔ قطعه

چرا اولیائے ولایت نشین * کہ ہستند شاہان گیتی کشای

ورای از خدای جہاں حاجتی * ندارند بکس در ہمہ کارہای

ترجمہ: کیونکہ ولایت نشین اولیائے کرام زمانے کے خود کفیل شاہوں میں سے ہیں۔ جہاں میں خدا کے سوا اپنے تمام کاموں میں کسی کی حاجت نہیں رکھتے۔

حالانکہ حق تعالیٰ دنیا میں تمام اسبابِ عیش اور اس سرای میں آلاتِ جیش ان ہی ذوات کی برکت سے قائم رکھتا ہے۔ بلکہ مقصود ازآفرینش اور وجودِ جہان ان ہی کے دم سے قائم ودائم ہے۔ قطعه

چو مقصود از وجود دین و دنیا * عزیز انند در فیروزہ صحرای

چرا از بہر ایشاں خوار دارد * چوراہ دین از نیان داشت برجای

ترجمہ: جب دین ودنیا کے وجود سے مقصود صحرا کے فیروزہ میں عزیز ہے۔ کیوں ان سب کیلئے صورت رکھتا ہے۔ جب راہِ دین ان کے دم سے قائم ہے۔

حضرت شیخ مجد الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت قدس سرہ خانقاہ کے خرچ کیلئے ہر سال دو سو ہزار دینار زرِ سرخ دیتے تھے۔ اس درویش نے حساب کیا ہے کہ پانچ سو ہزار دینار کا املاک میں نے وقف کیا ہے۔ صوفیائے

کرام پر لازم ہے کہ اس طریقہ کو اپنائے۔ چنانچہ حضرت شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ جب بمرتبہ دستگاہ ہوئے۔ تو نہایت قیمتی کمر زرین اور گھوڑے لعل زرین کو اس راہ میں رکھنے لگے۔ قطعہ

زہے پادشاہان اقلیم دین * کہ خرگاہ زرین زدند چوں سمای

ہمہ تازی اسپان بر زیں لجام * چو لعل زر بستہ اسپان بپای

ترجمہ :اقلیمِ دین کے بادشاہان کیا خوب ہیں۔ کہ آسمان جیسے قیمتی خیمہ لگاتے ہیں۔ وہ تمام چاک و چوبند گھوڑے زین لجام پر جیسے گھوڑے کے پاؤں کے ساتھ لعل و زر بندھا ہوا ہے۔

آیا ہے کہ اصحابِ تجرید سے ایک قلندر و اربابِ تفرید سے ایک ملنگ روئے زمین کی سیر سے واپس آئے۔ ہر طرف کے سفر سے قدم رکھتے ہوئے۔ حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں مہمان ہوئے۔ تو ایک گوشہ میں رہنے لگے۔ پھر اس سرای کے چاروں اطراف اشیاء دیکھنے لگے۔ تو ان کو شتر خانہ و طویلہ خانہ بھی نظر آیا۔ قطعہ

بہ پیرامن خانقاہ شریف * کہ مرفوع بودہ چو نیلی طای

بہر جا رسیدہ زمین کردہ سیر * نہ ناطق ندیدہ تہی ہیچ جای

چہ ناطق چہ صاحبت ہمہ دید پر * ز انواع اسباب گیتی سرای

ترجمہ : پیرامن کی خانقاہ شریف میں اٹھے قبیلہ حاتم اور بر اعظم کی طرح ہر طرف سیر کی۔ کوئی جگہ ناطق سے خالی نہ دیکھا۔ کیا ناطق اور کیا صاحبت ان تمام کو سرای کے زمانے کے اسباب کے انواع سے دیکھا۔

حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ سے عرض گذار ہوئے کہ

عزیزانِ ولایت گزیں و پیرانِ ہدایت نشیں کو اس قدر امتعہ بے حصا و اقمشہ بے انتہا سے کیا نسبت ہے۔ قطعہ

چہ حاجت بشاہان اقلیم دین * کہ تجرید و تفرید دارند بپای
بچندیں جمع کردن سیم و زر * کہ آں مار وایں گزدم ست جانگرای

ترجمہ: اقلیم دین کے شاہان جو تجرید و تفرید کا قدم رکھتے ہوں اسے کیا حاجت ہے۔ کہ اس قدر سیم وزر جمع کرے کہ وہ سانپ ہے اور یہ اسکا زہر ہے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اصحابِ تجرید و تفرید صاحبِ کرم ہوتے ہیں۔ اگر آلودگانِ دنیاوی و فرسودگانِ منادی کی جانب سے اغماض عین کے ساتھ اخلاقِ طیبہ و اعراق مطیبہ سے فکر انداز ہو تو یہ سب پسندیدہ ہونگے۔ قطعہ

کسانیکہ در راہ تجرید پی * نہادند از راہ صدق و صفای
اگر آلودہ رابہ بیند دو چشم * بپوشند از غیب باشد بہای

ترجمہ: جو کوئی تجرید کی راہ میں صدق و صفا سے قدم رکھے گا۔ اگر آلودہ کو دو چشم سے دیکھو۔ تو وہ زر نہ ہونے کی صورت میں چھپے گا اور بخشش کے ساتھ ہو جائیگا۔

جب وہ قلندر خانقاہ سعیدیہ و مجرد خانگاہِ مویدیہ میں چند روز بسر کرتے ہیں۔ تو درد جگر ظاہر ہوا۔ اس کے علاج کیلئے اطبائے ہوشمند آئے۔ اور حکمائے نیرد مندان کے مداوا کیلئے آئے۔ لیکن افلاطون نے ٹھیک کہا کہ اس درد کا علاج جگر کے علاوہ میں ہے۔ جو کہ چندین رنگ (بکرا) سے موصوف اور شبرنگ سے معروف ہوا۔ تو کچھ تردد کیا۔ شیخ نے مجرد سمع سے فرمایا کہ پہاڑی بکرا ذبح کر کے

اس کے جگر کو بھون کر قلندر کو کھلایا جائے۔ اس کے کھانے سے حق تعالیٰ کے لطف سے درد بہتر ہو گیا۔ جب حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ ان کی عیادت کے لئے آئے۔ آپ قریب ہوئے تو فرمایا کہ ابو سعید میخ طبیلہ گلی زدہ میں ہے نہ کہ دل میں۔ قطعہ

آنچہ بر اصحاب دین باشد بدست * از متاع ناطق و صامت بجای

آں ہمہ باشد طفیل دوستاں * جان شیریں ہم بو بہر خدای

ترجمہ: اصحابِ دین کے دست میں جو کچھ متاعِ ناطق سے ہے وہ ہر جگہ خاموش ہے۔ وہ سب دوستوں کے طفیل سے ہے۔ جان شیریں بھی خدا کیلئے ہے۔

حق تعالیٰ تمام مسلمانوں کو غناد فقر میں توفیقِ نثار کا رفیق عطا فرمائے۔
وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی.

۶۱ واں مکتوب

(اولادِ علی رضی اللہ عنہ کو سادات کہنے کا بیان)

نتیجۃ السادات و سلالۃ النقبات جناب سید طاہر دعائے مشتاقانہ و ثنائے مشغوفانہ درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت اور سر حلقہ اثنا عشریہ کی نسبت سیادت کے کلمے سے متعلق استفسار فرمایا ہے۔ تفصیل سے پیش خدمت ہے۔ اے برادر اس وادیہ میں اعلم العلماء اکرم الفضلاء جناب اخو قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے بھی سادات نیک کے مناقب میں تردد کیا ہے۔ مَنْ اَرَادَ فَلْیَطْلُبْ ثَمَّہٗ۔ (جو اسے دیکھنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ چاہیئے کہ اس کو تلاش کرے) اور جو کچھ اس درویش کو نقابت عراق و خراسان سے پہنچا ہے۔ لکھتا ہوں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقَائِقِہٖ۔ ترجمہ: اور اس کے حقائق کو اللہ خوب جانتا ہے۔

اِعْلَمْ اَنَّ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی فِی الْقِدَمِ مَایُبَیِّنُ بِاِرَادَتِہٖ مِنَ الْعَدَمِ وَاَجْرٰی بِمَقَادِیْرِ الْقَلَمِ وَرَقَمَ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ وَ قَسَّمَ وَاَبْدَعَ مِنْہُ قَطَرَاتِ الْخِلْقَۃِ وَاَخْرَجَ مِنْ ذَنَانِ الْقُدْرَۃِ فَطِرَ آدَمَ عَلٰی جَمِیْعِ الْعَوَالِمِ وَ اخْتَارَ مِنْھَا حَفْوَۃَ الْاَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ وَاصْطَفَاہُ بِالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَکَمَالِ الْکَرَمِ وَ الْجُوْدِ خَاطَبَہٗ بِاَشْرَفِ کَلَامِہٖ وَاَکْرَمِ فُرْقَانِہٖ بِقَوْلِہٖ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ نُقِلَ فِیْ کِتَابِ الدُّرَرِ وَالشِّفَا فَصْلٌ فِی الرَّابِعِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ جَعْفَرِ الصَّادِقِ رضی اللہ عنہ فِیْ تَفْسِیْرِ قَوْلِہٖ یٰسٓ[1] اَرَادَبِہٖ

[1] پ ۲۲ سورہ یٰس ۱، ۲، ۳۔

يَاسَيِّدُ وَفِي حَدِيثِ الْمُتَوَاتِرِ اَرَادَبِهٖ يَا سَيِّدَ وُلْدِ آدَمَ۔

ترجمہ: تو جان لے کہ بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے ارادے سے عدم سے قدم میں جو بیان فرماتا ہے۔ اور قلم کے مقادیر سے جاری فرمایا اور لوح محفوظ میں رقم فرمایا۔ اور تقسیم کیا۔ قطرات خلقت پیدا فرمایا۔ اور ذنانِ قدرت سے جمیع عوالم پر حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ اور ان میں سے گروہِ انبیاء و رسل کو پسند فرمایا۔ اور ان میں ایک کو مقام محمود کمالِ کرم اور جود سے خاص کیا۔ اور انھیں قرآن کریم میں اس قول سے خطاب فرمایا: "یٰسٓ[1] حکمت

---

[1] یٰسٓ چونکہ حروف مقطعات میں سے ہے۔ اسلئے اس کا حکم جاننا ضروری ہے۔ دنیا میں حروف مقطعات کا معنی عقلاً و نقلاً نہیں جانا جا سکتا ہے۔ البتہ آخرت میں اس کے معنی مرادی پر مطلع ہو سکتا ہے۔ عام صحابہ' تابعین' اہل سنت میں سے عام متقدمین اور اصحاب شافعی کا مذہب ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اکثر المتاخرین اور جمہور معتزلہ اس جانب گئے ہیں کہ راسخ فی العلم اسکی تاویل جانتے ہیں۔

اعتراض: جب اس کا معنی کسی کو نہیں معلوم ہے۔ تو اس کے نزول کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: مسلمانوں کی آزمائش مقصود ہے۔ تاکہ عام انسانوں پر واضح ہو جائے کہ یہ ان باتوں کو بھی مانتے ہیں جن کا معنی معلوم ہے۔ اور انھیں بھی مانتے ہیں کہ جن کا معنی اللہ عزوجل اور اس کے حبیب ﷺ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے۔

فائدہ: متشابہ کی دو قسمیں ہیں۔ اولاً اس کا معنی اصلاً معلوم نہ ہو جیسے حروف مقطعات ثانیاً ایسے الفاظ ہوں کہ لغۃً معنی معلوم ہو۔ لیکن مراد معلوم نہ ہو۔ جیسے يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ میں کلمہ ید۔

یٰسٓ کے معنی مفہومی پر مفسرین کرام کا اختلاف ہے۔ چنانچہ صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں کہ حرف سین اشارت بکلمۃ یا سید البشر او یا سید الاولین والآخرین وحدیث (انا سید ولد آدم) تفسیر ایں حرف بود۔ اس کلمہ سے یا سید البشر (یا) یا سید الاولین والاخرین کی طرف اشارہ ہے۔ اور حدیث انا سید ولد آدم اس کی تفسیر ہے۔ صاحب تفسیر ابن کثیر فرماتے ہیں۔ وروی عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما و عكرمة و الضحاك والجن و سفيان بن عيينه ان يٰسن بمعنى يا انسان۔ یٰسٓ بمعنی یا انسان کے ہے۔ صاحب تفسیر کشاف فرماتے ہیں۔ وعن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما معناه يا انسان فی لغة طيٍّ و اللّٰه اعلم بصحته۔ لغت طئ کے مطابق یٰسٓ کا معنی یا انسان ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

والے قرآن کی قسم بے شک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو"کتاب الدرر اور الشفا کے فصل فی الرابع میں نقل ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن السلمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اس قول کی تفسیر نقل کرتے ہیں کہ یٰس سے مرادیاسید ہے اور حدیث متواتر میں بھی ہے کہ اس سے مرادیاسید ولد آدم ہے۔

پس مقدماتِ مذکورہ و توجہاتِ مسطورہ سے مفہوم پیوست ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اسمِ سیادت کا اطلاق و اسمِ نقابت کا اغراق موجود ہے۔ قطعہ

از در دیای قرآن سفتہ اند * گوہر بحر نبوت التوای
گوہر بحر نبوت راست است * ایں چنیں سفتند در بحر زای

ترجمہ: قرآن کے دریا میں بحرِ نبوت کے گوہر کا التوا پرویا ہوا ہے۔ بحر نبوت کا گوہر راست ہے۔ کہ اس طرح سمندر میں پرویا ہے۔

اسم سیادت کا اطلاق گوہرِ بحرِ ولایت و جوہر کانِ ہدایت حضرت علی رضی اللہ عنہ پر چند وجوہ سے کیا ہے۔ حدیث مشہور ہے۔ وَهُوَ يَا عَلِيُّ اَنَا سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَاَنْتَ سَيِّدُ الْمُسْلِمِيْنَ يَا عَلِيُّ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَاَنْتَ سَيِّدُ اَوْلَادِ هَاشِمٍ وَفِيْ كِتَابِ الصَّحَائِفِ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا بابی وانت وامی اَلَسْتَ سَيِّدُ الْعَرَبِ فَقَالَ اَنَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ وَهُوَ سَيِّدُ الْعَرَبِ۔ ترجمہ: اور وہ اے علی (رضی اللہ عنہ) میں سید المرسلین ہوں۔ اور تم سید المسلمین ہو۔ اے علی (رضی اللہ عنہ) میں سید ولد آدم ہوں اور تم اولاد ہاشم کے سردار ہو۔ اور

(بقیہ حاشیہ) تفسیر ابن عباس میں ہے۔ یا انسان بلغۃ السریانیۃ۔ یٰس کا معنی لغت سریانیہ کے مطابق یا انسان ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ اشرفی۔

کتاب صحائف میں ہے۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیاآپ سید العرب نہیں ہیں۔آپ نے ارشاد فرمایاکہ میں سید العالمین ہوں۔ اور وہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سید العرب ہیں۔

جو کوئی کہتا ہو کہ علی (رضی اللہ عنہ) سید نہیں ہے۔ اور حضرت علیہ السلام نے ان کو سید فرمایا۔ تو وہ تکذیبِ مصطفیٰ علیہ السلام کامرتکب ہوا۔ جو کہ کفر کی طرف لے جاتی ہے۔ قطعہ

در دریای سیادت مرتضیٰ * بستہ اند باجوہر کان ہدای

جوہر عملی نباشد کانست * کان و دریا ہر دواز لطف خدای

ترجمہ: حضرت مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ سیادت کے دریا میں جوہر کان ہدا کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ جو عمل نہیں ہوتا۔ کان اور دریا ہر دو خدا کے لطف سے ہے۔

جو کچھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شرف و فضیلت میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔ اسے بھی گوش ہوش سے سننا چاہیئے۔ یہاں تک کہ معدنِ اصلی جوہر لطف سے قائم نہیں ہوتے۔ قطعہ

جوہر کان لطافت رانخست * معدنی باید ز لطف ار تضای

آب سَنان و شعاع آفتاب * کان بہم تا جوہری آید بجای

ترجمہ: لطافت کے جوہر کان کو اولاً ارتضا کے لطف سے معدن میں رکھنا چاہیئے۔آب و پیکاں اور شعاع آفتاب کان میں باہم مل کر جوہر لاتے ہے۔

کتاب النسابیہ اور دستور الحقائق میں مذکور ہے۔ قَالَ اَنبأَ نَا محمدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ قَالَ اَخبرَنَا الزّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو جَعْفَرٍ محمدُ بْنُ مَرْوَانَ

قَالَ حَدَّثَنِی اَبُو حَازِمٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللّٰه عنه قَالَ اِنْطِبَاءَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمًا فِیْ صَدْرِ النَّهَارِ فَلَمَّا کَانَ الْعَشِیُّ قَالَ لَهٗ قَائِلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ شَقَّ عَلَیْنَا الْیَوْمُ حَیْثُ لَمْ یَتْرُكْ فَقَالَ علیه السلام اِنَّ مَلَکَانِ جَاءَ نِیْ مِنَ السَّمَاءِ وَلَمْ یَکُنْ رَأنِیْ مِنْ قَبْلُ فَاسْتَاذَنَ اللّٰهَ فِیْ زِیَارَتِیْ وَاَخْبَرَنِیْ وَقَالَ بَشَّرَنِیْ اِنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ النِّسَاءِ الْعَالَمِیْنَ وَاِنَّ حَسَناً وَّ حُسَیْناً سَیِّدَا الشَّبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

ترجمہ : محمد بن منصور طوسی از زہری از ابو جعفر محمد بن مروان از ابو حازم از حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کہ ایک دن اللہ کے رسول ﷺ صدر نہار میں ہم پر تشریف لائے اور شام تک ہمارے ساتھ رہے۔ ہم نے اتنے طویل قیام کے بارے میں آپ سے سوال کیا۔آپ نے فرمایا کہ آسمان سے دو فرشتے اللہ تعالیٰ سے میری زیارت کی اجازت لیکر آئے تھے۔انھوں نے مجھے خوشخبری دی کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نساءِ عالمین کی سردار ہیں۔اور حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

وَفِیْهِ اَیْضاً قَالَ اَنْبَاً نَا اَبُوْعَوَامٍ عَنْ فِرَاشِ الشَّعْبِیِّ عَنْ حُرُوْفٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَائِشَةُ رضی اللّٰه عنها قَالَتْ کُنَّا عِنْدَرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَمْعَنَا مَا تُغَادِرُنَا وَاحِدَةٌ فَجَاءَ تْ فَاطِمَةُ یَمْشِیْ مَایَخْطِیْ فِیْ مَثْیَتِهَا مَکْثَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ حَتّٰی اِنْتَهَتْ اِلَیْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا یَابِنْتِیْ وَاَجْلَسَهَا عَنْ یَّمِیْنِهٖ اَوْیَسَارِهٖ ثُمَّ سَارَهَافَبَکَتْ بُکَاءً شَدِیْدًاثُمَّ سَارَهَا بِشَیْءٍ فَضَحِکَتْ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ علیه السلام مِنْ بَیْنِنَا بِالاُسْرِلِرِ قُلْتُ لَهَا اَخْبِرْنِیْ مَاقَالَ لَكِ قَالَتْ مَا کُنْتُ بِالَّذِیْ اَفْشٰی سِرَّرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا تَوَفّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ لَهَا

سَألْتُكِ بِالَّذِىْ لِىْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ اِلَّامَاقُلْتَ لِىْ مَاسَارَكِ بِهٖ رَسُوْلُ' عليه السلام فَقَالَتْ اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ سَارَنِىْ الْمَرَّةَ الْاُوْلٰى قَالَ اِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضِىْ بِالْقُرْاٰنِ فِىْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاِنَّهٗ عَارَضِىْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَآ اَرَى اِلَّآ اَنَّهٗ قَدْ حَضَرَ اَجَلِىْ فَبَكَيْتُ لِذَالِكَ ثُمَّ قَالَ لِىْ يَا فَاطِمَةُ اِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلُ بَيْتِىْ لُحُوْقًا بِىْ وَنِعْمَ اَلسَّلَفُ اِنَّا لَكِ امامَرَّتَيْنِ اِنَّكَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوْسَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ فَضَحَكْتُ رضى الله عنها۔

ترجمہ :اسی میں ہے۔ از ابو عوام از فراش شعبی از حروف از ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ طیبہ رضی اللہ عنہا۔ آپ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سب آپ کے پاس تھے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے حسب دستور ان کا استقبال کیا۔ اور انھیں مرحبا یابنتی فرما کر اپنے دائیں یا بائیں بٹھایا۔ پھر آپ نے ان کے کان میں کچھ فرمایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سنکر رونے لگیں۔ دوبارہ حضور علیہ السلام نے ان کے کان میں کچھ فرمایا۔ تو آپ مسکرانے لگیں۔ جب اللہ کے رسول ﷺ وہاں سے تشریف لے گئے۔ تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے کہ ایک مرتبہ آپ روئیں اور دوسری مرتبہ مسکرائیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اس راز کو راز ہی رکھونگی پھر جب اللہ کے رسول ﷺ کا وصال ہوا۔ تو پھر میں نے یہی سوال ان سے کیا۔ تو جواباً حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پہلی مرتبہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ مجھ سے قرآن کا دور کرتے تھے۔ لیکن اس سال سے انھوں نے دو مرتبہ قرآن کا دور کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سال میں

دار الفنا سے دار البقا کی جانب چلا جاؤنگا۔ یہ سنکر میں رو پڑی۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل نے مجھے تمھارے متعلق بتایا ہے کہ تم اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔ یا عالمین کی عورتوں کی سردار ہو۔ پس میں نے یہ سنکر مسکرادیا۔

وَفِیْ کَشْفِ الْعَقِیْدَۃِ اَنَّ فَاطِمَۃَ رضی اللّٰہ عنہا اَفْضَلُ مِنْ کُلِّ بَنَاتِ النَّبِیِّ علیہ السلام لِقَوْلِہٖ علیہ السلام فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ النِّسَاءِ وَاِنْ کَانَتْ فَاطِمَۃُ اَصْغَرُمِنْھُنَّ۔

ترجمہ: اور کشف العقیدہ میں ہے کہ بے شک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا بنات النبی علیہ السلام میں سے افضل ہیں نبی کریم ﷺ کے فرمان کے موجب کے فاطمہ عورتوں کی سردار ہیں۔ اگرچہ وہ ان سب سے چھوٹی ہیں۔

وَفِیْ کِتَابِ التَّنْزِیَۃِ اَنَّہٗ قَالَ ﷺ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاَوْلَادُھُمْ سَادَاتُ الْمُسْلِمِیْنَ صَدَقَ ﷺ۔ صَادِقُ اللَّھْجَاتِ وَحَاذِقُ الْعَادَاتِ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ مُخْبِرًا اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ۔

ترجمہ: اور کتاب التنزیہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حسن اور[1] حسین رضی اللہ عنھما جنتی نوجوانوں کے سردار ہونگے۔ سچ فرمایا اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے قرآن کریم کی یہ آیت نقل فرماتے ہیں کہ تمھارا ولی اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ اور وہ لوگ جو ایمان دار ہیں۔ اور نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ رکوع میں ہوتے ہیں۔

ع ۱۔ امت ان کی اولاد کو سید کے لقب سے موسوم (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ حاشیہ)

کرتی ہے۔ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کا طرز استدلال یہ ہے کہ حسنین کریمین کے نانا جان سید ولد آدم ہیں۔ ابا جان سید اولاد ہاشم ہیں امی جان سیدہ نساء عالمین ہیں۔ اور خود یہ دونوں سید الشباب اھل الجنۃ ہیں۔ تو ان کی اولاد کو امت سید کے لقب سے یاد کرنے لگی۔ علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''الشرف المؤبد لآل محمد ﷺ'' میں اس مسئلہ سے متعلق یوں رقمطراز ہیں۔

''صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ کے زمانے میں اصطلاح یہ تھی۔ کہ اشراف (سادات) کا اطلاق صرف اہل بیت پر کیا جاتا تھا۔ دوسروں پر نہیں۔ پھر یہ لقب حسنی اور حسینی سادات کے ساتھ مخصوص ہو گیا۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ زینبیہ میں فرماتے ہیں۔ کہ صحابہ کرام کے زمانے میں شریف (سید) کا اطلاق ہر اس فرد پر کیا جاتا تھا۔ جو اہل بیت میں سے ہو۔ خواہ حسنی حسینی ہو یا علوی' حضرت محمد بن حنفیہ کی اولاد میں سے ہو۔ یا ان کے علاوہ حضرت علی مرتضیٰ کی اولاد میں سے' نیز حضرت جعفر کی اولاد ہو۔ یا حضرت عقیل کی یا حضرت عباس کی۔ جب مصر میں فاطمی حضرات مسند آرائے خلافت ہوئے۔ تو انھوں نے شریف (سید) کا اطلاق حضرت حسن و حسین کی اولاد کے ساتھ خاص کر دیا۔ مصر میں آج تک یہ اصطلاح جاری ہے۔ میں (یوسف نبہانی) کہتا ہوں کہ اسوقت یہ اصطلاح شرق و غرب کے بلادِ اسلامیہ میں مشہور ہے۔ جب عربی میں شریف کا لفظ بولا جائیگا۔ تو اس سے حسنی اور حسینی سید مراد ہونگے۔ بہت سے شہروں میں یہ اصطلاح بھی عام ہے۔ کہ سید کا لفظ بھی صرف حسنی اور حسینی سادات پر بولا جاتا ہے۔ جب یہ لفظ بولا جائیگا۔ تو ان کے سوا کوئی مراد نہیں ہوگا۔ یہ اہل حجاز کے ماسوا کی اصطلاح ہے۔ اہل حجاز کی اصطلاح یہ ہے کہ شریف کا استعمال حسنی سادات کیلئے اور سید کا استعمال حسینی سادات کیلئے کرتے ہیں۔ تاکہ ان دونوں میں فرق واضح ہو جائے۔'' وما توفیقی الا باللہ۔ ۱۲ اشرفی۔

۶۲ واں مکتوب

(بارہ اماموں کے اسماء، القاب، کنیات، تاریخ ولادت، تاریخ وفات اور نقشِ خاتم کا بیان)

زبدۃ الاولاد الاغرجیہ و عمدۃ الاحفاد المرجیہ اخو سید طاہر طَهَّرَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْ دَنَسِ الْبَشَرِيَّةِ وَنَزَّهَ مِنْ كَنَسِ النَّفْسِيَّةِ (اللہ تعالٰی بشریت و نفسیت کے میل سے پاک فرمائے) درویش اشرف کی جانب سے دعائے درویشانہ و صفائے قلندرانہ قبول فرمائیں۔

اِعْلَمْ مَا اَرَدْتُّمْ مِنْ اَسْمَاءِ اَئِمَّةِ الْمَحْفُوْظِيْنَ وَ اَلْقَابِ الْآءِ مُكَرَّمَةِ الْمَرْحُوْمِيْنَ وَ اَسْمَاءِ اٰبَائِهِمْ وَاُمَّهَاتِهِمْ وَتَارِيْخِ مَوَالِيْدِ هِمْ وَمُدَّةِ اَعْمَارِ هِمْ وَخِلاَ فَتِهِمْ وَنُقُوْشِ خَوَاتِهِمْ وَ وَفَاتِهِمْ وَمَوْضِعِ قُبُوْرِهِمْ اَكْتُبُ فِیْ هٰذِهِ الْكِتَابَةِ بِالْاِخْتِصَارِ وَالْاِيْجَازِ۔

ترجمہ : تو جان کہ تم نے جوائمہ محفوظین کے اسماء، القاب، ان کے آبا اور امہات کے اسماء، پیدائش کی تاریخ، خلافت کی مدت، ان کے خواتم کے نقوش، ان کی وفات کی تاریخ اور ان کے قبور کی جگہ معلوم کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ میں اس مکتوب میں اختصار وایجاز کے ساتھ لکھ رہا ہوں۔

امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ

آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی محمد ﷺ، القاب المصطفٰے، المزمل اور المختار وغیرہ ہیں۔ آپ کی کنیت ابو القاسم ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام عبد اللہ بن عبد المطلب، والدہ ماجدہ کا نام آمنہ بنت وہب بن عبد المناف ہے۔ آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔ دوسرے قول کے مطابق ۶۲ سال اور تیسرے قول کے مطابق ۶۶ سال ہے۔

آپ کی ولادت بروز جمعہ بوقت طلوع آفتاب ہوئی۔ اکثر کے قول کے مطابق آپ کی ولادت بروز پیر ۱۷ ربیع الاول لیکن اصح قول کے مطابق ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔ کعبہ مبارک میں مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و سلم نقشِ خاتم درج ہے۔ مدت خلافت ۲۳ سال درج ہے۔ آپ کا وصال ماہ صفر کے آخر سنہ ۱۱ ھجری میں ہوئی۔ لیکن اکثر کے نزدیک ربیع الاول شریف کی ۱۲ تاریخ میں وفات ہوئی۔ اس عرصے میں حضرت علیہ السلام نے زمانے کو آلائش سے پاک اور طبیعتِ انسان کو صاف کر دیا۔ قطعہ

بہر عرس پیشوای انبیاء * جان شیریں کر نثار نہ ہم روای
سیم وزر دنیاچہ باشد کان دریغ * می کنند از قبلہ ہر دوسرای

ترجمہ: انبیاء کے پیشوا کے عرس کیلئے جانِ شیریں نثار کرتے ہیں۔ دنیا کے سیم وزر ہر دوسرا کے قبلہ کیلئے بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔

آپ کا روضہ انور مدینہ صَانَہَا اللّٰہُ عَنِ الْآفَاتِ میں ہے۔ قطعہ

زہے گنج ہر دوسرای سپنج * کہ ازوی ذخیرہ کنند اولہای
چوں آں گنج موروثہ ہر ولی است * نہادند در مدفن انبیای

ترجمہ: ہر دوسرا کے خزانے کا مہمان کیا خوب ہے۔ کہ اول اس میں ذخیرہ کرتے ہیں۔ جب وہ گنج ہر ولی کا مورث ہوا۔ تو اسے مدفن انبیاء میں رکھا۔

اولاد اطہار میں سے طیب، طاہر، قاسم، فاطمہ، رقیہ، ام کلثوم اور زینب حضرت خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے ہیں۔ اور حضرت ابراھیم ماریہ قبطیہ مہدیہ قیصر روم کے بطن سے ہیں۔

﴿ امام الاول امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ﴾

آپ کے القاب مرتضٰی اور سید الفضی ہیں۔ اور کنیت ابو الحسین و ابو الحسن اور بو تراب ہے۔ ایک روز حضرت علیہ السلام اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ علی کو گھر میں نہ پاکر پوچھا کہ بیٹی علی کہاں ہیں؟ عرض کی ابا جان وہ کسی بات پر ناراض ہو کر باہر گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے انھیں تلاش کرنے کیلئے کچھ لوگوں کو بھیجا۔ لیکن نہ ملے۔ کافی تگ و دو کے بعد معلوم ہوا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ وہاں پہنچے۔ تو دیکھا کہ علی سو رہے ہیں۔ اور ان کے نیچے سے چادر ہٹ گئی تھی۔ اور کچھ مٹی ان کے جسم پر لگ گئی۔ حضور ﷺ وہاں پہنچ کر پیار سے فرمانے لگے قُمْ یَا اَبَا تُرَابٍ، قُمْ یَا اَبَا تُرَابٍ۔ اے ابو تراب اٹھو۔ اے ابو تراب اٹھو۔ قطعہ

زہے طینت پاک آں پاکیار * کہ دریا ختہ ہرچہ بودش درای

چو برآئینہ او غباری نداشت * غباری نمانده بکردون روای

ترجمہ: اس پاک یار کی پاک مٹی کیا خوب ہے۔ کہ ان میں ہر چیز کھینچی ہوئی ہے۔ جیسے ان کے آئینہ پر غبار نہیں تھا۔ بلکہ زمانے کا غبار ظاہر ہوا۔

ان دوش سے نبی کریم ﷺ نے خود غبار صاف کیا۔ اور انھیں لیکر گھر کی جانب چلے۔ اکثر اقوال کے مطابق ابو تراب کی وجہ تسمیہ یہی ہے۔ ابو طالب بن عبد المطلب اور عبد اللہ بن عبد المطلب ہر دو بھائی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد ابو طالب ہیں انکی والدہ فاطمہ بنت اسد اور اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ زمانۂ نبوت ﷺ اور زمانہ ولایت میں ان کی زندگی ۶۳ سال تھی۔ قطعہ

زہے فرقدان سپہر بلند * کہ تابند ہر دو چرخ ہدای

عجب تو امان زادہ انداز وجود * کہ خورشید و ماہ اند بہم برسمای

برادر بودند ہر یک پدر * کہ از ہم نبودند ہرگز جدای
دو شیریں پسر طرفہ خسرو پدر * دریں شکر ستان بانو نمای
یکے شد ابو الاولیاے جہاں * دگر شد بگیتی ابو الانبیای

ترجمہ: بلند آسمان کا فرقدان[1] کیا خوب ہیں۔ کہ اس سے ہدایت کا آسمان چمکتا ہے۔ اس کے وجود میں عجب برج ہے۔ کہ خورشید و ماہ باہم آسمان پر ہیں۔ ہر ایک کے پدر آپس میں بھائی ہیں۔ کہ ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہو سکتے۔ دو شیریں لڑکے خسرو پدر کے آنکھوں کے نقطے ہیں۔ اس میں تعریف ہی تعریف ہے۔ ان میں سے ایک زمانے میں ابو الانبیاء ہوئے۔ اور دوسرے جہاں میں ابو الاولیاء ہوئے۔

آپ کی ولادت جمعہ کے روز دوران طواف مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ کی تاریخِ ولادت ۱۰ رجب المرجب بعد از عام الفیل ہے۔ اَللّٰهُ الْحَقُّ الْمَلِكُ الْمُبِیْنُ (اللہ تعالیٰ جو حق ملک مبین ہے) نقشِ خاتم تھا۔ آپ کا قاتل عبد الرحمٰن ملجم مردانی عَلَیْہِ مَایَسْتَحِقُّہٗ ہے۔ آپ کا وصال شب جمعہ ۲۱ ماہِ رمضان المبارک سن ۴۰ ھجری میں ہوا۔ آپ کے جنازے کو اونٹ پر رکھ دیا گیا تھا۔ آخری مرتبہ نجف میں ظاہر ہوا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَلٰی غَرَائِبِہٖ (اللہ تعالیٰ اس کے غرائب کو زیادہ جانتا ہے) ان کی اولاد کا ذکر تتمہ میں کیا جائیگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

القاب: زہرا، طاہرہ اور بتول ہے۔ آپ کے والد ماجد اللہ کے

---

[1] قطب شمال کے وہ دو ستارے جو قطب کے پاس ہیں۔ اور اس کے گرد گھومتے رہتے ہیں۔ اور شام تا صبح ظاہر ہوتے ہیں۔ چھپتے نہیں۔ ۱۲ اشرفی۔

رسول ﷺ محمد بن عبد اللہ ہیں۔ مادر محترمہ حضرت خدیجہ بنت خویلد بن نوفل ہیں۔ آپ کی عمر شریف فقط ۲۳ سال تھی۔

﴾ امام الثانی حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ﴿

القاب: سبط النبی اور مجتبیٰ اور کنیت ابو محمد ہے۔ والد ماجد حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ عمر ۴۰ سال دوسری روایت کے مطابق ۴۶ سال تھی۔ آپ کی ولادت نصف رمضان کی شب سن ۳ھجری مدینۃ الحرام میں ہوئی۔ آپ کی انگوٹھی پر اَلْحَقُّ مُرٌّ (حق کڑوا ہے) دوسری روایت کے مطابق اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ (عزت اللہ کیلئے ہے) نقش تھا آپکی مدت خلافت فقط ۶ ماہ ہے۔ آپ کی شہادت زہر خورانی کے وجہ سے ہوئی۔ زہر آپ کی زوجہ اسما بنت اشعب نے دیا۔ اسی سبب سے آپ ۲۸، صفر المظفر سن ۵۰ ھجری میں وفات پاتے ہیں۔ بقیع مدینہ میں مدفون ہوئے۔

قطعہ

امام الامامان روئے زمین * کہ آں حسن حسن معنی نمای

چو پرسیدہ شد اسم سم دادہ را * نہاں کرد اسمائے زہر آزمای

ترجمہ: روئے زمین کے اماموں کے امام کو وہ حسن، حسن معنی نما ہوئے۔ جب زہر آپ کو دیا گیا تو آپ دنیا سے نہا ہو گئے۔

﴾ امام الثالث حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ﴿

لقب سبط النبی الشہید کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں۔ عمر شریف ۵۷ سال، آپ کی ولادت ۲۳ ماہ شعبان المعظم سن ۴ ھجری

میں ہوئی۔ بعض روایت میں ۲۸ شعبان المعظم بھی لکھا ہے۔ آپ کی انگوٹھی پر طَلَبُ الدُّنیا فِیْ تَعَبٍ (دنیا کی طلب میں رنج ہے) دوسرے روایت کے مطابق اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ (بے شک اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو پہنچانے والا ہے) نقش تھا۔ آپ کا قاتل یزید، شمر اور ذی الجوشن ہیں۔ آپ کی شہادت جمعہ کے دن ۱۰، محرم الحرام سن ۶۱ ھجری میں ہوئی آپ کی زیارت گاہ المشھد الکربلا میں ہے۔ قطعہ

امام شہیدان روئے زمین * کہ خورد آب تیغ شہادت فزای
عجب نیست کو قاتلہ خویش را * بخشد گناہ از برائے خدای

ترجمہ: روئے زمین کے شہیدوں کے امام کہ انھوں نے تیغ سے جام شہادت نوش فرمایا۔ عجب نہیں ہے کہ اپنے قاتلوں کو خدا کیلئے بخش دیں۔

﴿امام الرابع حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ﴾

کنیت ابو محمد، ابو الحسن اور ابو القاسم ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنھما اور والدہ ماجدہ شہر بانو بنت یزد جرد بن کسریٰ ہیں۔ عمر شریف ۵۷ سال تھی۔ ولادت نصف جمادی الاخریٰ سن ۴۰ ھجری مدینۃ الحرام میں ہوئی۔ اَلصَّبْرُ عِزٌّ (صبر بہت بڑی طاقت ہے) نقشِ خاتم تھا۔ ۳۴ سال منصب امامت پر فائز رہے۔ انھیں عبد الملک مروان نے زہر دیکر مارا۔ ان کی وفات ۱۸ محرم الحرام سن ۷۵ ھجری میں ہوئی۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ قطعہ

زہے زیب و زینت دہ عابدان * کہ نامد بروں یک قدم از رضای
ز پاتا کمر پار پیچیدہ بود * نہ پیچیدہ باخود بکار خدای

ترجمہ: عابدوں کے زیب و زینت کیا خوب ہیں کہ ایک قدم بھی اس

کی رضا کے بغیر نہیں اٹھاتے۔ پا سے کمر تک ٹکڑا لپیٹا ہوا ہے۔ یہ ٹکڑے خدا کیلئے لپیٹا ہے۔

﴿امام الخامس حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ﴾

لقب باقر' کنیت ابو جعفر' والد ماجد حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ فاطمہ بنت عبد اللہ بن حسن بن علی رضی اللہ عنھم ہیں۔ عمر شریف ۵۷ سال' ولادت باسعادت بروز جمعہ یکم رجب المرجب دوسری روایت کے مطابق ۳، صفر المظفر سن ۵۷ ھجری کو مدینۃ الحرام میں ہوئی۔ اَلْقُنُوْعُ غَنِيٌّ (قناعت غنا ہے) نقشِ خاتم تھا۔ آپ ۱۸ سال دوسری روایت کے مطابق ۱۷ سال تک منصب امامت پر فائز رہے۔ آپ کا وصال ۱۱، ذی الحجہ سن ۱۱۴ھجری میں ہوا۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ قطعہ

امام محمد صفت باقر آنکہ * نبی گفت محمود پیش از وجود
چو آمد بصحن سرای سپہ بخ * سپنج آمدہ ہرچہ او گفتہ بود

ترجمہ: نام امام محمد صفت باقر کہ جن کی پیدائش سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محمود فرمایا۔ جب سرای کے صحن میں تشریف لائے۔ تو ہر ایک نے کہا کہ مہمان آیا۔

﴿امام السادس جعفر الصادق رضی اللہ عنہ﴾

کنیت ابو عبد اللہ' والد ماجد امام محمد باقر اور والدہ ماجدہ فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنھم ہیں۔ آپ کی عمر شریف ۶۵ سال تھی۔ آپ سے علومِ غرائب و رسومِ عجائب ظاہر ہوئے۔ اس لئے آپ کو علی ثانی کہا جاتا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۰، ربیع الاول سن ۸۳ ھجری میں مدینۃ الحرام میں ہوئی۔

اَلْوَفَاءُ نَتِیجَۃُ الْکُبَرَاءِ (وفا اکابرین کا نتیجہ ہے) نقشِ خاتم تھا۔ امامت کے منصب پر ۳۴ سال تک فائز رہے۔ آپ کا وصال ۱۵، رجب المرجب سن ۱۴۸ ہجری میں ہوا۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ قطعہ

زہے آفتاب سپہر علوم * کہ چوں صبح صادق دمیدہ برای

زدو دہ زانوار زخورشید خود * ہمہ ظلمت از روے گیتی سرای

ترجمہ: آسمانِ علوم کا آفتاب کیا خوب ہے۔ کہ جب صبح صادق کو اپنے فوج، انوار اور خورشید سے طلوع کیا۔ زمانے کی تمام تاریکیوں کو دور کیا۔

امام السابع حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

القاب الکاظم اور العبد الصالح، کنیت ابو الحسن، ابو ابراھیم اور ابو علی، والد ماجد حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، والدہ ماجدہ حمیدہ بربریہ ہیں۔ عمر شریف ۵۵ سال تھی آپکی ولادت ۱۷، ماہ صفر خَتَمَ اللّٰہُ بِالْخَیْرِ وَالظَّفَرِ سن ۱۲۸ ھجری میں مکہ اور مدینہ کے درمیان ہوئی۔ مَنْ کَثُرَتْ مُلَازَمَتُہٗ دَامَتْ غَفْلَتُہٗ (جو اپنے کاموں میں زیادہ مصروف ہوگا۔ اس سے اتنی زیادہ غفلت ہوگی) نقشِ خاتم تھا۔ منصب امامت پر ۳۵ سال قائم رہے۔ خلیفہ ہارون رشید کے عہد میں ۲۵، رجب المرجب سن ۱۸۳ ھجری میں وفات پائی بغداد میں مدفون ہیں۔ قطعہ

امام اینان روئے زمین * فرو خورد ہرچہ آیدش از جفای

چناں زہر خوردہ زدست عدو * کہ شربت نخود دہ کسی از ولای

ترجمہ: روئے زمین کے اینان کے امام ظلم و جفا سے جو بھی ان کے پاس آئے۔ آپ اسے پی جاتے۔ دشمن کے دست سے زہر ایسے پی لیا۔ جیسے کہ ولا سے شربت پیتے ہیں۔

﴿ امام الثامن حضرت علی رضا رضی اللہ عنہ ﴾

لقب رضا علی، کنیت ابو الحسن اور ابو المحمد، والد ماجد حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ ام نجمیہ بنت ام التقی ہیں۔ عمر شریف ۵۵ سال تھی۔ آپ کی ولادت ۱۱ ذی القعدہ سن ۱۴۸ ھجری میں مدینۃ الحرام میں ہوئی۔ مَنْ رَفَضَ هَوَاهُ وَنَضٰی شَرَّ دُنْیَاهُ (جس نے اپنی خواہش چھوڑ دی اور اپنی دنیا کے شر کی نفی کی) نقشِ خاتم تھا۔ بیس سال منصب امامت پر قائم رہے۔ آپ کا وصال ماہ صفر کے آخر میں ہوا۔ دوسری روایت کے مطابق ۲۳ رمضان المبارک سن ۲۰۳ ھجری میں ہوا۔ خلیفہ مامون الرشید کے عہد میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مدفن طوس میں ہے۔ اور اسی طوس کو باعتبار حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے مشہد کہتے ہیں۔ قطعہ

زہے سرو باغ ولایت ثمر * کہ از کوثرش یافت آب وہوای
چناں سیب خوردہ زدست رقیب * کہ جان دادہ چوں سیب بہر خدای

ترجمہ: ولایتِ ثمر کے سرو باغ کیا خوب ہیں کہ ان کے کوثر سے آب و ہوا پایا۔ رقیب کے دست سے ایسا سیب کھایا کہ خدا کیلئے جان دے دی۔

﴿ امام التاسع حضرت محمد تقی رضی اللہ عنہ ﴾

القاب تقی، جواد، مرتضٰی اور منجی، کنیت ابو جعفر الثانی، والد ماجد حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ ام سکینہ ہیں۔ عمر شریف ۲۵ سال تھی۔ آپ کی ولادت سعادت شب جمعہ ۱۵ رمضان المبارک سن ۱۹۵ ھجری میں مدینۃ الحرام میں ہوئی۔ مَنْ كَثُرَتْ شَهْوَاتُهٗ دَامَتْ جِرَايَتُهٗ (جو اپنی شہوات کو بڑھائیگا وہ ہمیشہ جرم میں مبتلا رہے گا) نقشِ خاتم تھا۔ منصبِ امامت پر ۱۷ سال

تک فائز رہے۔ خلیفہ معتصم باللہ نے امام کو زہر دیا۔ وفات آخر ماہ ذی القعدہ سن ۲۲۰ ھجری میں ہوئی۔ بغداد میں حضرت موسی کاظم رضی اللہ عنہ کے قریب مدفن ہے۔ قطعہ

امام زمین و ہمام زماں * کہ خورشید بود از سپہر ہدای
جہاں درگرفت از ولایت چومہر * درآمد چو خورشید آخر بپای

ترجمہ: امام زمین و ہمام زماں کہ ہدا کے آسمان کے خورشید تھے۔ جہاں کو مہر جیسی ولایت سے گرفت گیا۔ آخر میں خورشید کی طرح آئے۔

﴿امام العاشر حضرت امام تقی رضی اللہ عنہ﴾

القاب النقی العالم الامین الطیب' کنیت ابو الحسن الثانی' والد ماجد حضرت محمد تقی رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ حضرت ام ولد ہمایہ ہیں۔ عمر شریف ۴۱ سال تھی۔ آپ کی ولادت ۱۵ ذی الحجہ سن ۲۱۴ ھجری میں مدینۃ الحرام میں ہوئی۔ مَنْ اعطیٰ ھَوَاہُ بَلَغَ مُنَاہُ (جو اپنے خواہش کو عطا کرے وہ اپنے مقاصد کو پہنچے گا) نقشِ خاتم تھا۔ آپ منصب امامت پر ۳۳ سال فائز رہے۔ خلیفہ المتوکل نے آپ کو زہر دیکر مارا۔ آپ کی وفات ماہ رجب المرجب سن ۲۵۴ ھجری کو سامرہ میں ہوئی۔ قطعہ

امام زماں قدوۃ روزگار * کہ بودہ بروی زمین مقتدای
جہاں بی روشن بود در ہر امور * جہاں چوں بردپی چو شد پیشوای

ترجمہ: امام زماں' قدوۂ روزگار کہ ان پر زمین مقتدا ہے۔ جہاں ہر امور میں بے روشن ہوا۔ جب جہاں سے وہ پیشوا پوشیدہ ہوا۔

﴿امام حادی عشر حضرت عسکری رضی اللہ عنہ﴾

القاب ہادی، سراج الزکی عسکری، کنیت ابو محمد، والد ماجد حضرت علی نقی رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ ام ولد سوسن ہیں۔ عمر شریف ۲۹ سال دوسری روایت کے مطابق ۲۸ سال تھی۔ آپ کی ولادت ۱۷ ربیع الاخر سن ۲۳۱ ھجری میں مدینۃ الحرام میں ہوئی۔ مَنۡ لَاَنَتۡ کَلِمَۃٌ وَجَبَتۡ مَحَبَّتُہٗ (جو کلمہ پڑھے اس پر اس کی محبت واجب ہے) نقشِ خاتم تھا۔ خلیفہ معتمد نے آپ کو زہر دیکر مارا۔ آپ کی وفات ۸ ربیع الاول سن ۲۶۰ ھجری کو سامرہ میں ہوئی۔ اور آپ کو وہیں دفن کیا گیا۔ قطعہ

امام زمانہ حسن عسکری * سپہدار شد از سپاہ ہدای
جہانرا گرفتہ بشمشیر دین * کہ شمشیر داشت گیتی کشای

ترجمہ : امام زمانہ حضرت حسن عسکری ہدا کے سپاہ کے سپہ سالار ہوئے۔ جہاں کو دین کے شمشیر سے پکڑا۔ کہ شمشیر نے زمانے کو کھول دیا۔

امام ثانی عشر محمد مہدی رضی اللہ عنہ

القاب الحجہ القائم الھادی المھدی صاحب الزمان، کنیت ابو القاسم ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ کا نام نرجس بنت قیصر روم ہے۔ ان کی عمر کے بارے میں اہل تشیع کہتے ہیں کہ نو سو سال ہو گی۔ لیکن اربابِ اہل سنت و جماعت کے نزدیک ان کی عمر ۶۰ اور ۷۰ کے درمیان ہے۔ اور یہی اصح ہے۔ آپ کی ولادت ۱۵ شعبان المعظم کو ہوئی۔ نقشِ خاتم اَلۡعِلۡمُ عِنۡدَ اللّٰہِ (علم اللہ تعالی کے پاس ہے) شیعہ مذہب کے مطابق حضرت امام مہدی مخفی ہیں۔ اپنے وقت میں ظاہر ہونگے۔ اور مہدی موعود ہونگے۔ لیکن ہمارے[1] (حضرت سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ)

---

[1] اہل سنت و جماعت کے یہاں امام مہدی سے متعلق (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ حاشیہ)

وہی نظریہ ہے۔ جسے حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے مکتوب میں بیان کیا ہے۔ شیعہ نظریہ کا جواب اہل سنت کئی طرق سے دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ امام کا مخفی ہونا اور معدوم ہونا۔ اغراضِ مطلوبہ کے عدمِ حصول میں برابر ہے۔ اعداء سے خوف باعثِ اختفاء نہیں ہے۔ بلکہ ان کی شان کے مطابق تو یہ ہے کہ ظاہر رہتے ہوئے اپنے آباد اجداد کے طریقے کو اپناتے ہوئے۔ ان کے سامنے مثل حضرت حسین رضی اللہ عنہ سینہ سپر ہو جائیں۔ شیعہ برادری کا کہنا ہے کہ خلفائے عباسیہ کے ظلم و ستم کے خوف سے امام مہدی پوشیدہ ہوگئے۔ اسکا آسان جواب یہ ہے کہ اب تو ان کا دور نہیں ہے۔ بلکہ آج سادات کرام کے ماننے والے کثرت سے ہیں اسلئے انکے عقیدے کے مطابق اب انھیں ظاہر ہو جانا چاہئے۔

﴿امام مہدی کے بارے میں مذاہب﴾

پہلا مذہب : امامیہ فرقہ کا ہے۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ امام مہدی مخفی ہیں اور آپ مہدی مدعو ہیں۔ لیکن ان کے والد کا نام عبداللہ نہیں ہے۔

دوسرا مذہب : ان گروہ کا کہنا ہے کہ مہدی کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضرت حسن عسکری کے بعد کوئی امام نہیں ہے۔

تیسرا مذہب : ان گروہ کا کہنا ہے۔ کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ چنانچہ علامہ علاو الدؤلہ سمنانی نے "عروۃ الوثقیٰ" کتاب میں اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

چوتھا مذہب : مکاشفین میں سے بعض اہل سنت کہتے ہیں۔ کہ وہ اب تک زندہ ہیں۔ اس مذہب اور امامیہ کے مذہب میں فرق یہ ہے کہ حالتِ اختفاء میں بھی امام وہی ہیں۔ اور کوئی خلیفہ بنے گا تو خلافت باطل ہے۔ جبکہ اس گروہ کا کہنا ہے کہ حالتِ اختفاء میں دوسرا منصبِ امام کے فرائض سرانجام دے سکتا ہے۔ اور اس کی خلافت درست ہوگی۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ امامیہ کے نزدیک ان کے والد کا نام عبداللہ نہیں ہے۔ جبکہ اس گروہ کے نزدیک ان کے والد کا نام عبداللہ ہے۔

﴿امام مہدی کس نسب سے ہونگے ؟﴾

خروجِ امام مہدی کے بارے میں احادیث کریمہ تواتر کے ساتھ موجود ہیں۔ بلکہ بعض علماء نے تو اس کے متعلق مستقل کتاب تالیف فرمائی ہے۔ میں ان سب کی تلخیص پیش کرتا ہوں۔ جس سے سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

پہلا مذہب : امام مہدی اہل بیت نبی ﷺ سے ہونگے۔ روئے زمین کو عدم وانصاف سے بھر دینگے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی ملاقات ہوگی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

کے نزدیک آپ مدفون ہیں۔ مہدی موعود اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کوئی اور مولود ہونگے۔ ان شرائط کے ساتھ جو اہل سنت و جماعت کی کتابوں میں مسطور ہیں۔ اور ان کے آثار ان کے حلیہ سے اسوقت ظاہر ہونگے۔ کہ بدایت ظہور ہی سے کرامات ظاہر ہونگے۔ حضرت امام مہدی کی وفات کے بعد سے اولاد سبطین و احفاد حبیبین میں سے ہر ایک نے دنیا کی بادشاہی سے کنارہ کشی اختیار کری۔ چنانچہ مسلمانوں اور کافروں میں سے چار[1] ایسے بادشاہ گذرے ہیں کہ جنھوں نے پورے روئے زمین پر بادشاہت کی۔ اور پانچویں امام مہدی ہونگے۔ قطعہ

چو مراۃ گیتی بود زنگ دار * کہ نبود بہم ہیچ صورت نمای
ہویدا بود صیقل احمدی * ز آئینہ گردد کدورت زدای
چناں روے آئینہ صافی شود * کہ پیدا نماید عذار ہدای
ہمہ روے گیتی سراسر زمین * گرفتند آں چار کشور کشای

(بقیہ حاشیہ) دوسرا مذہب: امام مہد' محمد بن عبد اللہ المنصور ثالث الخلفاء العباسیہ یا عمر بن عبد العزیز الاموی یا محمد بن حنفیہ میں سے ہونگے۔ یہ عقیدہ باطل ہے۔ اس لئے کہ حدیث کے مخالف ہے۔

تیسرا مذہب: امام مہدی' عیسی بن مریم ہیں۔ وہ اس حدیث سے دلیل قائم کرتے ہیں کہ لا مھدی الا عیسی بن مریم۔ لیکن اس حدیث سے بحث صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس میں سنداً اور لفظاً دونوں طرح قیل و قال ہے۔

چوتھا مذہب: امام مہدی اولاد حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے ہونگے۔

ان تمام مذاہب میں سے پہلا مذہب راجح ہے۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے ابو داؤد شریف میں حدیث موجود ہے۔ جو اس جانب اشارہ کرتی ہے۔ واللّٰہُ اعلم بالصواب. ۱۲ اِشرفی.

[1] ان چار بادشاہوں میں سے دو مسلمان تھے۔ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام اور سکندر اعظم۔ اور دو کافر تھا۔ یعنی نمرود اور بخت نصر۔ ۱۲ اِشرفی۔

طرفدار پنجم بود حیدری * کہ مہدیش گویند احمد بنای

پس از دور صاحب زمان زاداد * بنوبت بگیرند گیتی سرای

الہی بخورشید چرخ ظہور * منورکن انجم انبیای

ہماں چار یاران سیارہ سیر * کہ دارند بر روئے گیتی سہای

باں دو از دہ برج انجم فروز * ہماں چار دہ ماہ عصمت کرای

بمشکات گیتی چراغ فروز * کہ باشد چو خورشید تاباں بجای

ترجمہ : جب زمانے کا آئینہ زنگ دار ہوا۔ کہ ان میں کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ تو صیقلِ احمدی سے اس آئینہ کے زنگ کو صاف کیا۔ پھر وہ آئینہ ایسا صاف ہوا۔ کہ اس میں ہدایت کا رخسار ظاہر ہوا۔ تمام روئے زمین کو ان چار نے بادشاہت کیلیئے فتح کیا۔ ان میں پانچواں حضرت امام مہدی ہونگے۔ پس صاحب زمان جہاں کے سرای میں آنے کیلیئے اپنی باری پکڑینگے۔ الہی ظہور کے آسمان کے خورشید سے انجمِ انبیاء کو منور فرما۔ وہ سب چار یار سیارہ سیر کے زمانے کو سہارا دیتے ہیں۔ ان سے بارہ برج انجم روشن ہیں۔ ہماں چودہ ماہ پوشیدہ رہی۔ ان کی مشکاۃ سے زمانے کا چراغ روشن ہے۔ کہ جیسے خورشید روشن ہے۔

۶۳واں مکتوب

(عَلم و طبل کا بیان)

برادر اعز الاحباب شیخ اصیل الدین دردمندانہ و صفائے محبانہ درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ اے برادر اصحابِ ارشاد و اربابِ سداد کی قسمیں ہیں۔ کچھ صاحبِ سلسلہ و صاحبِ خانقاہ کہ مریدانِ روزگار و طالبانِ دیار اس جگہ میں اجتماع فرماتے ہیں۔ اور طالبانِ حق و مستفیدانِ مطلق کچھ بدایتِ سلوک سے اور کچھ مقدمہ کار سے انجام مستفید کرتے ہیں۔ دوسرا گروہ گوشہ نشیانِ کلبۂ فقر و قناعت ہے۔ اور اسی دستورِ راہ پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ معتکفان کسر و زراعت ہیں۔ اور اسی طریقِ کار پر رہتے ہیں۔ زمرہ اول اگر طبل و علم اٹھائین۔ اور ارتحالِ قوافل کو بجائیں تو تجویز فرماتے ہیں۔ کہ سلاطینِ صورت و خوانینِ سورت طبل و علم بجائیں۔ اور فقرائے روزگار و غربائے دیار سلاطین آخرت کا معنی رکھتے ہیں۔ کَمَا قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فُقَرَاءُ اُمَّتِیْ مُلُوْكُ الْجَنَّةِ۔ ترجمہ: ”جیساکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے فقرا جنت کے ملوک ہیں“ پس اگر یہ وظائف دولتِ باقی و شوکت راقی پر مفاخرہ کریں۔ تو جائز ہے اور ان کیلئے سزاوار ہے۔ کیونکہ یہ سب آخرت کے سلاطین ہیں۔ مثنویات

اگر پادشاہان روے زمین * کہ ھستند بر تخت فانی مکین
برآرند رایت نوازند کوس * بنازند بر کاروبار افسوس
چرا پادشاہان تخت بقای * نازند بر جاودانی سرای
برآرند علم تا بفیر و زہ کوس * نوازند نقارہ چو شاہ عروس

بنو عی کہ در روے گیتی صدای * رسد صیت کوس ولایت نمای
اشرف از عنایت امیران دہر * چو دریافت زانہا امیرانہ بہر
زند کوس چو چرخ فیروزہ رنگ * بپا رایت کہکشاں راپچنگ
ازیں رایت و کوس ہر دو سرای * نوازید و بر کرد بہر خدای
کسے راکہ در راہ گیتی سرای * چنیں کوس ورایت درآمد بپای
شود بادشاہ ولایت نشیں * سر سروراں ہدایت گزیں
چہ دانی کہ ایں کوس ورایت بپای * ہمیں کوس ورایت برای زدانی
علم رایت غوث آمد چو کوس * صدا برآورد تا روم روس

ترجمہ : روئے زمین کے وہ بادشاہان جو تختِ فانی پر مکین ہوں۔ اگر وہ عَلم[۱] بلند کر سکتے ہیں اور طبل بجا سکتے ہیں۔ تو اولیائے کرام جو تختِ بقا کے شاہان اور جاودانی سرای پر رونق افروز ہوں۔ وہ عَلم کیوں نہیں بلند کر سکتے ہیں۔ اور طبل کیوں نہیں بجا سکتے ہیں۔ زمانے کے چہرے میں اولیائے کرام کی وصیت صدائے کوس کی طرح پہنچتی ہے۔ اشرف نے امیرانِ دہر کی عنایت سے جب امیرانہ کیلئے انسے حاصل کیا۔ تو فیروزہ رنگ آسمان کی طرح طبل بجاتا ہے۔ علم کے قدم سے کہکشاں کو دست میں لیا۔ اس رایت وکوس کو خدا کیلئے ہر دو سرا میں بجاتے ہیں۔

---

[۱] ۔ عَلم سے مراد ملکِ تجرید میں سلوک کا جھنڈا ہے۔ عَلم رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ اور مجاہدین اسلام کا طریقہ ہے۔ جب شاہان دنیا اپنی حشمت اور دعوی ملکیت کیلئے عَلم نصب کر سکتے ہیں۔ تو فقرائے امتی جو آخرت کے سلاطین ہیں وہ کیوں نہیں نصب کر سکتے ہیں۔

طبل کی دو قسمیں ہیں۔

1 : وہ جو لہو ولعب کیلئے بجایا جاتا ہے۔ لہو ولعب حرام ہے۔ اس لئے یہ طبل بھی حرام ہے۔

2 : لڑائی کے وقت یا فوج کے کوچ کے وقت بجایا جاتا ہے۔ یہ طبل مشروع ہے۔ ۱۲ اشرفی۔

جسکے لئے زمانے کی راہ میں ایسا علم اور طبل ظاہر ہو۔ تو وہ بادشاہ ولایت نشیں اور سر سروراں ہدایت گزیں ہوگا۔ اس علم و طبل کی حقیقت کو تو کیا جانتا ہے۔ اسی طبل و علم کو جاودانی کیلئے کر۔ غوث کا جھنڈا آیا۔ جب روم و روس سے طبل کی صدا آئی۔

اگر اصحابِ شریعت و اربابِ ذریعت روایتِ فقہ دیکھنا چاہیں تو انھیں چاہیئے کہ فرزند اعز نظام الدین کے لطائف[1] (اشرفی) کا مطالعہ کریں۔ کیونکہ انھوں نے روایتِ فقہ کو نقل کیا ہے۔ قطعہ

اے برادر کار باید کرد گار * تا برآمد کار در ہر دو سرای
معدن دل تانہ از جان برکنی * کی برآید لعل سر بے بہای
تانہ در دریای دل سر بر نہی * کی برآمد در و گوہر از ہوای
کوس ورایت برزدن در روز گار * نیست چندیں نیک گردانی برای
بادشاہان سر پر اقتدار * بر دو گونند در سرای ہزرہ رای
صاحب تجرید ہستند زمرہ * زمرہ سر سلسلہ صاحب نوای
ہر دو درکارند در راہ قدیر * این و آں سرمی کنند راہ ہدای
اشرف از ہر دو سر راہ دراز * بہرہ دارد بلطف رہنمای
گر تراہم زہرہ ہست اے حریف * ہمچو من در راہ نہ مردانہ پای
تا چو خورشید سپہر زر فشاں * صد جہاں گیری ایں گیتی سرای

ترجمہ : اے برادر اللہ تعالیٰ کیلئے کام کرنا چاہیئے تاکہ ہر دو سرا میں کام بر آئے۔ جان سے معدن دل تو رکھ تاکہ لعل سر بے بہا ظاہر ہو جائے۔ یہاں تک

---

[1] علم و طبل کی مزید بحث کیلئے لطائف اشرفی کا ۵۱واں لطیفہ ملاحظہ فرمائیں۔

کہ تو دریائے دل میں سر رکھے۔ کہ ہوا سے در و گوہر ظاہر ہو جائے۔ زمانے میں علم و طبل بجا۔ اس طرح کہ نیک کیلئے نہیں ہے۔ اقتدار کے سریر کے بادشاہان کی دو قسمیں ہیں۔ سرائے میں ہر زہ رائی اور صاحب تجرید ہیں۔ دوم زمرہ ہر سلسلہ صاحبِ نوا ہیں ہر دو قدیر کی راہ میں کام کرتے ہیں۔ راہ ہدایت کیلئے ایں وآں سر کرتے ہیں۔ اشرف ہر دو سرا کی راہ سے لطفِ رہنمائی کے سبب بہرہ مند ہے۔ اگر تجھے بھی اے حریف زہرہ چاہیئے۔ تو اسی طرح راہ میں مردانہ قدم رکھ۔ یہاں تک کہ زرِ فشاں آسمان کے خورشید سے اس جہاں میں تو سو جہاں پکڑنے والا ہو جائے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی.

۶۴ واں مکتوب

(عشرہ مبشرہ کا بیان)

برادر اعز الاحباب شیخ عزیز اللہ سلام و دعائے مشتاقانہ و پیام و ثنائے محبانہ درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ اے برادر آپ کا نامہ اشرفِ اوقات و الطفِ ساعات میں مجھ تک پہنچا۔ عشرہ مبشرہ سے متعلق استفسار پر مشتمل ہے۔ اس مکتوب میں حشو و تطویل سے گریز کرتے ہوئے۔ ایجاز و اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہے۔ آں برادر کو جاننا چاہیئے کہ یہ وہ دس گروہِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین ہیں۔ کہ جنھیں حضرت مبشرِ علیہ السلام نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت عطا فرمادی۔

مبشر اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

اسم شریف عبد اللہ' لقب صدیق' کنیت ابو بکر اور والد ماجد کا نام ابو قحافہ عثمان بن عامر تھا۔ پانچ پشتوں سے حضرت علیہ السلام کے نسب سے جا ملتے ہیں۔ نبی کریم علیہ السلام کے وصال کے بعد تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کی اتفاقِ رائے سے آپ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے۔ اسی نسبت کی وجہ سے آپ کو خلیفۃ الرسول بلا فصل کہتے ہیں۔ آپ کی ولادت عام الفیل کے دو سال چار ماہ بعد ہوئی۔ وفات پیر کے دن دوسری روایت کے مطابق منگل کے روز ۲۲ یا ۲۳ جمادی الاخریٰ سن ۱۳ ھجری میں مدینۃ الحرام میں ہوئی۔ پہلوئے حبیب علیہ السلام میں مدفون ہوئے۔ عمر شریف ۶۳ سال دوسری روایت کے مطابق ۶۵ سال تھی۔ مدت خلافت ۲ سال ۳ ماہ ہے۔

مبشر ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ

اسم شریف عمر، لقب فاروق اعظم، کنیت ابو حفص اور والد ماجد کا نام خطاب تھا۔ نو پشتوں سے حضرت علیہ السلام کے نسب سے جا ملتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد آپ مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ آپ نبوت کے آٹھویں سال مشرف باسلام ہوئے۔ ابو لؤلؤ فیروز نامی شخص نے آپ پر خنجر کا وار کیا۔ اس وار کے تین دن کے بعد آپ نے جامِ شہادت نوش فرمالی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ طیبہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے پہلوئے صدیق اکبر میں مدفون ہوئے۔ آپ کی وفات یکم محرم الحرام سن ۲۳ ھجری میں ہوئی۔ عمر شریف ۶۳ سال دوسری روایت کے مطابق ۵۴ سال تیسری روایت کے مطابق ۵۸ سال تھی مدت خلافت ۱۰ سال ۶ ماہ ہے۔

مبشر ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

اسم شریف عثمان، لقب ذوالنورین، کنیت ابو عمرو یا ابو عبد اللہ اور والد ماجد کا نام عفان تھا۔ آپ کا نسب عبد مناف سے حضور علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے۔ دورانِ تلاوت روان بن سرخان نے آپ کو شہید کیا۔ جنت البقیع میں آپ مدفون ہیں۔ آپ کی وفات سن ۳۵ ہجری میں ہوئی۔ عمر مبارک ۹۰ سال تھی۔ مدت خلافت ۱۲ سال ہے۔

مبشر رابع حضرت علی رضی اللہ عنہ

اسم شریف علی، لقب مرتضیٰ، کنیت ابو الحسن و ابو الحسین و ابو تراب اور

والد ماجد کا نام ابو طالب تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد آپ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ عبد الرحمٰن ملجم مروانی نے آپ کو شہید کیا۔ آپ کا وصال ۲۱ رمضان المبارک سن ۴۰ ہجری میں ہوا۔ عمر مبارک اصح قول کے مطابق ۶۳ سال تھی۔ مدتِ خلافت ۴ سال ۹ ماہ ہے۔

﴿ مبشر خامس حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ﴾

غزوہ احد میں جب کافروں کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی طرف تیر آ رہے تھے۔ تو جانثاروں میں سے ایک حضرت طلحہ بھی تھے۔ یہاں تک کہ ۸۰ اور کچھ زخم آپ کے جسم پر آئے تھے۔ نبی کریم ﷺ ان کے جسم پر ہاتھ پھیرتے جاتے اور فرماتے اَوجَبَ طَلحَۃَ اَیْ اَلجَنَّۃُ یعنی طلحہ بن عبید اللہ پر جنت واجب ہو گئی۔ آپ قریش کے معزز سردار تھے۔ آپ کا نسب نبی کریم ﷺ سے کعب بن لوی سے جا ملتا ہے۔

﴿ مبشر سادس حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ﴾

آپ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے برادر زادہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے داماد تھے۔ آپ کی ولادت واقعہ فیل کے ۱۵ ویں سال ہوئی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے مشرف باسلام ہوئے۔ آپ کی وفات ۵۷ دوسری روایت کے مطابق ۵۸ ہجری میں ہوئی۔ جنت البقیع میں آپ کا مدفن ہے۔

﴿ مبشر سابع حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ﴾

آپ واقعہ فیل کے دوسرے سال پیدا ہوئے۔ اور نبوت کے تیسرے

سال مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آپ داماد تھے۔ آپ کا شمار اکابر قریش میں ہوتا ہے۔ وفات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سن ۳۲ ہجری میں ہوئی۔ آپ کی عمر شریف ۷۷ سال دوسری روایت کے مطابق ۸۷ سال تھی۔

﴿ مبشر ثامن حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ ﴾

آپ کی ولادت واقعہ فیل کے ۸ویں سال ہوئی۔ آپ کا شمار سرداران قریش میں ہوتا ہے۔ ۱۷ سال کی عمر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسی روز یا دوسرے روز ایمان لائے۔ آپ کی وفات سن ۵۴ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورے خلافت میں ہوئی۔ عمر مبارک ۸۰ سال تھی۔ آپ کا مدفن مدینۃ الحرام میں ہے۔

﴿ مبشر تاسع حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ ﴾

آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے۔ قریش کے نہایت محبوب ترین فرد تھے۔ اس کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ آپ کے عقد میں آئیں۔ آپ نوجوانی کے عالم ہی میں مشرف باسلام ہوئے۔ آپ کی وفات سن ۵۱ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔ آپ کی عمر مبارک ۸۰ سال تھی۔ آپ کا مدفن مدینۃ الحرام میں ہے۔

﴿ مبشر عاشر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ﴾

اسم شریف عام ہے۔ آپ کی ولادت واقعہ فیل کے ۱۳ ویں سال ہوئی۔ آپ قریش کے سرداروں میں سے ہیں۔ ۲۸ سال کی عمر میں اسلام کی

دولت سے بہرہ مند ہوئے۔ آپ کی وفات کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ سن ۱۸ ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ملک شام میں طاعون کا مرض پھیل گیا یہ اول مرضِ طاعون ہے جو اہل اسلام کو پیش آیا۔ اس مرض میں تقریباً ۲۵ ہزار صحابہ و تابعین شہید ہوئے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ممبر شریف پر چڑھ کر اس کے متعلق ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور کہا کہ بے شک یہ مرضِ طاعون اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رحمت ہے۔ اور پیغمبران اسلام کی دعا کا نتیجہ ہے۔ میں (ابو عبیدہ) صدق نیت سے اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرتا ہوں۔ کہ میری روح بھی اسی سبب سے اعلیٰ علیین میں پہنچے۔ چنانچہ آپ یہ خطبہ اور دعا کر کے ممبر شریف سے نیچے اترے۔ تو اسی دن طاعون میں مبتلا ہو کر دارالفنا کو ہمیشہ کیلئے خیر وباد کہہ دیا۔ آپ کا مدفن حمص میں ہے۔ قطعہ

زہے خورشید معنی ماہ صورت * کہ تاباں ہمچو انجم در سحاب است

بہ بیں رخسار معنی را بمراۃ * کہ در صورت نہاں آں آفتاب است

ترجمہ: ماہِ صورت کے معنی کا خورشید کیا خوب ہے۔ کہ اس سے آسمان کے تمام ستارے روشن ہیں۔ معنی کے رخسار کو مراۃ سے تو دیکھ۔ کہ اس صورت میں آفتاب نہاں ہے۔

حق تعالیٰ عشرہ مبشرہ کے صدقے ہم سب کو جنت میں اعلیٰ و ارفع مقام عطا فرمائیں (آمین) بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاٰلِہِ الْاَمْجَادِ الْکِرَام۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

۶۵واں مکتوب

(ذکر ثلاثی قلندریہ اور ترقی بعد الموت کابیان)

برادر اعزالاصحاب شیخ جمیل الدین سلام و دعا ذوق انگیز کلام و ثنائے شوق آمیز درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔آں برادر نے جو کچھ اذکار مختلف المشارب و اسرار مختلف المذاہب کی فرمائش کی ہے۔بنابر ارادۂ برادرانہ و تقاضائے مستفیدانہ درج ہے۔اذکار و افکار معمولہ خاندانِ چشتیہ اور آثار و اطوار محصولہ خاندانِ نیک سرشتیہ کے عمل میں رہاہے۔قطعہ

گرچہ در ہر دیار از ہر باغ * آید انا دانہ دانہ برای
لیک انار باغ سمنان را * لذتی دیگر است از ہر جای

ترجمہ: اگرچہ ہر دیار میں ہر باغ سے انار دانہ' دانہ کیلئے آتا ہے۔لیکن سمنان کے باغ کاانار ہر جگہ لذت دیگر رکھتا ہے۔

اس درویش نے ربع مسکون روئے زمین و ربع مشحون صحرا کا بہت زیادہ سیر کیا ہوا ہے۔بلکہ ایک مرتبہ علی ثانی حضرت میر سید علی ہمدانی کی ملازمت میں ہر چار گوشہ روئے زمین اماثر واکابر یسار و یمین کو دیکھا ہے۔اور ہر باغ سے کلی چنی ہے۔قطعہ

بہر بوستان ولایت ز دہر * کہ دارند رنگین گل و لآلھای
زہر باغ و ہر باغبان گل و ثمر * نچیدہ گل و خورد از میو ہای

ترجمہ: بوستانِ ولایت کیلئے دہر سے کہ رنگین گل اور لآل رکھتے ہیں۔ ہر باغبان چیدہ گل و ثمر رکھتا ہے۔اور خورد میوہ رکھتا ہے۔

اور لیکن گلہائے چشتیہ کے رنگ اور میوہائے گلستانِ علائیہ میں نہ چیدہ ہے اور نہ خوردہ۔ قطعہ

نچیدہ چو گل از گلستان دین * کہ خیزد ز فردوس رنگین نمای
بہشت آمدہ چشت جاوید گل * کہ شد بوستان ولایت نمای

ترجمہ: گلستانِ دین سے نہ چیدہ گل کی طرح کہ فردوس سے رنگین نما کھڑا ہوتا ہے۔ جاوید گل کا چشت بہشت سے آیا ہے۔ کہ بوستان ولایت نما ہوا۔

اے برادر جب یہ درویش شیخ حدادی کی خدمت میں تھا۔ تو بعض اذکار موضوعہ اپنے خاندان کا ان کے درمیان رکھا۔ الحاصل چند روز ایک دوسرے سے استفادہ کرتے رہے۔ اس موقع پر جو ان سے دریافت ہوا۔ وہ یہ ہے کہ

تقدیمِ ماضی مستقبلِ قبلہ ہو کر بیٹھے اور رفعِ حجاب کا تصور کرے۔ بعدہ اسمِ جلالت (اللہ) کا ہمزہ، لام کو مد کے ساتھ پست آواز میں زیرِ ناف تھوڑی قوت کے ساتھ جنبش دیتے ہوئے سر اٹھائے۔ اور سیدھی جانب لے جائے۔ اسمِ جلالت کے ہاء کو نہایت عمدگی سے کہے۔ اور جب ہائے اللہ کو تمام کرے۔ تو زبان سے بصیر کو دل میں تمام کرے۔ اسی طرح اسم سمیع و علیم کو بھی۔ اور اس اسم صفت کو ملاحظہ میں لائے۔ اور ان تین اسماء کو امہاتِ ملاحظہ گردانے۔ تمام ملاحظہ ۹۹ ہیں۔ مرشد جس

ترتیب سے فرمائیں۔ اسی طرح ملاحظہ کی ملازمت
کرے۔ اسکے نتائج کے بارے میں صاحب ارشاد
فرماتے ہیں کہ زیادہ یا کم ضرور ظاہر ہونگے۔ صورتِ
مرشد کا تصور برابر کرتا رہے۔ امہات یہ ہیں۔

ا، ب، ص، م، ت، ش، م، د ہیں۔
الف : اس کا اشارہ اسم ذات یعنی اللہ کی طرف ہے۔
ب : برزخ سے عبارت ہے۔
ص : اس سے اشارہ اسم صفات یعنی سمیع، بصیر علیم کی طرف ہے۔
م : ملاحظہ سے عبارت ہے۔
ت : تحت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ زیر ناف جنبش ہو۔
ش : اس سے مراد شدت کشد ہے۔
م : میم ثانی سے مراد مد ہے۔ کہ چند الف کی مقدار کھینچے۔
د : مَرَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ فِیْ کُلِّ نَفَسٍ (ہر سانس میں ایک مرتبہ)
اخوات بارہ حروف مقطعات ہیں۔ ق، و، ح، ق، ط، ب، ع، ر، ن، ھ، ب، ب
ق : اس سے مراد "قادر" ہے۔
و : اس سے مراد "واحد" ہے۔
ح : اس سے مراد "حی" ہے۔
ق : "قیُّوم" مراد ہے۔
ط : "طَاہِر" مراد ہے۔

ب : بَاطِنٌ مراد ہے۔

ع : عَلِیٌّ مراد ہے۔

ر : اس سے مراد رَءُ وفٌ ہے۔

ن : اس سے مراد نُورٌ ہے۔

ھ : اس سے مراد ھَادِیٌّ ہے۔

ب : بَدِیعٌ مراد ہے۔

ب : بَاقِیٌّ مراد ہے۔

عروج یہ ہے کہ بالا سے قادر ہو۔ اور نیچے کیجانب جائے۔باقی ملفوظات یہ ہیں۔
ی، ع، م، ع، ع، ی، ک، ع، ر، ق، ب، ل، ف، ک، م، ن، و۔

یعنی اَلعَلِیُّ الاَعْلٰی، اَلعَلِیْمُ الاَعْلَمُ، اَلْکَبِیْرُ
الاَکْبَرُ، اَلْقَرِیْبُ الاَقْرَبُ، اللَّطِیْفُ الاَلْطَفُ،
اَلْکَرِیْمُ الاَکْرَمُ، اَلنُّوْرُ الاَنْوَرُ.

محابہ کبریہ ہے کہ سانس کو شدت تمام کے ساتھ گرفت کرے۔(ذکر قلندریہ مجمل طور پر مکتوب ۳۸ میں مذکور ہو چکا ہے) اب میں پاسِ رعایتِ خاطر بیان کرتا ہوں۔ اور اس کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم ثلاثی : ابتدائے حال میں مجرد ثلاثی یعنی بغیر گنبد کے کرے۔ جب اس میں کامل ہو جائے تو پھر گنبد کے ساتھ کرے۔ جب اس ذکر کو شروع کرے تو سر نیچے کر کے قبلہ رخ بیٹھے۔ اس طرح کہ زمین اور اس کے سر میں دو انگشت کا فاصلہ رہ جائے۔ اس کے بعد لاَ کو آوازِ غیر متعارف کے ساتھ قصرِ

الف سے پڑھے۔ کہ سماع سے متعلق قوت و شدت رکھتا ہو۔ اس کے بعد سر کو زیرِ ناف بالا قوت تمام سے کھینچے۔ جیسے کہ زمین سے وزنی اور سخت پتھر اٹھاتا ہے۔ آخر میں سر کو پہلوئے راست میں لے جائے۔ اور اِلٰہَ کو قوتِ تمام سے آواز غیر متعارف سے اِلاَّ کے ہمزہ کے ہمراہ پہلوئے راست کا آغاز کرے۔ بعدہ اسے مضغہ صنوبری کے ساتھ لائے۔ کہ ھَا اس پر تمام ہو جائے۔ اور سانس کھینچ لے۔ اس قدر زور سے کھینچے کہ مسام سے عرق باہر آجائے۔ مورثِ مکاشفہ کرے۔ ہر دم میں دس کرت کہے۔ گنبد ذکر ثلاثی میں جب کمال حاصل کرلے۔ تو دونوں ہاتھوں کو زانوں پر رکھ کر سر نیچے کی طرف جھکالے۔ رنگ مذکور سے دونوں کیلئے زمین پر تکیہ کرکے تھوڑا تھوڑا کرکے قصد کرے۔ جب اس کے استعمال پر کمال حاصل کرلے۔ تو آٹھ یا دس گز چلے اور اِلٰہَ کو اس جگہ پہلوئے راست میں لائے۔ اور اسی جگہ اِلاَّ اللّٰہُ کو تمام کرے۔ مقام سے جلدی نہ کرے اور پھر اس جگہ جہد میں لگ جائے۔ اور سانس کھینچے۔ یہاں تک کہ اس میں طاقت باقی نہ رہے۔ یہ کمال دس مرتبہ تک کرے کہ گنبد ہو جائے۔

دوسری قسم ثلاثی : ضرب راست یہ ہے کہ دونوں انگلیوں سے تشبیک بنائے۔ یہاں تک کہ ہر دو ذراع ایک ہو جائے تاکہ گنبد پیدا ہو۔ اور قلب صنوبری کے فرق پر اشارہ کرے۔ طریق پکڑ کر زبان سے اِلاَّ اللّٰہُ کہے۔ اور ایک سانس میں بیس سے چالیس بار کہے۔

تیسری قسم ثلاثی : بلند آواز سے ذکر کرے۔ لیکن جسم میں حرکت بالکل نہ ہو۔ تاکہ جسم کے مسام سے پسینہ آجائے۔ آخر میں سانس کھینچے۔ اور اصنافِ اذکار کو اذکار کے سمندر میں کردے۔ یہ ہر ایک سے نہیں ہو سکتا۔ کہ نقشِ اللّٰہ کا

تصور پردۂ راست پر خود دیکھے۔ اسی طرح نقشِ اللہ کا تصور دہانِ مضغہ پر اور لامکاں سے ریسمانِ کبود کا تصور نیچے آتا ہے۔ اور دستِ شاغل سے اس ریسمان (رسی) کو جانے دے۔ یہاں تک کہ لامکاں کو تھام لے۔

اے برادر اگر توفیقِ الٰہی حاصل ہو۔ تو بہتر ہے۔ وگرنہ ترقی بعد الموت بھی کہتے ہیں۔ اس باب میں اس درویش کے اصحاب میں مبحث ہے کہ ہر کسی کو حسبِ استعداد و قابلیت بموجبِ اعتقاد و حیثیت کلام کرنا چاہیئے۔ جب اس درویش سے رجوع کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو میں نے کہا کہ اکابر روزگار میں اس معنی پر بھی گفت وگوئی رہی ہے۔ کہ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں۔ کہ میں تجلیات سے تجلی میں ابو الحسین نوری کے ساتھ جمع ہوا۔ اور میرے لئے قبولیت طلب فرمایا۔ اور میری سیرت سے ہو گئے۔ میں نے کہا کہ تو نے تشنۂ توحید سے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ غیر سے سیراب نہیں ہوا۔ قطعہ

ہر کہ او شد تشنہ دریاے وصل * تشنہ باشد تا قیامت در قضای
سیر نبود از زلال بحر غیر * میزند تا دست خیر او دست وپای

ترجمہ: جو کوئی دریائے وصل کے تشنہ میں ہو جائے۔ وہ قیامت تک قضا میں تشنہ ہی رہیگا۔ بحرِ غیر کے صاف اور شیریں پانی سے سیر نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ دست وپا خیر کیلئے مارتا ہی رہیگا۔

انفعال پذیر کہا جب عالم قرار سے غیر کو پکڑتا ہے۔ اور غیر اسے نہیں پکڑتا۔ ان باتوں سے غیر پر اربابِ تحقیق کی طرف سے بہت زیادہ کلام ہے۔ جو کہ ترقی بعد الموت پر دلالت کرتا ہے اور جو کوئی بھی اس معنی کے استعارہ میں ابو الحسین نوری ہوگا۔ پس اسکا حال بعد الموت بھی دو کیفیت سے خالی نہ ہوگا۔ یا علم

یقین سے دانستہ ہو گا۔ کہ مدعا کے اثبات سے ترقی واقع ہو گی۔ اور اگر دانستہ جو کہ واقع نہیں ہے۔ یہ علم دیگر ہے کہ اسکے بعد کیلیئے حاصل ہو گا۔ بہر حال ترقی بعد الموت واقع ہے۔ قطعہ

طالب دید از باقی گر فنا * یافتہ در عرضہ گیتی سرای

میشود سیراب آخر در فنا * ہمچو دیگر تشنہ از بحر بقای

ترجمہ : طالب دید اگر باقی سے زمانے کی سرای میں فنا یافتہ ہو۔ تو فنا میں آخر کار سیراب ہو گا۔ اسی طرح دیگر بحر بقا سے تشنہ ہو گا۔

جو کچھ شریعت میں معتقد آیا ہے۔ وہ حقیقت میں بھی جائز الوجود ہے۔ حدیث شریف میں صحتِ سند کے ساتھ موجود ہے۔ کہ اگر ظاہری علم کا طلب کرنے والا اثنائے تحصیل میں فوت ہو جائے۔ اور علومِ ظاہری کی تکمیل کے درجہ کو نہ پہنچے۔ تو حق تعالیٰ اس کیلیئے دو دانشمند فرشتہ مقرر فرماتا ہے۔ تاکہ اسے اقلیم دین اور اس کی تحصیل کو درجہ نہایت تک پہنچائیں۔ لہذا جو کچھ علم ظاہری میں آیا ہے۔ وہ علوم باطنی کی تحصیل میں بھی واقع ہے۔ اور طالبانِ راہِ سلوکِ حق و سالکانِ درگاہِ ملوکِ مطلق کیلیئے بھی اللہ تعالیٰ تکمیل کے واسطے بعد الموت کسی کو مقرر فرماتا ہے۔ (اسلیئے نقلاً و عقلاً ترقی بعد الموت ثابت ہوئی) قطعہ

سالکے گر رفت در اثنائے راہ * نا رسیدہ بر سریر منتہای

میفرستد حق تعالیٰ بہر او * پیر ارشادی کہ برساند بجای

ترجمہ : اگر کوئی سالک اثنائے راہ میں منتہا کے سریر پر پہنچنے سے پہلے انتقال کر جائے۔ تو حق تعالیٰ اس کیلیئے پیر ارشاد بھیجتا ہے۔ تاکہ اسے منزل تک پہنچائے۔

حق تعالیٰ ہر طالب کو سرحد مطلوب تک پہنچائے۔ (آمین) بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَآلِہِ الْأَمْجَادِ۔

۶۶واں مکتوب

(سلسلہ مودودیہ چشتیہ کی سیادت اور کچھ نذور کا بیان)

خادمِ آستانہ فلک پایۂ ملازِم دالانِ ملک مایہ اشرف ابراہیم نور بخشیہ نورانی سامانی و سمنانی کے پاس جناب مشیخیت ایاب' قدوۃ العارفین عمدۃ الکاملین' منبائے خاندانِ چشتیہ' منشائے دودمانِ بہشتیہ' سلالۃ الاولیاء المنسوب الی الغرشانہ ونتیجۃ النقباء المحسوب بالوصافہ قطب المحققین **قطب الدین** اَدَامَ اللّٰہُ عَلٰی سَرِیْرِ التَّمکِیْنِ وَالتَّلْوِیْنِ (اللہ تعالیٰ تمکین و تلوین کے سریر پر ہمیشہ رکھے) کا عریضہ پہنچا۔ قوافلِ تحیاتِ زکیہ و رواحلِ دعواتِ سنیہ صبح و شام بلکہ علی الدوام پیش کرتے ہیں۔ واہب العطایا و مواہب المنایا سے امید ہے کہ رتبہ قبول و درجہ وصول سے بارباب ہونگے۔ قطعہ

تحفہ دعوات درویشان صدق * کز صفا سر میزند ہر صبح و شام

می فرستم بہر آں خورشید دین * بر اجابت او امیدست والسلام

ترجمہ : درویشان کے دعوات کے تحفہ کو صبح و شام پڑھتے ہیں۔ میں اس خورشید کو دین کیلئے بھیج رہا ہوں۔ ان کی طرف سے اجابت کی امید ہے (فقط) والسلام

اس محبّ مشتاق کی طرف سے ان دعوات میں جو تعطش و اشتیاق ہے۔ متون صحائف میں اس کی شرح وبسط کو اوراق کے سپرد کرنا از قبیل مالایطاق ہے۔ قطعہ

شوق دیدار جمال آفتاب * کان ہمی تابد بچرخ اہتدای

نیست چنداں در دل ایں ذرہ * کان برآید در حساب ذرہای

ترجمہ: آفتاب کے جمال کے دیدار کا شوق کہ ابتدا کے آسمان سے کان روشن ہے۔ ایسا ذرہ کسی کے دل میں نہیں ہے۔ کہ ذروں کے حساب میں کان ظاہر ہو جاتی ہے۔

مخدوم زادہ پر مخفی نہ رہے کہ مشائخِ سالفیہ کے کلمات و روائحِ بالیہ کے مرقومات کے حروف اصلیہ کی شرح سے ہر حرف جریدہ اور اس کے وصول کے کشف سے ہر کلمہ صحیفہ ہے۔ اربابِ حقیقت و اصحابِ طریقت کے نزدیک ان تمام سے سعادت حاصل کرنے کیلئے اوقاتِ شریقہ سے واقف ہونا ضروری ہے۔ اور تمام انفاس کی تقویت و تکمیل اس پر موقوف ہے۔ یہاں تک کہ رایات آفتاب کا اشراق جو وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا[1]۔ ترجمہ: (اور زمین جگمگا اٹھے گی اپنے رب کے نور سے) سے حاصل ہے۔ اس کی حقیقت سے بھی مطلع ہو جائے۔ اس روئے زمین پر وجودِ انسان ایک خار ہے۔ اس سے بچنے اور تعلقات کو پاک کرنے کی یہی صورت ہے۔ جب تک قربِ ذاتی و رفیقہ محبتِ اصلی سے واقفیت نہ ہوگی۔ اسوقت تک اس کے مقام میں نقصان کا تصور ہو گا۔ اور مناہجِ طلب میں اس کی سیر جادۂ ترقی سے منحرف و منعکس ہوگی۔ چند قدم سعیٔ راہ سپرد کرتا ہے۔ لیکن اس میں بھی حرمان کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ کَمَاقِیْلَ جیسا کہا گیا ہے۔ بیت

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی * کان رہ کہ تو میروی تبر کستانست

ترجمہ: میں ڈرتا ہوں اے اعرابی تو کعبہ سے نہیں ڈرتا۔ راہ کی کان

---

[1] پ ۲۴ سورہ زمر ۶۹۔

جس کی جانب تو جاتا ہے۔ وہ تبرکستان ہے۔

حق تعالیٰ ہر عزیز کو ورطہ انحراف و مہلکہ اعتصاف سے محفوظ رکھے۔ بطفیل مخدوم زادہ جو کوئی اس راہ میں قدم رکھے صحرائے مقصد تک پہنچے۔ اور موجد کلی تک جائے۔ قطعہ

دارم امید از در و درگاہ او * کان بود برتر ز چرخ عرش سای

ہر کہ ہست از سالکان راہ او * رو نہد در سوے درگاہ خدای

ترجمہ: ان کی درگاہ و در سے میں امید رکھتا ہوں۔ کہ عرش آسمان کے سایہ سے کان برتر ہو گی۔ جو کوئی اس کی راہ کے سالکان سے ہو گا۔ وہ اپنا چہرہ درگاہِ خدا کی جانب میں رکھے گا۔

مشائخِ دیار و رواسخِ اقطار میں سے کچھ سلسلہ مودودیہ کی سیادت و فرقہ مقصودیہ کی نقاہت میں تردد کرتے ہیں۔ اس درویش نے بحر الانساب سے نقل کیا ہے کہ منسوب بسلسلہ نوربخشیہ ہیں۔ نقبائے عراق میں سے ایک نے فخر الدین احمد قزوینی کے نسب سے متعلق فرمایا ہے کہ سادات صحیح النسب سے متعلق مجموعہ و صلیح الحسب نقبات سے متعلق کتاب تالیف فرمائی ہے۔ اس زمانے میں وہ مجموعہ اس شہر میں دستور السادات ہوگئے ہیں۔ اس مجموعہ میں آیا ہے کہ جس زمانے میں حجاج بن یوسف اکثر سادات عرب و عجم کو اور بیشتر نقبات شام و حلب کے احفاد و اولاد کو تقبل کیا تھا۔ اسی زمانے میں کچھ کو جلا وطن بھی کر دیا تھا۔ اسی جماعت میں سے سر حلقہ سادات چشتیہ و سر زمرۂ عالیات بہشتیہ ہوئے ہیں۔ کہ وہ بھی وہاں سے اس کے ظلم و ستم کے سبب روبفرار ہوئے۔ قطعہ

زہے جور گردوں ظلمت سرشت * کہ برہم زدہ دودمان علمی

چہ حکمت بود در ارادت خدای * کہ دشمن خورد جام کام ولی

ترجمہ : زمانے کے ظلم وجور کیا خوب ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاندان پر برہم ہیں۔ خدا کی ارادت میں کیا حکمت ہے۔ کہ دشمن بھی ولی کے مقصد کا جام پیتا ہے۔

حسینیت قافلے کا گذر خراسان میں بھی ہوا۔ جب ان لوگوں نے محسوس کیا کہ یہاں کے آب وہوا ان کے مزاجِ سلطانی کے موافق و طبعِ کامرانی کے مطابق ہے۔ تو وہاں مسکن بنایا۔ اکثر متعلقانِ دودمانِ علیہّ و وابستگانِ خاندانِ نبویہ کا یہاں سراغ ملتا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ یہاں حضرت خواجہ ابو احمد ابدال متولد ہوئے۔ یہ بشارت خواجہ ابو اسحاق شامی نے خواہرِ صالحہ سلطانی کو دیا اور حکم کیا کہ ایامِ رضاعت وایامِ غذائیت میں غذا کا خاص خیال رکھا جائے۔ قطعہ

چہ بود آں نہال زمین ھدا * بپرورد ز آب ولایت نمای

شدہ نخل باسق رطب ریز ہم * بترتیب باغبابان خدای

ترجمہ : زمین ہدا کا وہ نہال کیا ہے۔ کہ ولایت نما آب سے پرورش پاتا ہے۔باغبان خدا کی تربیت سے اونچا اور مضبوط کھجور کا درخت ہوا۔

خواجہ ابو احمد ابدال کی ایک لڑکی عصمت خاتون کے نام سے تھی۔ وہ نہایت متعبدہ تھیں۔ اپنے برادر خواجہ محمد کے ساتھ عبادت میں مشغول رہتی تھیں۔ ان کی عمر ۳۲ سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ عبادت وریاضت کے سبب نکاح نہیں ہوا تھا۔ قطعہ

ہر کہ در طاق عبادت کرد جای * میل بکند تابود جفت ہوای

لیک چوں وصف خدا طاق آمدہ * طاق فرمودش کہ جفت آرد بجای

ترجمہ: جو کوئی عبادت کے طاق میں جگہ بنالے۔ جفتِ ہوا سے میل نہیں رکھتا۔ لیکن جب وصفِ خدا طاق میں آجائے تو طاق فرماتا ہے۔ کہ جفت لا۔

ایک شب روحانیۂ نبویہ ﷺ خواجہ محمد کیلئے ظاہر ہوئی۔ اور ان کو حکم دیا کہ ایک شخص محمد شمعان نام کا ہے۔ وہ علوم شرعیہ و طریقیہ میں فضیلت رکھتا ہے۔ ساداتِ حسینی میں سے ہے۔ انھیں طلب کر کے اپنی بہن کا عقد ان سے کردو۔ کہ ان سے ساداتِ علیہّ و خاندانِ ولیہّ کا سلسلہ جاری ہوگا۔ قطعہ

گوہر دریاے وحدت در بریخت * از طریق عاطفت بہر ہدای

رودری آور بدرج خود بنہ * تادر و گوہر از و آید بجای

ترجمہ: وحدت کے دریا کا گوہر ہدایت کیلئے عاطفت کے طریق سے گھر میں آیا۔ اپنے درجہ میں اُپنے آپ کو رکھ۔ تاکہ اس سے ہر جگہ در د گوہر آئے۔

خواجہ محمد نے محمد شمعان کو بلانے کیلئے اپنے خادم کو بھیجا۔ جب آپ تشریف لائے تو ان کے سامنے نبی کریم علیہ السلام کا حکم جو عقد نکاح کے بارے میں تھا۔ پیش کیا۔ قطعہ

در و گوہر یافت باہم التیام * یکد گر اموده شد نظم ہدای

ہست امید از در بحر خدای * تاقیامت سلسلہ ماند بجای

ترجمہ: باہم ملنے سے در و گوہر پایا۔ ہدایت کے نظم کیلئے ایک دوسرے سے راضی ہوئے۔ خدا کے بحر کے در سے امید ہے کہ قیامت تک سلسلہ جاری رہے گا۔

چنانچہ ان سے حضرت خواجہ یوسف متولد ہوئے۔ اور ان سے خواجہ مودود قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہُمَا متولد ہوئے۔ چنانچہ یہ بحث اشرف الانساب رسالہ میں

ہے درویش نے بھی انسابِ سیادت میں بحر الانساب فخر الملت والدین احمد قزوینی صاحب گزیدہ سے التقاط کیا ہے۔ قطعہ

احمد گزیدہ بود یکی از گزید گان * کانرا گزیدہ بود ز لطف و کرم خدای

دارد گزیدہ کہ نماند گزید گان * بحر گزیدہ ایست کہ دارد لال جای

ترجمہ: احمد قزوینی گزید گان میں سے ایک صاحب گزیدہ ہیں۔ کہ وہ اللہ کے لطف و کرم سے اس کے گزیدہ ہوئے۔ گزیدہ جو کہ گزید گان سے ظاہر ہوتا ہے۔ بحر گزیدہ یہ ہے کہ لآل و موتی رکھتا ہو۔

حق تعالیٰ بحورِ موددیہ کے لآل کو سلکِ انتظام و معادنِ یوسفیہ کے جواہر کو رشتہ التیام میں تا قامِ قیام منسلک و منتظم رکھے۔ (آمین) بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَآلِهِ الْمَوَارِدِ قطعہ

در و گوہر ناب دریاے چشت * کہ می خیز زاب نیساں بجای

بما در رشتہ انتظام * الی قام ساعت بلطف خدای

ترجمہ: دریائے چشت کے نایاب در و گوہر جو کہ آبِ نیساں سے نکلتا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے لطف سے قیامت تک رشتہ انتظام میں رکھے۔

اور کچھ نذور کہ آستانہ فلک انتباہ کی نسبت و بعض ارمغانی کہ درگاہ مرقد منور و روضہ متبرکہ حضرت چشت صَانَهَا اللّٰهُ عَنِ الْبَلِیَّاتِ وَ الْآفَاتِ (اللہ تعالیٰ اسے بلیات وآفات سے محفوظ رکھے) کیلئے نام زد کیا ہے۔ لیکن بسبب تفرقہ راہِ وصول وہ مال اب تک موقوف ہے۔ وہ سب رقوم مفخر الاصحاب تنکر قلی کے ساتھ ارسال کئے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ طمعِ طالعان سے محفوظ و انظارِ روانیان سے ملحوظ رہتے ہوئے اس خدام سدرہ مرام ولدام فلک

حرام تک پہنچ جائینگی۔ یہ تمام نذور قطعۂ درگاہ کیلئے پیشِ خدمت ہے۔ اس کے علاوہ کئی قسم کے کپڑے بھی بھیجے گئے ہیں۔ قطعہ

بخورشید سپہر روشنائی * کہ می تابد بچرخ عرش فرسای

بنور آفتاب روضۂ چشت * بصبح و شام خورشید دلارای

کہ منذور مرا از دست طامع * نگہدارد رساں بر پر دارای

کہ قطب آسمان دین و دنیاست * نمیگردد چو دیگر انجم از جای

ترجمہ : روشن آسمان کے آفتاب سے عرش کا چرخ چمکتا ہے۔ روضۂ چشت کے آفتاب کے نور سے صبح و شام خورشید کی دلآرائی ہے۔ کہ مجھ کو دست طامع سے وہاں کی نگہبانی ہے۔ جو کہ دین و دنیا کے آسمان کا قطب ہے۔ اس کے بغیر دوسرے ستارے اپنی جگہ سے نہیں گھومتے۔

عرشِ مقام کے ضمائر خدام و رفرفِ مرام کے سمائر لدام پر مخفی نہ رہے کہ کچھ سوغات اعزۂ دیگر کیلئے بھی روانہ کیا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱ جناب شیخ عزالدین کیلئے سو سکہ نقرہ اور دس پارچہ خاصہ (خاصہ ایک قسم کا کپڑا ہے جو لٹھا سے مشابہ ہوتا ہے)

۲ شمع افروز کیلئے پچاس سکہ نقرہ اور پانچ پارچہ خاصہ

۳ جاروب کش کیلئے دس پارچہ خاصہ

۴ امام مسجد کیلئے سو سکہ نقرہ اور پانچ پارچہ خاصہ

الٰہی دولت سلسلہ چشتیہ کو امتداد عطا فرما۔ (آمین) بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَآلِہِ الْأَمْجَادِ۔

۷۶واں مکتوب

(فتوحاتِ متنوعہ ونذوراتِ متفرقہ کا بیان)

خادم سدۂ علیۂ ائمۂ اثناء عشریہ و ملازم عتبہ جلیہ ہمامیہ اکبریہ اشرف ابراہیم النور بخشیہ النورانی السامانی السمنانی کہ تمام ازمان کریمہ و احیانِ عظیمہ میں اقبال و دولت کے ازدیار کا مدعا و افعال و شوکت کے امداد انقب[1] النقبائے روزگار' انجب النجبائے ہر دیار' مفخرِ اثمارِ اشجارِ حدائقِ نبوت' منورِ انوارِ احداقِ صفوت' پیشوائے خاندانِ علیہ' مقتدائے دودمانِ ولیہ' ذی الاوصاف البھیة وایشم السنیة' منبع النکھة الحسینیة' مطلع الفکة الحسنیة الذی لا یبلغ الی کشف کنه جزائل اوصافه الجمیلة السنة' البلغاء البیان ویصبغ الی شرب منه' شمائل الطافة الجلیلة افکره الفصحاء العیان' المختص بمسند سرادقات الاحدیة' ولمخصص بمصعد اشراقات الواهدیة رضی الملة والدین ادام[2] اللّٰهُ سُلْطَانَهٗ بَاطِنًا وَّ ظَاهِرًا وَاَعْلٰی بُرْهَانِهٖ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَئِمَّةِ غَالِبًا وَقَاهِرًا بِالْاِمْتِدَادِ وَلْاِقْتِدَارِ۔ خانقاہِ علائیہ کے اصحاب میں سے ایک جماعت و عبادت گاہِ ولیہ کے

---

[1] ۔ زمانے کے نقباء کے بڑے نقیب' ہر شہروں کے نجباء کے بڑے نجیب' نبوت کے باغوں کے درختوں کے پھولوں کیلئے باعث فخر' نفیس پھولوں کے انوار کیلئے باعث منور' بلند خاندان کے پیشوا' دودمان ولیہ کے مقتدا' روشن اور خوشبودار صفات کے مالک' حسینی فیض کے لئے منبع' حسنی ثمرات کیلئے مطلع کہ ان کے بغیر حقیقت کے انکشاف تک نہ پہنچ سکے' بہترین اوصاف کے جزائل' ایسے بلغائے بیان ان کے مشرب سے مصبوغ ہوں' بہترین عادت کے خوگر' فصحائے بیان کے فکر کا نتیجہ' سرادقاتِ احدیہ کے مسند سے مختص' اشراقاتِ واہدایہ کے سیڑ ھیوں سے مخصص۔

[2] ۔ اللہ تعالیٰ ان کی ظاہری و باطنی بادشاہت کو قائم و دائم رکھے۔ اور جمیع ائمہ پر ان کے اعلیٰ برہان کو امتداد و اقتدار کے ساتھ غالب و قاہر فرمائے۔

احباب میں سے ایک زمرہ مراقبہ جلیلہ کے ساتھ مشتمل و مشاہدہ جمیلیہ کے ساتھ مشتغل کا اشتغال رکھتے ہیں۔ فیضِ روحانیہ امامیہ و ریضِ روحانیہ ہمامیہ سے امید ہے کہ درجہ اجابت کو پہنچے گا۔ اور مرتبہ استقامت حاصل کریگا۔ قطعہ

امید از در کہ دارای گیتی * کہ کردہ خیمہ نہ تو برپای

کہ ہر دعوت کہ از اخلاص خیزد * اجابت را پذیرد راہ بر جای

ترجمہ: زمانے کے پالنے والے سے امید ہے کہ نو خیمہ (نو آسمان) کو تیرے قدم میں کردے۔ کہ تجھ سے ہر دعوت اخلاص سے نکلے۔ تا کہ راہ اجابت پکڑے۔

مثال واجب الامتثال کہ شجرۂ اسمائیہ کے اختتام کی مصاحبت سے و سلسلہ اسامیہ کے انتظام کے مراقبہ سے قرۃ العین علی الاطلاق فرزند ارشد سید عبد الرزاق و مفخر الاصحاب شیخ عبد الوہاب نے جو اس درویش کی طرف تحریر کیا ہے۔ اشرفِ اوقات واسعدِ ساعات میں پہنچی وہ تحریر نہ ختم ہونے والے سرور کے انواع کا باعث اور ترو تازگی رکھنے والے اصناع کا مورث ثابت ہوگی۔ سَلَّمَکُمُ اللّٰہُ وَاَبْقَاکُمْ بِالسَّلْطَنَةِ وَالدَّوْلَةِ الأَبَدِیَّةِ السَّرْمَدِیَّةِ (اللہ تعالیٰ تمھیں سلامت رکھے۔ اور تمھیں سلطنت اور دولت ابدیہ سرمدیہ کے ساتھ باقی رکھے)

یہ ذرہ بے مقدار مہرِ تنویرِ رضویہ کے التفات کے اکسیر و قطرۂ بے اعتبار بحرِ ضمیرِ زکیہ کی توجہات کے قطر پر سے اوجِ جلالت کے خورشید کو پہنچا۔ اور درجہ جاوید سے موج کمال کے انجام کو پہنچا۔ قطعہ

زہے خورشید برج واوج مشہد * کہ می تابد از و افلاک اعلای

سپہر منقب است خورشید انوار * نہادہ بر سر نہ آسمان پای

زمانہ باہمہ اقطار و انفس * کہ باشد از زمین تا چرخ درو ای
بود جسم و عقول و انفس او * سراسر ہرچہ باشد ہمچو اعضای
ازاں جسم مکمل گنبد طوس * چو چشم دوربین و نزہت آرای
دراں چشم معین مردم چشم * رضی الملۃ والدین افزای
بنور چشم او چشم دو عالم * منور شد بنور چشم بینای
دو دیدہ کرد از ہائے ہویہ * دو دیدہ دارد دید در ہای
بنور آں دو چشم چشم بنگر * چو مردم در درون دیدۂ ہای
اشرف از نور چشم ہر دو دیدہ * ہمہ دیدہ ندیدہ دید ینہای

ترجمہ: اوجِ مشہد اور خورشیدِ برج کیا خوب ہے۔ کہ اس سے افلاک اعلا چمکتا ہے۔ آسمان میں اس کے خورشیدِ انوار سے سوراخ ہے۔ نو آسمانوں پر جب قدم رکھا تو زمانہ ان تمام اقطار و انفس کے ساتھ کہ زمین سے آسمان تک سرنگوں ہو گیا۔ اس کے جسم، عقول اور انفس جو کچھ ہیں۔ وہ اس کے اعضاء ہوئے۔ اس کا جسم مکمل چوس رنگ کا گنبد ہے۔ جیسے چشم دوربین اور نزہت آرا ہے۔ اس چشم معین میں لوگوں میں سے رضی الملۃ والدین کا چشم افزا ہے۔ ان کے نورِ چشم سے دو عالم کا چشم منور ہے۔ نورِ چشم سے ہائے ہویہ سے دو کام دیکھو۔ ہر دو اپنے اندر بے شمار موتی رکھتے ہیں۔ ان دو چشم کے نور سے عام لوگوں کی طرح چشم نہ بنا۔ اشرف نے نور چشم سے ہر دو کو دیکھا ہوا ہے۔ وہ تمام دیدہ دید میں نہ دیدہ کی طرح ہے۔

کمالِ شوق و اجلالِ ذوق سے چاہیئے کہ کعبہ امانی کی زیارت کیلئے احرام باندھے، قبلہ انسانی کی مجاورت کی جہت کمرِ احترام باندھے اور افضال باندھکر

اولیائے روئے زمین کے قبلہ سدہ ولایت کے شرف و اصفیائے یسار و یمین کے بحرِ صفہ عتبہ علیہّ کیلئے نکل پڑے۔ قطعہ

شرف دارد آں ذرہ خاک بیز * کہ از مہر میر قصد اندر ہوای

رسد چوں بخورشید اوج سپہر * زمینین رسیدہ باوج ہمای

چہ رفعت کہ نم از حضیض ثری * برد مہر خورشید براوج سای

ہماں قطرہ رہ بریدہ ز بحر * گر آید بدریای گردون نبای

ترجمہ : وہ ذرہ خاک شرف رکھتا ہے۔ کہ مہر سے ہوا میں جانے کا مقصد رکھتا ہے۔ جب اوجِ آسمان کے خورشید سے وہ ہماں کے اوج کے ساتھ زمین پر پہنچتا ہے۔ تو کیا رفعت ہے کہ زمین اس کے لئے نم ہے۔ مہر و خورشید اسے سایہ کرتے ہیں۔ سمندر سے ایک قطرہ لیکر زمانے کے دریا میں ہماں آتی ہے۔

ہر ایک شخص کو مطلعِ خورشید سے طالع ہونا نصیب نہیں ہے۔ اسی طرح ہر ایک کو ملمعِ جاوید سے لامع ساطع حاصل نہیں ہے۔ کہ اس کے ذریعہ مقصدِ حصول تک پہنچ جائے۔ قطعہ

ہر کسے رانیست درروے زمین * طالع فیروزہ بخت رہنمای

تاکشد از خاکپایش سرمہ * چشم مردم رابہ از صد توتیای

ترجمہ :ہر ایک کو روئے زمین میں رہنمائی کا بخت طالع فیروزہ حاصل نہیں ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے قدم کی خاک سے سرمہ نکالے۔ لوگوں کی آنکھوں کیلئے صد سرمہ سے بہتر ہے۔

حق تعالیٰ ثمریہ موسویہ کے شعبہ کے ظلال و درجہ ابدیہ رضویہ کے

نہال کو اصحاب علائیہ کے مفارق و احباب دلایہ بقائیہ پر قائم و دائم رکھے۔ (آمین) بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاٰلِہِ الاَمُجَادِ۔

ماہِ مبارک رمضان کی ۲۰ تاریخ کو روحانیہ رضویہ رضی اللہ عنہ جمیع ائمہ الحظوظین نے انوارِ ولایت کے ایثار واطوار عنایت کے نثار کو گوشہ گنبد زرنگاہ وآثار انضاء سے ظاہر فرمایا۔ اور راستے کی رہنمائی فرمائی۔ پیچیدگیوں کو سمجھایا۔

قطعہ

مرا از طالع فیروزہ وی شب * برآمد بر تو خورشید مہ سای
زگنج گنبد فیروزہ گردون * برآمد آفتاب چرخ فرسای
گرفتہ ذرہ را در لمعہ نور * بنوعے کش نماندہ ہوش راجای
ہمیدانم کہ از بیرون درون شد * درون را کرد بیرون نور افزای
درون بیرون زہم بیرون فتادہ * درون راہمچو بیرون کرد درواى

ترجمہ: مجھ کو طالع فیروزہ سے اس شب ظاہر ہوا کہ تجھ پر چاند سورج سایہ کرتے ہیں۔ زمانے کے آسمان کے خزانے سے آفتاب ظاہر ہوتا ہے۔ گرفتہ ذرہ کو لمعہ نور میں اس طرح کھینچ کہ ہوش کو جگہ ملے۔ میں جانتا ہوں کہ بیرون سے اندرون ہوا۔ اور اندرون کو بیرون نور نے زیادہ کیا۔ اندرون بیرون سے بھی اوفتادہ ہے کہ اندرون کو اسی طرح بیرون نے سرنگوں کیا۔

غایتِ قدیم کے مقتضا ولایتِ وہیم کے متمنا سے خاطر شریف میں جو کچھ تغیر واقع ہو۔ اسے صفحۂ عبارت میں پیغام کے اشارے کے قبیل سے لے آئیں۔ قطعہ

زہے انوار خورشید ولایت * کہ در خواب آمدہ از بخت بیدار

زخواب غفلتم بیدار کردہ * ز آب چشمہ خورشید انوار

بذروہ تافتہ خورشید تاباں * نہ ذرہ ماند خورشید ضیا بار

زنور و ذرہ و خورشید درہم * بہم درہم زدہ ہر ذرہ افشار

مراتن شد چو زرمست افشار * بہر صورت کہ خواہد ساخت دلدار

ترجمہ: خورشید ولایت کا انوار کیا خوب ہیں۔ کہ بخت بیدار سے خواب میں آیا۔ مجھے خواب غفلت سے خورشیدِ انوار کے آب چشمہ نے بیدار کیا۔ ذروں کو پَرو کر روشن خورشید کیا۔ خورشید ضیابار سے نو ذرے ماند ہیں۔ جب زر مست ساتھی میرا جسم ہوا۔ تو دلدار نے مجھے اپنا بنایا۔

کچھ نذور آستانہ فلک اشتباہ و مرقد منورہ رضویہ کی نسبت سے نامزد کیا ہوا ہے۔ لیکن بسبب تفرقہ موقوف رہا۔ اب وہ نذور مفخر الاصحاب فرزند تنکر قلی کی مصاحبت میں ارسال کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ طامعان کی طمع سے محفوظ و انظارِ روحانیان سے ملحوظ فرمائیگا۔ اور اسے خدام سدرہ مرام و لزام فلک خرام تک پہنچائیگا۔ ان نذور میں مختلف الانواع کپڑے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ نقود بھی ہیں۔ قطعہ

بنور آفتاب چرخ زرین * کہ بر تابد بنور آسمان سای

سپہر آفتاب نور رضوی * کہ بر تابد از و سیارہ برجای

بنور انجم اثنای عشری * کہ می تابند برج عشر واسای

بانوار عذار چار دہ ماہ * کہ می تابند چو مہر عصمت افزای

کہ ایں منظور را از چشم طالع * نگہ دارد رسان بر شاہ دارای

ترجمہ: چرخ زرین کے آفتاب کے نور سے جو کہ آسمان کے نور سے

چمکتا ہے۔ نورِ رضوی کے آفتاب کا آسمان کہ اس سے سیارہ چمکتا ہے۔ اثنا عشری کے انجم کے نور سے برج عشر چمکتے ہیں۔ عذار کے انوار سے کہ چودہ طبق چمکتے ہیں۔ چشم طالع سے یہ منظور جہاں کے شاہ پر اس کی حفاظت لازم ہے۔

عرشِ مقام کے خدام کے ضمائرِ و رفرفِ حرام کے لزام کے سمائر پر مخفی نہ رہے کہ ان میں سیاداتِ دیگر کیلئے کچھ سوغات بھی ہیں۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱ سید تاج الدین کیلئے سو طاقہ (طاقہ سے مراد ایک عدد کپڑا)
۲ سید شمس الدین کیلئے پچاس طاقہ
۳ سید محمد از قندی کیلئے سو طاقہ
۴ سید شمس کیلئے پچاس طاقہ
۵ سید شہاب الدین کیلئے چالیس طاقہ
۶ سید قاضی کیلئے بیس طاقہ

اس کے علاوہ سو طاقہ مختلف الاجناس مثلاً امام مسجد، جاروب کش، شمع افروز اور اس کے امثال کیلئے ہیں۔ میں نے فرزند تنکر قلی کو وصیت کر دی ہے کہ بے کم و بیش اور بیگانہ و خویش تک پہنچائیں۔

حق تعالیٰ سلسلہ اثنا عشریہ کو قیامِ قیامت تک قائم رکھے۔ (آمین)

بالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاٰلِہِ الاَمجَادِ۔

۶۸واں مکتوب

(نوادرِ غریبہ اور مشائخِ معمریہ کے بعض تبرکات کا بیان)

زبدۃ المعاصر شیخ ناصر سلام و دعا درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ اوقاتِ شریفہ و ساعاتِ لطیفہ کو تقسیم کر کے رکھو۔ اور روز بروز از دیارِ ساعت کے کام 'آثارِ استمداد اور رعایت کیا ہوا رکھو۔ کَمَا قَالَ۔ علیہ الصلوۃ والسلام مَنِ اسْتَوَا یَوْمَاہُ فَھُوَ مَغْبُوْنٌ۔ ترجمہ: "جو شخص دو یوم آرام کرے تو وہ مغبون ہے" اصحابِ تحقیق و اربابِ تحقیق نے ظاہر کیا ہے کہ جن افعال میں اقدام شروع ہوں۔ روز بروز اس میں تزاید ہوگا۔ اور جن اعمال میں اہتمام کرے۔ اس میں روز بروز تصاعد ہوگا۔ قطعہ

ہر کہ در راہ عبادت پی فشرد * بایدش پر روز کردن ارتقای

کار ازوی بیش در امروز کن * درزیانست کردو روز است استوای

ترجمہ: جو کوئی عبادت کی راہ میں پاؤں جمائے۔ اسے چاہیئے کہ ہر روز ارتقا کرے۔ کام آج کے دن اس روز سے زیادہ کر۔ جس روز آرام کریگا۔ تو اس روز کام میں نقصان ہوگا۔

اگر کوئی ہر روز دو رکعت نفل زیادہ کرے۔ تو ایک دن یہ ہوگا کہ اس کی نفل اعداد سے گذر جائیگی۔ اور اگر ہر روز یک پل تصدق زیادہ کیا جائے۔ تو عقاد سے باہر ہو جائیگا۔ اربابِ شریعت فرماتے ہیں کہ تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سِتِّیْنَ سَنَةً وَّخَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سَبْعِیْنَ سَنَةً وَّخَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ۔ ترجمہ: ایک ساعت غور و فکر ساٹھ سال کی عبادت' ستر سال کی بندگی اور ثقلین

کی عبادت سے بہتر ہے۔ ان افکار کا فائدہ یہ ہے کہ بنسبتِ فرداکام میں مساوات نہیں ہونگی بلکہ انواع واصناف سے رنگ زیادہ ہوگا۔ قطعہ

در اصحاب توحید عرفان سخن * بہم میرود در عبادت خدای

کدامی عبادت بود کان دو روز * نباشد برای خدای استوای

دوکاراست کہ از عہدآرد بیرون * کہ مقبول افتد براہ خدای

یکی آنکہ در استفادہ از علوم * بود حاصل ایں دولت ارتقای

دیگر آنکہ در راہ توحید او * بعرفان نہد بہر تحصیل پای

اگر فرق خواہی دریں ہر دوکار * یکی آفتاب و ذکر ذرہای

ترجمہ : اصحابِ توحید باہم عرفان کی بات خدا کی عبادت کیلئے کرتے ہیں۔ جو خدا کی عبادت کرتا ہوگا وہ دو روز بھی آرام نہیں کریگا۔ دو کام ہیں کہ عہدہ سے باہر آتا ہے۔ خدا کی راہ میں مقبول ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ علوم سے استفادہ کرکے اس دولت کا ارتقا کرے۔ دوم یہ ہے کہ اس کی راہِ توحید میں تحصیل کیلئے عرفان کے ساتھ قدم رکھے۔ اگر تو ان دو کاموں میں فرق چاہتا ہے۔ تو ان میں ایک آفتاب ہے۔ اور ذکر اس کے ذرے ہیں۔

اے برادر :آپ نے جو کچھ غرائب روزگار کی رویت و عجائبِ اذکار کے حصول سے متعلق استفسار کیا ہے۔ اسے ایک صحیفہ میں درج نہیں کیا جا سکتا ہے۔ یہ درویش تیس سال تک روئے زمین میں اطراف واکنافِ روزگار سے سیر کرتا رہا۔ جب ان تمام اکناف سے سیر کرتا ہوا ایک بار حضرت علی ثانی سید علی ہمدانی کی صحبت میں رہتے ہوئے۔ ربعِ مسکون طے کیا۔ تو اس دوران اکابر و اصاغر روزگار سے استفادہ کرتا رہا۔ اور ان سے مختلف مسائل پر استفسار کرتا رہا۔

جب میں حضرت بابا رتن کے پاس پہنچا۔ یہ وہ بزرگ ہیں جنھوں نے صرف ایک واسطہ سے حضرت علیہ السلام سے خرقہ پہنا۔ جس وقت کہ حضرت شیخ علاؤ الدولہ السمنانی کے پاس پہنچا۔ تو ان سے ظاہری و باطنی استفادہ کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بابا رتن سے غرائبِ آثار و عجائبِ اسرار پایا۔ جب حضرت بابا سفر آخرت فرمانے لگے۔ صندوق کھولا۔ اور ان میں سے ایک سو چودہ خرقہ نکالا جو کہ اکابرِ متعددہ سے حاصل ہوئے تھے۔ خرقہ نامی اکابر سے حاصل کیا تھا۔ اور ایک مربع چند ٹکڑوں پر مشتمل جو کہ لپیٹا ہوا تھا۔ کھول کر شانہ نکالا اس پر لکھا تھا۔ کہ ھٰذَا مَشَطٌ مِنْ اَمْشَاطِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یعنی یہ شانۂ رسول ﷺ میں سے ایک ہے۔ قطعہ

در گنج جوہر کہ پر بودہ است * کشادند چوں از کلید فنای
برآمد کلید زدندانہ پر * کہ بخشود از وی در گنجہای

ترجمہ: جوہر کے خزانہ میں کہ جو پُر کیا ہوا ہے۔ کلیدِ فنا سے جب اسے کھولا۔ تو ایک کلید (کنگھا) دندان سے پُر نکلا۔ ان خزانوں سے اسے نکالا۔

اس جگہ التفاتِ بسیار و توجہاتِ بیشمار اس درویش پر فرمایا۔ اور سالہائے کثیرہ و حالہائے کبیرہ میں اپنی صحبت سے جدا کیا۔ ایامِ قریب میں سفر آخرت کے سبب اعز الآفاق سید عبد الرزاق کے سپرد کیا ہے۔ اور وہ خرقہ کہ جسے چوبیس مشائخِ عظام نے زیب تن فرمایا تھا۔ پیش از حضرت شیخ الجنید شیخ ابو سعید ابو الخیر اور بعد از شیخ ابو سعید ابو الخیر یہ خرقہ نبویہ ﷺ سے پہنچتا ہے اس کا گریبان سلا ہوا تھا۔

ایک کلاہ کہ جسے چوبیس اولیائے کرام نے استعمال فرمایا تھا۔ ان کے

پاس تھا۔ اور کسی شخص نے شیخ عبد الرحمٰن سے بر طریق صوفیہ حاصل کیا۔ اس نے خواب میں دیکھا۔ کہ شیخ مذکور سے استغاثت کرتا ہے۔ پھر انھوں نے تمام اکابرِ ولایت کا نام بنام شمار کرایا۔ جنھوں نے اس کلاہ کو پہنا تھا۔ حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ آں عزیز کو اس کلاہ کا فیض عطا فرمائے۔ وہ کلاہ اس بزرگ نے (بابا رتن رحمۃ اللہ علیہ) نے اس درویش کو عطا فرمایا۔ قطعہ

جهاندار دارای فیروزه چرخ * کله چار ترک سرای سپنج
نهاده بفرق سپنج از کرم * کنوں آمده برسرا سپنج

ترجمہ: نیلے آسمان کا پالنے والا کلاہ چار ترک سرائے کے مہمان کیلئے رکھا۔ کرم سے مہمان کے فرق کو اب سر پر لایا۔

جزیرہ سرندیپ میں ایک عزیز کے پاس پہنچا۔ جب استفسار کیا۔ تو ایماء سے معلوم ہوا۔ چار سو سال ہوئے کہ اکل و شرب انتہائی کم کرتے ہیں۔ غرائبِ اسمار و عجائبِ اسرار کو درمیان میں رکھا۔ جب وقتِ رخصت ہوا تو انھوں نے فلوسی یمن (یمن کے پیسے) دیئے۔ جس پر حروفِ تہجی میں سے نو حروف لکھے تھے۔ قطعہ

زہے صاحب سکہ را از دار * خلافت نشینی سپنجی سرای
کسے راکہ امید او مہر درست * شدی صاحب سکہ مہر زای

ترجمہ: صاحب سکہ کیلئے دارِ خلافت سے سرائے کا مہمان نشینی کیا خوب ہے۔ جس کو اس مہر سے امید ہو۔ تو مہر صاحب سکہ سے درست ہوگا۔

یہ سکہ برادر شمس الملت والدین کے نام سے دار الولایت عوض بھیج دیا

گیا ہے۔جب شجرہ الوقواق (ایک درخت ہے جو انسان کے مشابہ ہوتا ہے) مدینۃ الاولیاء میں قریب الایام میں پہنچونگا تو انشاء اللہ غرائبِ طیور و عجائبِ ظہور کا معائنہ ہوگا۔ قطعہ

زہے شجرہ باغ ایشاں ثمر * کہ بار از شجر نیست ہر گز خدای

عجب طائران شجر بودہ اند * کہ ہر گز ندیدم باں رنگہای

ترجمہ: اس باغ کے درخت کا پھل کیا خوب ہے۔ کہ شجر سے ہر گز بار نہیں ہے۔ طائران شجر عجب ہیں کہ میں ہر گز ان میں رنگ نہیں دیکھتا۔

جب بوائد الغرائب میں درویشانہ پہنچے تو مردم یک پا بڑی تیز رفتاری کے ساتھ پہنچا۔ اور کہا کہ اگر ہزار پا بھی ظاہر ہوں۔ تب بھی اس ہمراہی کے ساتھ نہ آنا۔ قطعہ

چو یکپایہ رادیدہ اند مردمان * فرماندہ در سرشت خدای

بیک پای خود راہ چنداں روند * کہ حیران بماند ہزارانہ پای

ترجمہ: جب لوگوں نے یکپایہ کو دیکھا ہے۔ تو خدا کی خمیر میں سر جھکا لیا۔ اپنے ایک پاؤں کو راستے میں اس طرح رکھتا کہ ہزار پاؤں والے بھی حیران رہ جاتے۔

یکپایہ نے دو پایہ سے استفسار کیا۔ کہ راہ چلنے میں تمھارا پیر ایک دوسرے سے پیچ نہیں کھاتا۔ اور قیام میں قدم کو کس طرح گراتے ہو۔ قطعہ

بلے ہر کہ یکپای دار دو دست * نیارد قدم زد براہ از دو پای

بیک پای رو راہ توحید او * کہ نار و دو پاشد براہ سہ پای

ترجمہ: کیوں نہیں جو کوئی ایک پاؤں درست رکھتا ہوگا۔ تو اس کی

طرح راستے میں دو پاؤں والا بھی قدم نہیں رکھ سکتا۔ ایک پاؤں اس کی توحید کی راہ میں کہ تین پاؤں کے ساتھ نہیں چلتا ہے۔

اور غرائبِ مخلوقات و عجائبِ موجودات کا معائنہ ہوا۔ کہ صحیفہ میں اسے بیان نہیں کیا جا سکتا ہے۔ راہِ سلوک میں خواہ مربی ہو یا نہیں۔ راہِ ہدایت سپرد کرنے سے بہت زیادہ آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ مختلف الاشکال و صورت ہیں۔ نہ کہ موتلف الاہکال صورت پذیر ہوتے ہیں۔ قطعہ

جہاں دار شاہ جہاں آفرین * کہ نہ گنبد آورد باہم بپای
دگر در سرای سپنجی چہار * بسے صورت آورد رنگین بجای
بہین ہیکل از ہم بہم مختلف * نہانند گاہی و گاہی نمای

ترجمہ: جہاں کے پکڑنے والے شاجہاں آفرین نے کہ پاؤں کو باہم ملا کر نو گنبد لایا۔ دیگر چار مہمان کے سرای میں رنگین صورت آئی۔ گاہے گاہے مختلف صورت میں بہترین ہیکل رکھتے ہیں۔

اے برادر صحرائے وجود و بیدائے نمود میں اس قدر چیزیں ہیں کہ قلم اسے لکھنے سے قاصر ہے۔ اور عبارت اسے بیان کرنے سے معذور ہے۔ قطعہ

درتہ نیلی و طائی لاجورد * بوالعجب صورت ہمی بند دخدای
کز ہزاراں صورت رنگین او * کی تواں کرد بروں از پرد ہای

ترجمہ: نیلے رنگ کے پتھر کی تہ میں قدرت نے تعجب خیز صورت بنائی ہے۔ اس کی ہزار رنگین صورتیں مشغولیت سے کج نہیں ہو سکتیں۔

حق تعالیٰ جمیع اصحابِ طلب و اربابِ ادب کو نمائشِ روزگار سے محفوظ رکھے۔ (آمین) بالنبی ﷺ وَاٰلِہِ الْاَمْجَادِ۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

۶۹واں مکتوب

(نااہل کے سامنے اسرار بیان کرنے اور اللہ تعالیٰ کیلئے زمان و مکان کا بیان)

برادر اعز المشائخ شیخ محمد عیسیٰ دعائے درویشانہ و ثنائے دردمندانہ درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ آپ کا خط جو کہ بعض اسرارِ درویشانہ و اطوارِ محققانہ کے استفسار پر مشتمل ہے۔ احسن الاحیان و امین الازمان میں مجھ تک پہنچا۔ قطعہ

پرتو کز آفتاب برج دین * تافتہ در روز محنت سرای
شد درفشاں خانہ ہجران فروز * ماہ از خورشید در گیرد ضیای

ترجمہ: دین کے برج کے اس آفتاب سے پرتو کو سرای کیلئے روزِ محنت میں پَرو دیا ہے۔ روشن موتی خانۂ ہجران میں ماہ خورشید کی ضیاء سے افروز ہوا۔

محنت خانہ مسرور کے انواعِ سرور سے محنت خانہ ہوا۔ اور درد خانہ مقرور کے اوضاعِ نور سے درد خانہ میں ہوا۔ قطعہ

زنور آفتاب مایہ دوست * کہ تابد از سپہر وحدہ آرای
منور ساخت وحدہ خانہ دل * دودل یک دل شدہ از جان فزودای

ترجمہ: آفتاب کے نور سے دوست کا مایہ کہ وحدت کے آسمان سے چمکتا ہے۔ خانہ دل کو وحدت نے روشن کیا۔ جان سے دودل ایک دل ہوگئے۔

اے برادر حقائقِ اسرار و دقائقِ اذکار نامہ روشن نہیں ہوتے۔ اور خامہ ہر چند کہ پختہ ہو کر روشن ہو جائے۔ اس کی صحت اسی پر موقوف ہے۔ اگرچہ اس تجویز کا اظہار فرمایا ہے۔ اور درمیان میں رکھا ہے۔ لیکن لَا یَجُوزُ کَشفُ

اُلاَسرَارِ مَنْ لَیسَ لَہٗ اَھلِیَّۃٌ وَیجُوزُ کَشفُھَامِنْ اَھلِہٖ۔ ترجمہ : غیر اہل کے سامنے اسرار کا کشف جائز نہیں ہے۔ اور اہل کیلئے اسرار کا کشف جائز ہے۔ قطعہ

اسرار دوست ہرچہ نہاں کردہ اند قلم * نیارد بروی صفحہ رنگین نگار کرد

پنہانست سر دوست زاغیار در سخن * نامحرمست آنکہ بغیر آشکار کرد

بایار کوی راز و باغیار دم مزن * برعکس ہر کہ کرد سر خود نثار کرد

حم الم نہاں سینہ سخن * درنامہ با پیامبر خود کرد کار کرد

اشرف حدیث دوست نہاں میبر بیار * ہر کس کہ ایں کتاب نخواند انتشار کرد

ترجمہ : دوست کے اسرار کو قلم نے نہاں کیا ہے۔ اسے صفحہ پر نہیں لانا چاہیئے۔ دوست کا سر اغیار سے سخن میں پنہاں ہے۔ وہ نامحرم ہے جو بغیر اہل کے آشکار کردے۔ یار کے راز کو اغیار سے نہ کہہ۔ جو کوئی برعکس کریگا تو گویا اپنے سر کو نثار کریگا۔ حم الم کو سخن کے سینہ میں نہاں رکھو۔ کہ ہر شخص یہ کتاب پڑھکر انتشار نہ کرے۔

جو کچھ لکھا ہے۔ اور کلماتِ مشائخ میں آیا ہے۔ کہ اَلعَالِمُ بِاَسرِہٖ حَدَقَۃُ عَینِ اللّٰہِ الَّتِیْ لَایَنَامُ۔ ترجمہ : عالم اس کے سر کے سبب سے عین اللہ کا حدقہ (کاسۂ چشم) ہے۔ کہ جو سوتا نہیں ہے۔

جاننا چاہیئے کہ وہ عالم حدقہ عین اللہ ہے۔ کہ جو ہرگز خواب غفلت میں نہ پڑتا ہو۔ اور علویات عالم اس کے چشم کے پلک تحتانی میں ہو۔ علویات میں ملکی فرق پلک فوقانی کے مژہ (پلک لگنے) میں ہو۔ اور فرق انسانی پلک تحتانی کے مژہ میں ہو۔ نفس کلیہ سیاہی وہ حدقہ اور روحِ اضافی سپیدی یہ حدقہ ہے۔ حق تعالیٰ و سبحانہ اس عین کا نور ہوگا۔ تو علویات و سفلیات کو پلک چشم میں بتادیگا۔ یہ اس کے

لئے ہے کہ نور ظاہر ہونے کی صورت میں ہر دو کی حفاظت کرے۔

فَلَوْ اِنْقَطَعَ اَجْفَانُ عَيْنِ الْاِنْسَانِ لَتَفَرَّقَ نُوْرُ عَيْنِهٖ وَانْتَشَرَ بِحَيْثُ لَاتَرٰى شَيْئاً اَصْلاً كَذَالِكَ الْعُلْوِيَّاتِ وَالسُّفْلِيَّاتِ لَوْ اِرْتَفَعَتْ لَانْبَسَطَ نُوْرُ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ حَيْثُ لَا يُدْرِكُ مِنْهُ شَيْءٌ وَمَعْنٰى بِعَيْنِ اللّٰهِ مَايَتَعَيَّنُ اللّٰهُ وَيَرٰى بِهِ الْاِنْسَانَ الْعَالِمَ۔

ترجمہ : پس اگر عینِ انسان سے اجفان جدا ہو جائے۔ تو ضرور اس کے عین کا نور متفرق ہوگا۔ اور اس حیثیت سے منتشر ہو جائیگا کہ تو اصلاً شے کو نہیں دیکھ سکے گا۔ اسی طرح علویات و سفلیات ہیں۔ کہ اگر مرتفع ہو جائیں تو ضرور اللہ سبحانہ کے نور کا انبساط ہوگا۔ اس حیثیت سے کہ ان سے شے مدرک نہیں ہوگی۔ اور عین اللہ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ متعین فرمایا ہے۔ اسے انسان عالم کو دکھاتا ہے۔ قطعہ

زہے نازنین روے گیتی فروز * کہ نورش گرفتہ زمین و سمای
جہاں جملہ پیغولہ چشم او * بہ پیغولہ در چشم نور خدای
کہ ہرگز نجشید چشم او * بہ بیداریش خواب ہر دو سرای
پلک برترش ہرچہ علوی بود * پلک زیرتر ہرچہ سفلی نمای
پلک موے بالا چشم سیہ * چو انسان بود موے پائین نزای
سیاہی آں چشم نفس گلست * سفیدی بود روح انسان کرای
جہاں آفرین نور چشم جہانست * کہ بیند باں نور ظلمت روای
زہے مردم مردم چشم او * کہ برہم نزد تا قیامت بجای

ترجمہ : زمانے کے چہرے کے نازنین کیا خوب ہیں۔ کہ اسکے نور نے

زمین وآسمان کو اپنے گرفت میں کیا ہوا ہے۔ جہاں اس کے چشم کے ارادے سے ہے۔ نور خدا کے چشم میں ارادہ بہتر ہے۔ کہ وہ چشم ہر گز اپنی بیداری کے علاوہ ہر دوسرا کو کچھ نہیں بخشتا۔ جو کچھ علوی میں ہے وہ سب اس کے برتر پلک کے نیچے ہے۔ اور جو کچھ سفلی میں ہے۔ وہ سب اس کے زیر پلک ہے۔ چشمِ سیاہ کے موئے بالا پلک جیسے انسان اس کے موئے پائین ہے۔ اس چشم کی سیاہی گل ہے۔ اور اس کی سفیدی روحِ انسانی ہے۔ جہاں آفریں چشم کا نورِ جہاں ہے۔ کہ اس نور سے ظلمت میں آسانی سے دیکھ سکتا ہے۔ مردم اور اس کا چشم کیا خوب ہیں۔ کہ قیامت تک ایک دوسرے پر برہم نہیں ہوتے۔

اور وہ کہ مشائخِ عظام سے نقل ہے۔ کہ راہِ حق تعالیٰ نہ مشرق، نہ مغرب، نہ جنوب اور نہ شمال میں ہے۔ بلکہ راہِ حق خود تیرے اندر موجود ہے۔ كَمَا قَالَ اَنَا عِندَ ظَنِّ العَبدِ وَاَنَا فِی قُلُوبِکُم۔ ترجمہ: جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ظن عبد کے مطابق ہوں۔ اور میں تمھارے قلوب میں ہوں۔ مثنوی

مراد دل بتو نزدیک بلکہ در دل تست * ولی چہ سود کہ ہستی بغایت از دل دور

دل تو ساغر گیتی نمای جمشید است * کہ صد ہزار ولایت چو جم شود و منظور

ترجمہ: تمھارے دل سے مراد نزدیک بلکہ تمھارے دل میں ہے۔ قربیت سے کیا فائدہ کہ ہستی تیرے دل سے دور ہو۔ تیرا دل زمانے کا ساغر نما جمشید ہے۔ کہ جس میں ہزار ولایتیں جیسے منظور و مقبول ہیں۔

دوسری جگہ آیا ہے کہ اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنفَاسِ الخَلَائِقِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کے راستے خلائق کے انفاس کے عدد سے ہیں۔ ہر دو مقولہ میں ظاہراً توفیق حاصل نہیں ہوتی۔ جاننا چاہیئے کہ طرق نا محصورہ اور مثل

نا معدودہ کلمہ جامعہ نبویہ کو ظاہر کرتے ہیں۔ راہِ الٰہی کے سلوک و درگاہِ نامتناہی کے سیر کیلئے نہیں ہے۔ بلکہ یہ راہِ حصول و طریقِ وصول حق ہے۔ کہ اربابِ عرفان و اصحابِ عرفان و اصحابِ وجدان ہر نفس اور کائنات کے ذرہ ذرہ سے وصول کرتے ہیں۔ کہ ارشاد ہے۔ مَارَأَیْتُ شَیْئاً اِلاَّ وَرَأَیْتُ اللّٰهَ فِیْهِ۔ یعنی میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی مگر اس میں اللہ تعالیٰ (کا جلوہ) کارفرما دیکھا۔ بیت

رو دیدہ بدست آر کہ ہر ذرہ خاک * جامیست جہاں نمای اگر درنگری

ترجمہ: دیکھا ہوا چہرہ دست کے ساتھ تولا۔ کہ ہر ذرہ خاک جہاں نمائی میں جامی ہے۔ شعر

فَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَهٗ اٰیَةٌ
تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

ترجمہ: ہر شے میں اس کی نشانی ہے۔ جو اس کے واحد ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

وہ راستہ کہ جسے اکابرِ روزگار و اماثرِ نامدار نے طے کیا ہوا ہے۔ اس کیلئے دل چاہیئے اور آب و گل میں خطہ چاہیئے۔ قطعہ

ہر ذرہ گرچہ راہِ وصول تو کرد سیر * کان رہ فراز ذرۂ وحدت برد خدای
لیکن رہ وصول خدا در دل آمدہ * سر کرد راہ منظر توحید منتہای

ترجمہ: ہر ذرہ نے اگرچہ تیرے وصول کی راہ میں سیر کی۔ لیکن وہ ذرہ روشن ہوا جو خدا کی وحدت کی طرف گیا۔ لیکن وصول خدا کی راہ دل میں آئی ہے کہ توحیدِ منتہا کے منظر کی راہ طے کیا ہے۔

اور وہ مسئلہ کہ حق تعالیٰ کے زمان و مکان کے بارے میں استفسار کیا

ہے۔ کہ عین القضات ہمدانی نے حضرت حق تعالیٰ کیلئے زمان و مکان کا اطلاق کیا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ مکان تین قسم پر ہے۔

قسم اول : مکان جسمانیات۔

قسم دوم : مکان روحانیات۔

قسم سوم : مکان خدا تعالیٰ۔

قسم اول کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) کثیف۔

(۲) لطیف۔

(۳) الطف۔

۱ کثیف : جیسے زمین کہ اس میں مزائقہ و مزاحمت ظاہر ہے۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے کی جگہ نہیں جاتا اور دوسرا اس میں داخل نہیں ہوتا۔ اسی طرح اس میں قرب و بُعد ظاہر ہے کہ خطہ اودھ نزدیک ہے۔ اور دہلی دور ہے۔ یہ مسافت اقدام سے قطع کر سکتے ہیں۔

۲ لطیف : جیسے ہوا۔ اگر کسی چمڑے کی تھیلی میں ہوا بھر دی جائے۔ تو اس ہوا کو دوسری ہوا خالی نہیں کریگی اور دوسری ہوا اس میں داخل بھی نہیں ہو گی۔

۳ الطف : جیسے آفتاب' ماہتاب' ستارہ اور آتش کا نور۔ جو کچھ مکان جسمانیات لطیف میں دور ہے۔ وہ اس مکان میں نزدیک ہے۔ مشرق اور مغرب اس مکان (مکان جسمانیات لطیف) میں دور ہے۔ لیکن اس مکان میں نزدیک ہے۔ جیسے آفتاب مشرق سے طلوع ہو تو اس کی روشنی مغرب تک پہنچی ہوئی ہو

گی۔ اسی طرح آگ، ستارہ اور ماہتاب کی روشنی ہے۔ اس مثال سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مکان باد و آتش میں کیا تفاوت ہے۔ اگر ایک چراغ روشن کر کے بند کمرے میں رکھ دیں تو اس کی روشنی اس کمرے تک محدود ہو گی۔ اور اگر اسے کھلی جگہ رکھ دی جائے تو اس کی روشنی دور دور تک جائیگی۔ اس لئے نور ہوا سے زیادہ لطیف ہوا۔ اور نور آتش حرارت ہے۔ اور اس کی خاصیت احراق ہے۔ جو کچھ تم اس کی صورت کو دیکھتے ہو وہ آتش ہے۔ نہ یہ معنی کہ مرئی نہیں ہے۔ آتش طبیعت سے ضد ہے۔ اور اجتماع ضدین محال ہے۔ کہ آب و آتش ایک مکان میں جمع ہو جائے۔ گرم آب میں آتشِ گرمی موجود ہے کہ دست کو جلادے۔ لیکن یہ جلانے کی قوت آتش میں ہے نہ کہ آب میں ہے۔ لٰہذا یہ جان لینا چاہیئے کہ آب اور آتش کا ایک مکان میں جمع ہونا ممکن نہیں ہے۔ کہ ہر ایک اپنا اپنا مکان رکھتا ہے۔ کہ ایک دوسرے کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ یہ اجتماع ضدین ہے۔ جو کہ محال ہے۔ ہاں اگر باعتبار مکان ایک دوسرے سے غایت قرب حاصل ہو۔ تو ایک دوسرے کی صفت لے سکتا ہے۔ جیسے گرم پانی کہ اس نے آگ کی صفت حدت کو قبول کیا۔ قطعہ

چناں باہم قریب اند آب و آتش * کہ نتواں ہر دو را از ہم جدا کرد
ولی ہرگز نگیرند جای باہم * کہ در ہر روز ہم دیگر جدا کرد

ترجمہ: آگ اور پانی باہم اتنے قریب ہوئے کہ ان میں سے کسی کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ایک دوسرے کا مکان ہرگز نہیں پکڑتے۔ کہ ہر روز اسے جدا بھی کیا ہے۔

قسم دوم مکانِ روحانیات کے اقسام سے ہے اسکی بھی تین قسمیں ہیں۔

۱ مکان روحانیات ادنیٰ۔

۲ مکان روحانیات اوسط۔

۳ مکان روحانیات اعلیٰ۔

۱ مکان روحانیات ادنیٰ : ملائکہ دوزخ پر موٴکل ہیں۔ اور اسی طرح اراضی اعلی واسفل پر بھی موٴکل ہیں۔

۲ مکان روحانیات اوسط : جیسے آسمانوں کے اوپر یعنی سدرہ کے ملائک۔ ان سے مافوق خود پوشیدہ ہے۔ کیونکہ اگر یہ ایک انگلی کے پورے کے برابر بھی آگے بڑھے تو جل کر خاکستر ہو جائینگے یہ سب ملائکہ حق میں ہیں۔

قطعہ

ہر کہ ہست اندر مقاماتِ وجود * در لطافت برتر ند در ہر سمای

یک سر موگر زند بالا قدم * پر بسوزد آتش نور خدای

ترجمہ : جو کوئی لطافت میں مقاماتِ وجود کے اندر ہے۔ وہ ہر آسمان میں برتر ہے۔ اگر ایک بال برابر بھی اوپر قدم اٹھائے تو نور خدا کے آتش ان کے پر جلا دینگے۔

۳ مکان روحانیات اعلی : مقربان ہیں جو کہ حضرت ربوبیت سے قریب ہیں اور اعلیٰ علیین میں مقام رکھتے ہیں۔ لطافت مرتبہ کے ساتھ رکھتے ہیں۔ کہ اگر چاہیں تو ملائکِ فرودین وارواحِ زیرین کو انوار میں چھپالیں۔ قطعہ

چناں نور خورشید چرخ سروش * بتابد ز دارای گیتی کشای

کہ پوشد ہمہ نور کرد بیان * لطافت گزینان لطفِ خدای

ترجمہ : اس کے سر پر آسمان کے خورشید کا ایسا نور چمکتا ہے۔ جو کہ

زمانے کے پالنے والے کی طرف سے کشادہ ہے۔ کہ اس نور سے خدا کے لطف سے لطافت گزینان تمام کو چھپا لیتے ہیں۔

اب مقصود کی طرف آتے ہیں کہ حق تعالیٰ ان تمام مکانات و جملہ جگہوں سے جو کہ مذکور و مسطور ہوئے۔ منزہ و مقدس ہے۔ اور ان اماکن میں حلول ممکن نہیں ہے۔ نہ اسے مماس مقصود ہے۔ نہ ان جگہوں پر محاذات جائز ہے۔ قطعہ

جهاندار دارای گیتی فروز * کہ برتر بود از محاذات وجای

نباید بطرف اماکن فرود * کہ پاکست از ہر نقائص خدای

ترجمہ: جہاندار روشن زمانے کا پالنے والا کہ محاذات اور جگہ سے برتر ہے۔ ان اماکن کی طرف نزول نہیں فرماتا کہ اللہ تعالیٰ ہر نقائص سے پاک ہے۔

جب اخوئے محترم کی طبعیت میں مزید مقتضا پیدا ہوگا تو انشاء اللہ تعالیٰ مزید اسرار لائے جائینگے۔ بغیر صحبت یہ سارے اسرار کَمَا ھِيَ حاصل نہیں ہو سکتے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی.

۷۰واں مکتوب

(ولی کی تعریف اور اس کے اقسام کا بیان)

برادر عزیز الوجود شیخ عبد العزیز دعائے ولایت آرا و ثنائے قربت افزا درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں اے برادر عرف صوفیہ میں احوالِ ولایت و اقوالِ سرایت "قربت" سے عبارت ہے۔ کہ ولایت سے ولی مشتق ہے۔ کہ جس کا معنی قرب ہے۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱ ولایتِ عامہ۔

۲ ولایتِ خاصہ۔

۱ ولایتِ عامہ : یہ لایت تمام مومنین کے مابین مشترک ہے۔ لِقَولِهٖ تَعَالٰی اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ[1] اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ۔ ترجمہ : اللہ تعالیٰ کے فرمان کے سبب کہ اللہ والی ہے مسلمانوں کا۔ انھیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

۲ ولایت خاصہ : یہ ولایت اصحابِ وصول کے ساتھ مخصوص و اربابِ حصول کے ساتھ منصوص ہے۔ وَهِيَ عِبَارَةٌ عَنِ الْفَنَاءِ الْعَبْدِ فِى الْحَقِّ وَبَقَائِهٖ بِهٖ۔ ترجمہ : اور یہ بندوں کی طرف سے حق میں فنا وبقا سے عبارت ہے۔

قطعہ

پادشاہان سریر دوستی * کان بود نزدیکی دور از ہوای

بردو گونہ اند خاصہ و عامہ بہم * ہریکی از ہمدگر باشد جدای

---

[1] ۔ پ ۳ سورہ بقرہ ۲۵۷۔

این یکے در مومناں عام شد * واں دگر خاصہ آمدہ در اولیای

ترجمہ: دوستی کے تخت کے بادشاہان ہوا سے دور نزدیک کی طرح ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ خاصہ اور عامہ۔ ہر ایک دوسرے سے جدا ہے۔ ایک مومنوں میں عام ہے۔ اور دگر اولیاء میں خاص ہے۔

فَالْوَلِيُّ هُوَ الْفَانِیُ فِیْهِ وَالْبَاقِیُ بِهٖ۔ پس ولی وہ ہے جو حق میں فانی ہو۔ اور اس کے ساتھ باقی ہو۔ قطعہ

ولی آنکس آمد در اصحاب دین * کہ فانی بود در قیود ہوای

چو فانی شود در صفات خدای * بیابد باوصاف ایزد بقای

ترجمہ: اصحاب دین کی اصطلاح میں ولی وہ ہے۔ جو قیودِ ہوای میں فانی ہو جائے۔ جب وہ خدا کی صفات میں فانی ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ کے اوصاف کے سبب سے بقا حاصل کریگا۔

فنا: اس سے مراد یہ ہے کہ سیر الی اللہ کی نہایت ہو۔

بقا: اس سے مراد یہ ہے کہ سیر فی اللہ کی بدایت ہو۔

جب وہ منتہی ہو گا۔ تو بادیۂ وجود کو قدمِ صدق سے یکبارگی قطع کریگا۔ اور اطوارِ سبعہ میں پیرِ راہبر کی حمایت میں سلوک طے کریگا۔ قطعہ

سالک آں باشد کہ در ہمراہی پیر ہدا * طی کند ہفتاد منزل راپای اقتدای

تانہ او از ذرہ سیر عروج سبعہ * پا ینارد در فرانبود سلوکش منتہای

ترجمہ: سالک وہ ہے جو پیرِ ہدا کی ہمراہی میں ستر منازال کیلئے اقتدا کا قدم طے کرتا ہو۔ یہاں تک کہ وہ عروج سبعہ کی سیر کے ذرہ سے قدم آگے نہیں رکھتا ہے۔ اپنے سلوک کی ابتدا میں منتہا کی طرف نہیں جاتا ہے۔

اور سیر فی اللہ اس وقت متحقق ہو گی۔ کہ جب بندہ فنائے مطلق کے بعد اپنے وجود وذات کو ارزانی لوثِ حدثات سے مطہر رکھے۔ تا کہ عالم میں اوصافِ الہی و تخلق میں اطلاقِ نامتناہی سے ترقی کرے۔ ولی کی تعریف حضرت ابو علی جورجانی رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

اَلْوَلِيُّ هُوَ الْفَانِيْ مِنْ حَالِهِ وَالْبَاقِيْ فِيْ مُشَاهَدَةِ الْحَقِّ
لَمْ يَكُنْ لَّهُ عَنْ نَّفْسِهِ اَخْبَارٌ وَلاَ مَعَ غَيْرِ اللّٰهِ قَرَارٌ.

ترجمہ: ولی وہ ہے جو اپنے حال سے فانی اور مشاہدہ حق میں باقی ہو۔
اسے اپنے نفس کے بارے میں کچھ خبر نہ ہو۔
اور نہ غیر اللہ کے ساتھ قرار پاتا ہو۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ اولیاء اللہ تعالیٰ میں سے ایک ولی ہو۔ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا

لاَ تَرْغَبْ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
وَافْرِغْ نَفْسَكَ وَاَقْبِلْ تَوَجُّهَكَ اِلَيْكَ.

ترجمہ: دنیا و آخرت کی کسی چیز میں رغبت نہ کر۔
اور اپنے نفس کو فارغ رکھ۔
اور اسی کی طرف متوجہ رہ۔

رسالہ قشیریہ میں ولی[1] کے دو معنی بیان کئے گئے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ولی

---

[1] کلام عرب میں فعیل کا وزن اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں معنی میں علی سبیل البدلیت آتا ہے۔ جیسے کلمۂ حبیب 'محبّ' کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اور محبوب (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

فَعِیلٌ" کے وزن پر ہے۔اور بمعنی مفعول ہے۔

وَهُوَ مَنْ يَّتَوَلَّى اللّٰهُ اَمْرَهٗ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
وَهُوَيَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ فَلَا يُكِلُهٗ اِلٰى نَفْسِهٖ
لَحْظَةً بَلْ يَتَوَلَّى الْحَقُّ سبحانهٗ رِعَايَةً

ترجمہ : ولی وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے امر میں متولی بنایا ہو۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔اور وہ صالحین کو متولی بناتا ہے۔
پس وہ ایک لحظہ بھی حق سبحانہ وتعالیٰ کی تولی
کی رعایت کے بغیر کلام نہیں کرتے۔

ولی بروزن فعیل بمعنیٰ فاعل ہوگا۔ تو معنی یہ ہوگا۔

وَهُوَ الَّذِىْ يَتَوَلّٰى عِبَادَةُ اللّٰهِ وَطَاعَتَهٗ فَعِبَادَتُهٗ تَجْرِىْ
عَلَيْهِ على التَّوَالِىْ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّتَجَلَّلَهَا عِصْيَانٌ

ترجمہ : اور ولی وہ ہے۔جسے عبادتِ الٰہی اور اطاعتِ
الٰہی پر متولی کیا گیا ہو۔پس اس کی عبادت توالی
پر بغیر عصیان کے جاری ہوتی ہے۔

ہر دو وصف ولی کے معنی کیلئے ضروری ہے۔

وَلِيٌّ يَجِبُ قِيَامُهٗ بِحُقُوْقِ اللّٰهِ عَلَى الْاِسْتِقْصَاءِ وَالْاِسْتِيْفَاءِ
وَ دَوَامُ حِفْظِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِيَّاهُ فِى السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ.

(بقیہ حاشیہ) کے معنی میں بھی۔اسی طرح کلمہ ولی' چونکہ فعیل کے وزن پر ہے۔اس لئے اسم فاعل کے معنی میں بھی ہوگا۔اور اسم مفعول کے معنی میں بھی۔ان دونوں اعتبار سے اس کا کیا معنی ہوگا۔مکتوب میں رسالہ قشریہ کے حوالے سے درج ہے۔۱۲اشرفی۔

ترجمہ : ولی وہ ہے۔ کہ جس پر حقوق اللہ کا قیام استقصاء
اور استیفاء پر واجب ہے۔ اور تنگی و خوشی ہر حال میں
اللہ تعالیٰ کے اوامر و انواہی کی حفاظت واجب ہے۔

ولی کیلئے شرط ہے کہ محفوظ ہو۔ کَمَا اَنَّ مِنْ شَرْطِ النَّبِیِّ اَنْ یَّکُوْنَ مَعْصُوْمًا فَکُلُّ مَنْ کَانَ عَلَیْهِ اِعْتِرَاضٌ فَهُوَ مَخْذُوْلٌ فَخَادِعٌ۔ ترجمہ : جیسا کہ بے شک نبی کی شرط میں سے ہے کہ معصوم ہو۔ پس ہر شخص جس پر کہ اعتراض ہو۔ وہ مخذول و مخدوع ہے۔ ولایت کی چار قسمیں ہیں۔ اور ہر ایک کیلئے خاتم ضروری ہے۔ ولایت باطنیہ محمدیہ کیلئے خاتم خود آتا ہے۔ قطعہ

چو خورشید چرخ نبوت فروغ * کہ مانده ازاں آفتاب ہدای
بماه خودش دادیک بہره * کہ زاں بہره ہر یک بگیرد ضیای

ترجمہ : جب نبوت فروغ آسمان کا خورشید کہ اس سے آفتابِ ہدا ہے۔ اپنے ماہ سے ایک حصہ عطا کرتا ہے۔ تو اس حصہ سے ہر ایک ضیاء حاصل کرتا ہے۔

ولایت ثالثہ جو کہ بین النبوت والولایت ہے۔ جمیع اولیائے روئے زمین و اصفیائے برین رکھتے ہیں۔ اس کا خاتم اکثر اصحاب ولایت کے بقول حضرت غوث الثقلین محی الحق والدین صاحب فصوص خاتم آئے ہیں۔ اس باب میں یہ درویش جناب شیخ صدر الدین قونوی جو کہ متنائے حضرت صاحب فصوص تھے۔ ان کے پاس گیا۔ اور گفت و گوئی صوفیانہ و جست و جوئی محققانہ کیا۔ اس محضر میں شیخ ابو الوفاء خوارزمی، امام عبداللہ یافعی اور شیخ رکن الدین قشیری کے علاوہ اس درویش کے احباب میں سے شیخ اصیل الدین، نجم الدین شیخ رکن الدین شاہباز اور ان کے امثال موجود تھے۔ قرار ایسا ہوا کہ ہر دو عزیز الوجود ہیں۔ اور

حضرت غوث الثقلین کے حصوں میں سے ایک حصہ جناب صاحبِ فصوص کے درمیان بھی پہنچا۔ قطعہ

چو خورشید چرخ ولایت فروز * بتابد بانوار برہر سمای

بہم ماہ و خورشید سیارہ اند * ز خورشید در ماہ ریزد ضیای

ترجمہ: جب ولایت فروز آسمان کے خورشید انوار سے ہر آسمان پر چمکتا ہے۔ تو باہم ماہ، خورشید اور سیارہ ہیں۔ خورشید سے ماہ میں ضیاء آتی ہے۔

یہ گفت و گوئی ادراکِ صوری سے دل میں نہیں آسکتی۔ اور یہ جست و جوئی طبعیت سوری سے خطۂ آب و گل میں نہیں آسکتی۔ مگر عنایت الٰہی و ہدایت نامتناہی سے آسکتی ہے۔ قطعہ

جستجوئی پر تو خورشید روی * گفتگوئی مسند ہر اولیای

نیست در خورد درایت ہر کسے * برزکی باید کے دریابد نوای

ترجمہ: خورشید رو کے پر تو کی جستجوئی و گفتگوئی اولیاء کرام میں سے ہر ایک کی مسند ہے۔ ہر شخص اپنی درایت سے نہیں لے سکتا۔ ذکی[1] کو چاہیئے کہ آواز

1۔ انسانی طبائع تین طرح کے ہیں۔ ۱ غبی ۲ متوسط ۳ ذکی۔

۱ غبی: اس ذہن کے مالک کو سمجھانے کیلئے کسی چیز کی تعریف کے ساتھ ساتھ اس کی مثال کی ضرورت بھی پڑتی ہے۔ جیسے اسم، فعل اور حرف کی تعریف کے ساتھ اس کی مثال۔

۲ متوسط: اس ذہن کے مالک کو سمجھانے کیلئے فقط کسی چیز کی تعریف کافی ہوتی ہے۔ جیسے اسم، فعل اور حرف کی تعریف۔

۳ ذکی: اس ذہن کے مالک کو سمجھانے کیلئے وجہ حصر یا اشارہ کافی ہوتا ہے۔ جیسے اسم، فعل اور حرف کی وجہ حصر سے ہر ایک کی تعریف بھی سمجھ جاتا ہے۔

مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے فرمایا شیخ صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کے مابین خاتم پر جو گفتگو ہوئی تھی۔ اس کے متعلق جو اشارہ میں نے اپنے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

سے ہی مقصد کو حاصل کر لے۔

اولیائے روزگار کی دو قسمیں ہیں۔

قسمِ اول : ان میں سے ایک سرہنگانِ درگاہِ الٰہی و ملازمانِ بارگاہ کماہی کا زمرہ کہ جن کے ذمہ ولایتِ ربعِ مسکون کا حفظ اور زمانے کے تحت قبہ کے معمورہ کی تربیت سے مبسوط ہیں۔ اور عساکر مسلمانان کی کافروں پر فتوح و مناظرِ آدمیاں کی وضوح ان کی برکت سے دوسروں پر ہوتے ہیں۔ ان سب کی ذوات سے مربوط سر حلقہ غوث ہوتا ہے۔ کہ بغیر اس کے وجود روئے زمین و آسمانِ برین سے یک طرفۃ العین نہیں کرتا۔ اسی طرح افلاک سبعہ کی حرکت غوث کے انفاس سے ہے۔ اس بحث کی شرح رسائل میں کر چکا ہوں۔

قسمِ ثانی : اولیائے اصحابِ سلوک و اصفیائے اربابِ فلوک ہیں۔ ان کے ارشاد سے صاحبِ ولایت و واہبِ ہدایت کے اہتدادِ گزیدگان قائم ہوتے ہیں۔ قطعہ

بر دو گونند اولیائے روزگار * ہر کسے از بہر کاری یافت رای
آں یکی ارکان دولت شاہی اند * دیگراں صاحب سلوک اولیای

ترجمہ : اولیائے روزگار کی دو قسمیں ہیں۔ ہر ایک الگ الگ کام پر معمور ہیں۔ ان میں سے ایک ارکانِ دولتِ شاہی ہیں۔ دوسرے صاحبِ سلوکِ اولیاء ہیں۔

جو کچھ مقتضائے وقت ہوا۔ اسے قلم کے سپرد کر دیا۔ باقی اسرار و ارادات اگر فیاضۃ الحقائق کی طرف سے اشارہ ملا۔ تو اسے لکھونگا۔ قطعہ

(بقیہ حاشیہ) مکتوب میں لکھ دیا ہے۔ وہ اشارہ مؤخر الذکر یعنی ذکی کیلئے کافی ہے۔ ۱۲اشرفی۔

ہر چہ سر بر میزند از خامہ ام * پختہ میداند کہ ایں سر از کجاست

ورنہ ہر طفلی چہ داند سر شیر * کز کدامی چشمۂ مادر تراست

ترجمہ: جو کچھ میرے خامہ سے معرض تحریر ہوا۔ وہ سب جانتے ہیں کہ یہ سرّ کہاں سے ہے۔ ورنہ ہر طفل سِرّ شیر کہاں جانتا ہے۔ ہمارے چشمہ سے تیرے لئے فیض خم ہے۔

حق تعالیٰ ہر طالب کو اس اسرارِ ولایت اور ہر سالک کو اس انوار نہایت سے بہرہ ور فرمائے۔ (آمین) اُنَادِ بِالنَّبِیِّ ﷺ وَاٰلِہٖ الاَمجَادِ۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

۷۱واں مکتوب

(اشتغالِ مختلفہ اور خطرات کا بیان)

برادر اعزالقضات شیخ محمد دعائے شوق انگیز و ثنائے ذوق آمیز درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ آپ نے اذکارِ چشتیہ کے اسرار سے متعلق استفسار و اسرارِ سہروردیہ کے انوار کا استظہار کیا ہے۔ بمقتضائے ملقنِ لاریب و ملہمِ عالمِ غیب اربابِ محبت و اصحابِ مؤدت کے لئے جو کچھ دل میں آیا ہے۔ اسے بیان کرنے میں دریغ نہیں کیا جائیگا۔ جاننا چاہیئے کہ مشکلاتِ اسرار کا حل اور کشفِ مقامات و اطوار نامہ میں نہیں آسکتا ہے۔ قطعہ

مردے باید کہ دریابد سخن * کزچہ بحری میرود در کلام
گوہر از بحری کہ میریزد بگوش * نادرست آنکس کہ دریابد مقام

ترجمہ: سخن کے دریافت کرنے میں مرد ہونا چاہیئے۔ کہ بحر کے خم سے کلام میں کیا جاتا ہے۔ سمندر سے گوہر گرتا ہے۔ غور سے سنو کہ مقام کے پانے میں وہ شخص نادر ہے۔

کلام کے سمجھنے میں پختہ ہونا چاہیئے تاکہ معلوم ہو کہ عجالۃ الوقت اور ملقن حال سے کیا ہاتھ آتا ہے۔ کلام کے بتانے میں آں برادر سے دریغ نہیں کرونگا۔ قطعہ

ہر در کہ می بارد ز ابر فیض دوست * نیست ہر کوشی کہ در پوشد آمال
لیک در گوش تو میریزم گہر * از عنایت حضرت ایزد تعال

ترجمہ: ہر در جو ابرِ فیض سے برساتا ہو۔ ضروری نہیں ہے کہ وہ

دوست ہو۔ ہر کوشش میں امیدیں پوشید ہوتی ہیں۔ لیکن میں حضرت ایزد تعالیٰ کی عنایت سے تیرے کان میں گوہر گراتا ہوں۔

اور جو کچھ لکھا ہے کہ حجۃ الاسلام مشکاۃ میں فرماتے ہیں کہ توحید العوام لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ ہے۔ اور توحید الخواص لاَ هُوَ اِلاَّهُوَ ہے۔ یہ سخن نورِ حقیقی ہے۔ جو آفتابِ احدیت سے چمکتا ہے۔ اور اس عالمِ غریب میں یہ کلمہ روحِ آدمی ہے۔ عالمِ علوی سے اس کا شوق ابدانِ عالم ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ فلاسفہ کی بات ہے۔

الجواب : تو جان کہ مشکلات میں سوال کرنا۔ بیمار کا طبیب پر عرض کرنا ہے۔ اور جواب دینا۔ طبیب کا شفا میں سعی کرنا ہے۔ نادان بیمار ہیں۔ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (ان کے دلوں میں مرض ہے) اور عالمِ ناقص طبیب کے لائق نہیں ہے۔ اسی طرح عالم کامل ہر جائی (ایک حال پر نہ رہنے والا) بھی طبیب نہیں ہو سکتا ہے۔ قطعہ

حکیمان روئے زمین بدا * کہ صاحب دوانید و حکمت نمای

بہر کس نہ دار و دہند از فرد * مگر آنکہ دانند خورد شفای

ترجمہ : ہدایت کی روئے زمین کے حکیمان کہ صاحبِ دوا و صاحب حکمت ہیں۔ خرد میں سے ہر شخص دارو نہیں دیتا۔ مگر وہ جو کہ عالم ہو اور شفا پلاتا ہو۔

بلکہ درد مند کیلئے طبیب کرتے ہیں۔ کہ درد شفا کی امید رکھتا ہے۔ اس وادیہ کا بیمار چار نوع سے باہر نہیں ہیں۔

اول : یہ وہ بیمار ہے۔ جو حسد کی وجہ سے اعتراض کرتا ہے۔ یہ بیمار قابلِ علاج نہیں ہے۔ اس لئے کہ حسد کی بناء پر مقدمات کو قبول نہیں کرتا

ہے۔ شعر

کُلُّ الْعَدَاوَۃِ قَدْ تَرْجِی اِزَالَتِھَا

اِلاَّ الْعَدَاوَۃَ مَنْ عَادَاکَ مِنْ حَسَدٍ۔

ہر عداوت کے ازالے کی امید ہوتی ہے۔

سوائے اس عدوات کے جو حسد سے پیدا ہو۔

دوم : یہ وہ بیمار ہے۔ جو حماقت کی وجہ سے مرض میں مبتلا ہوتا ہے۔ یہ بیمار بغیر خردمند کے علاج پذیر نہیں ہوتا ہے۔

سوم : یہ وہ بیمار ہے۔ جو کسی چیز کے فہم میں نہ آنے کی وجہ سے مضطر ہو جاتا ہے۔ اور یہی اس کی بیماری کا سبب بنتا ہے۔ اپنے مقصود پانے کیلئے سوال کرتا ہے۔ محض اعتراض کیلئے سوال نہیں ہوتا۔ بلکہ استرشاد کے واسطے ہوتا ہے۔ اگر یہ جانتا ہے۔ کہ اس کا جواب جو معالجت میں آئے پلید ہے۔ تب بھی وہ اس میں نہیں پڑتا ہے۔ کَمَاقَالَ علیه السلام نَحْنُ مَعَا شِرُ الْاَنْبِیَاءِ اُمِرْنَا اَنْ نَّتَکَلَّمَ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ۔ ترجمہ : ہم گروہ انبیاء کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ ہم سب لوگوں سے ان کے عقول کے مطابق کلام کریں۔ قطعہ

جوہر عرفان بود از معدنی * کان نہادہ در درون اولیای

گوش ہر کس بر نتابد جوہرش * جوہری باید کہ دریا بد بہای

ترجمہ : اولیاء کے درمیان معدن سے جوہر عرفان ہوا۔ ہر شخص کی عقل اس جوہر سے نہیں چمکتی۔ جوہری اس کی قیمت کو دریافت کرتا ہے۔

بعض اطباء کہتے ہیں کہ یہ بھی علاج پذیر ہے۔ اگر صاحب فہم ہے۔ تو

پھر تیرا کام نہیں ہے۔ بَلْ كَذَّبُوا[۱] بِمَالَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهٖ۔ ترجمہ: بلکہ اسے جھٹلایا جس کے علم پر قابو نہ پایا۔

چہارم: یہ وہ بیمار ہے۔ جو کسی مسئلہ میں مضطر ہو۔ باوجودیکہ وہ زیرک، تیز فہم اور عقل اس پر غالب ہو۔ یعنی مغلوب غضب، شہوت اور جاہ حشمت ہو۔ آفرین بیمار علاج پذیر ہے۔

(اس تمہید کے بعد اب جوابِ سوال کی طرف آتے ہیں) توحید العوام لا الہ الااللہ اور توحید الخواص لاھو الا ھو پر دو اعتراضات ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جب اس معنی میں شریک نہیں ہے۔ تو اس کے کہنے میں کیا نقصان ہے۔ کہ تمام خلائق کی سبب سعادت یہی ہے۔ اور تمام ملک کے قاعدہ واصل یہی ہے۔ لاَ ھُوَ اِلاَّ ھُوَ میں تناقص ظاہر ہوتا ہے۔ استثناء مستثنیٰ منہ کا عین ہو۔ تو جان کہ اعتراض اول تیرے نقض سے معرض طعن میں ہے۔ لا الہ الااللہ کلمہ میں خطا خیال کرنا تیرے نقض سے معرضِ طعن میں ہے۔ بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ لا الہ الااللہ کا مجرد معنی عام ہے۔ اور اس معنی میں تمام مؤحدان شریک ہیں۔ ناقص، کامل، عام، خاص بلکہ جہود و ترساسب لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔ توحید کے باب میں خلاف نہیں ہے۔ ترسایان (یہودی) ثالثُ ثلٰثہ کہتے ہیں۔ نہ یہ کہ وہ تین خدا پڑھتے ہیں ان سب کا مقصود یہ ہے کہ وہ واحد بالجوہر ہیت، ثلث بالقیومیت اور اس میں قیومِ صفات چاہتے ہیں۔ اس مسئلہ کی تفہیم کافی وسیع ہے۔ اور لا ھو الا ھو میں لا الہ الا اللہ کا معنی مضمر ہے۔ لیکن اس میں جو زیادتی ہے۔ بجز خواص کے اسے کوئی نہیں جان سکتا ہے۔ اس کا معنی عوام کی عقل کے

[۱] پ ۱۱ سورہ یونس ۳۹۔

اندازہ پر نہیں ہے۔ لا الہ الا اللہ کا معنی تمام عوام کیلئے قابل فہم ہے۔

دوسری بات آپ نے مشرب شطار کے ذکر سے متعلق تحریر کیا ہے۔ اس ذکر میں ہشت رکن مشہور اور ان میں چند جگہ مذکور ہے۔ اور نیز فرمایا ہے۔ کہ ہشت جامیں تصور کرنا۔ ہر جگہ میں جو کچھ فرمایا ہے اسے بجا لانا ہے۔ ذکر سے مقصود دل کو تمام مقاصد اور تفرقاتِ متنوعہ کی توجہ بجانب ذات بنانا ہے۔ کہ کائنات اس کا پرتو ہے۔ فکر خاطر سے مدعا تمام مراصد و خطرات مختلفہ میں متنبہ کرنا ہے۔ بجانب حضرت کہ موجودات اس کی روشنی ہے۔ قطعہ

ذکر میدنی چہ باشد اے عزیز * خاطر از ہر کار برکندن بود
رشتۂ خاطر گسستن از ہمہ * باسر زلف صنم بستن بود

ترجمہ: اے عزیز تو ذکر کو کیا جانتا ہے۔ ذکر تو ہر کام کو اکھاڑنے کیلئے ہے۔ رنجیدہ دل کے رشتہ کو صنم کے زلف سے باندھنے کیلئے ہے۔

عینِ حضور مقصود میں ہر جگہ سے مذکور و حاضر ہو۔ اور جمعیت محض میں تفرقہ ہوتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ اخوئے محترم نے جو کچھ خطور ذکر کیا ہے۔ وہ نہایت دقیق ہے۔ ہر طالب صادق کو چاہیئے کہ جب ملاحظہ وحدت دست آئے۔ اور مشاہدہ حضرتِ نیک سے آمادہ ہو تو جائے مذکورہ کیلئے تفرقہ خاطر عین جمعیت ہے۔ کیونکہ عالم حسن ہے کہ اس جگہ رفیق فرصت طلب کرتا ہے۔ لیکن عالم وہم میں کمال سرعت ہے۔ قطعہ

نور خورشید آمدہ وہم لطیف * کو بیکدم میرو دہر حا بجای
نور خورشید از مشرق سرزند * درہما ندم میشود مغرب کرای

ترجمہ: خورشید کا نور وہم لطیف سے آکر ایک دم ہر جگہ پہنچتا ہے۔

خورشید کا نور مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔ اور مغرب میں جاکر غروب ہوتا ہے۔

اس زمانے میں کہ یہ درویش قدوۃ العارفین، اسوۃ المحققین، خورشیدِ سپہر ولایت، دورِ ہدایت علاؤالحق والدین نَوَّرَ اللّٰہُ قَبرَہٗ کی خدمت سے بجانب سکانون متوجہ ہوا۔ اور حضرت شیخ شرف الدین کے شرف کے ابناء سے مشرف ہوا۔ بعد از استفادۂ فوائدِ ظاہری وباطنی واستخاذۂ موائد باہری ہندوستان کی جانب آیا۔ اور پھر کام کا آغاز کیا۔ تو اصلاً خیر ادراک و تمییز افلاک سے کچھ نہیں آیا۔ اس زمانِ واحدۃ میں نقش کہتے تھے۔ اپنے پاسے ساز بناتے۔ اور دوسرا شخص اس کی پشت سے لکھی ہوئی کوئی چیز پڑھتا۔ وہ تمام وقت انشائے شعر کے کمالِ فصاحت میں گذر جاتا۔ اور معنی شعر دیگر ہے کہ وہ بغایت مشکل ہے۔ حواس کیلئے اس کا حل اور اس میں کوئی کام کرنا آسان کام نہ تھا۔ قطعہ

زہے ذہن انسانی و طبع لطیف * کہ بنہاد از لطف در وی خدای

کہ از پنج تا پنج یک دم کند * بیک پنجہ و پنجہ آرد بجای

ترجمہ: انسان کا ذہن اور اس کی طبیعت کیا خوب ہے۔ کہ جسے خدا کے لطف سے اس میں رکھتا ہے۔ کہ ایک دم پانچ سے پانچ تک کرتا ہے۔ اور ایک پنجہ سے دوسرا پنجہ لاتا ہے۔

ہرگاہ کہ حقیقتِ انسانیہ ہندیہ ایسے غرائب کرتے ہیں۔ کہ اگر ہمت اور ولایت سے کسی دلپذیر مرید کو یہ نوعِ اذکار واسرار تعلیم کردیں تو کیا عجب؟

قطعہ

ہمت پیران اگر سوے مرید * التفاتی میکند از اہتدای

چیست دہ کاری کہ کار صد ہزار * میکند در حالت وحدت برای

ترجمہ: اگر پیران کی ہمت مرید کی جانب ابتدا سے التفات فرمائے۔ تو دس کام کیا ہے۔ صد ہزار کام اس حالت وحدت میں کر گذریگا۔

اے برادر جو کچھ آپ نے خانوادہ نقشبندیہ کے اشتغال سے متعلق استفسار کیا ہے۔ وجوہِ ثلثہ میں سے ایک تمھارے لئے کہتا ہوں۔ اور یہ وضع خاندان مذکور ہی کا خاصہ نہیں ہے۔ بلکہ تمام مشائخ متاخرین نے اس اختراع کو تجویز فرمایا ہے۔ قطعہ

چو بینی بر اورنگ توحید شاہ * کہ در صورت آید معانی نمای

برد صورت او بلوح رواں * بکف صورت آید ز صورت روای

ترجمہ: جب تم شاہ کی توحید کے تخت پر دیکھو۔ کہ معانی کی صورت آتی ہے۔ تو اس کی صورت لوح رواں سے لے جاتی ہے۔ صورت کے کف سے صورت رواں آتی ہے۔

جس وقت یہ درویش حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی ملازمت میں تھا۔ اور صوری و معنوی استفادہ و سوری و علوی استجازہ کیا۔ مشغولیات سے مختلف قسم کے التفات سے بہرہ مند فرمایا۔ اپنے اصحاب کے ساتھ مجھے بھی اس ذکر کی تلقین فرمائی۔ اولاً آں عزیز صورت کہ اس کی نسبت سے یافتہ ہو خیال میں لائے۔ تاکہ اس کے لئے اثر حرارت و کیفیت معہود پیدا ہو۔ پس اس کیفیت کا ملازم ہو۔ اس صورت و خیال کے ساتھ کہ روح مطلق کا آئینہ ہے۔ دل سے متوجہ ہو۔ جو کہ حقیقت انسانی سے عبارت ہے۔ کہ مجموع کائنات خواہ سفلی ہو یا علوی اسی سے مفصل ہے۔ اور تمام موجودات صوری و معنوی متحمل ہے اگرچہ حلول واتحاد اس کے اجسام میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ منزہ ہے۔ قطعہ

چہ دانی کہ دل چیست در جسم دہر * منزہ ز اربع عناصر برای
لطیفہ بود او زلطف خدای * کہ بیروں ترآمد زہر دوسرای

ترجمہ: تو کیا جانتا ہے کہ جسمِ دہر میں دل کیا ہے۔ اربع عناصر سے پاک لطفِ خدا سے اس کا لطیف ہے۔ جوہر دوسرا سے بیروں تر آیا ہے۔

اس کے اور لحم صنوبری کے درمیان نسبت ہے۔ لحم صنوبری سے چشم، فکر اور خیال کی توجہ کو باہم تقویت ملتی ہے۔ اور روئے نشستن راہی کے لے جانا فرض نہیں ہے۔ جو کچھ اس دولت کے مانع ہو بجمیع قوا سے اس کی نفی کرے۔ اس جگہ مجمل بکلی جو ایک نوع غیب دست دیتی ہے۔ کہ اس کا مقدمہ اثرِ جذبہ ہے۔ قطعہ

بدریای صورت چناں سر نہد * کہ آید از و در معنی بدست
بجای کہ صورت درآید بکف * کہ بمان لوح صورت درو ہرچہ ہست

ترجمہ: صورت کے دریا میں سر ایسا رکھا کہ اس سے معنی ہاتھ آتا ہے۔ جو صورت اس جگہ کف سے ظاہر ہو۔ اس صورت کی ہر شے کو لوح میں کرلے۔

اگر دل میں تشویش آئے۔ تو حضرت پیر کے احضارِ خیال سے امید ہے کہ مرتفع ہو جائیگی۔ اگر دوبارہ لوٹ آئے۔ تو تین مرتبہ اپنے نفس کیلئے ایسا کرے۔ یہاں تک کہ اس کا دل ہر چیز سے خود بخود خالی ہو جائے۔ اس کے بعد طریقہ مذکور میں مشغول ہو جائے۔ پھر بھی تشویش باقی رہے۔ تو تین مرتبہ یہ پڑھے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ جَمِیْعِ مَاکَرِہَ اللّٰہُ

قَوْلاً وَّفِعْلاً خَاطِرًا سَامِعًا نَاظِرًا لَاحَوْلَ

وَلَا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

اس جگہ آں برادر نے لکھا ہے کہ خطرہ بندی کس طریقے سے دست آئے۔ جاننا چاہیئے کہ جب توجہ کلی میں چندبار خطرات آئے۔ اور طالب اسے صفحہ خاطر سے لے جانا چاہتا ہو۔ تو توجہ تمام سے مصحف جامعہ وہمتِ تام سے کتاب فاقعہ کی جانب متوجہ ہو۔ اگر سمجھے کہ ملول ہو گا۔ تو اسے ترک کردے۔ کہ وہ وسوسہ وخیال اس کے مشوش میں سے ہے۔ موجودات حق میں سے ایک موجود ہے۔ اور تنوعات مطلق سے اس کیلئے حقیقت سے قائم بحق جانے۔ بلکہ عین حق کہ باطل بھی ظہورات حق سے ہے۔ كَمَا قَالَ الشَّيْخُ اَبُوْ مَدْيَنَ قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهُ۔ جیسا کہ شیخ ابو مدین قدس اللہ روحہ نے فرمایا۔ شعر

لَا تُنْكِرُوْا الْبَاطِلَ فِيْ طُوْرِهٖ

فَاِنَّهٗ مِنْ بَعْضِ ظُهُوْرَاتِهٖ

وَاعِظْ مِنْكَ بِمِقْدَارِهٖ

حَتّٰى تَوَفّٰى حَقُّ اِثْبَاتِهٖ

ترجمہ : باطل کے اپنے طور میں انکار نہ کرو۔

پس بے شک وہ اللہ کے بعض ظہورات میں سے

ہے۔ اس کی مقدار سے تو نصیحت حاصل کر۔ یہاں

تک کہ حق اپنے اثبات سے پورا ہو جائے۔ قطعہ

طالب صادق بدریای شہود * غوطہ زر تاشود گوہر ترای

میشود امواج دریایش حجاب * باک نبود موج بحرست موجہای

ترجمہ : طالب صادق دریا شہود میں غوطہ لگائے۔ تاکہ تیرے لئے گوہر نکالے۔ اس کے دریا کے امواج حجاب ہوتے ہیں سمندر کے موج سے خوف نہیں ہونا چاہیئے۔

طالب صادق و سالک واثق اپنی نسبت میں اس دولت سے مشرف ہو۔ تو چاہیئے کہ زمانے کے تمام تفرقات سے جمعیت کا چہرہ ظاہر کرے۔ قطعہ

تاکہ در نسبت بایں وآں شوی * نیست جمعیت تفرقہ آمد بجای
نسبت ہر ایں وآں رازہ زدست * نیست نسبت ہست منسوب خدای

ترجمہ : تاکہ تو ایں وآں سے نسبت میں ہو جائے۔ جمعیت سے تفرقہ نہیں آتا ہے۔ ہر ایں وآں کی نسبت کو دست میں لے۔ کوئی نسبت منسوب خدا سے خالی نہیں ہے۔

جاننا چاہیئے جب فنا فی الشیخ دست آئے۔ تو پھر رفتہ رفتہ فنا فی اللہ کی جانب قدم بڑھائے۔ آیا ہے کہ ایک عزیز حضرت مولوی کے سلسلہ میں تھے۔ فنا فی الشیخ کے رتبہ کو پہنچنے کے بعد کہا کہ :

لو کان فینا الوھیۃ صورۃ * ھی انت لا اکنی ولا اتردد

ترجمہ : اگر ہم میں اُلوہیت کی کوئی صورت ہوتی تو وہ صورت تیری ہی (شیخ) ہوتی۔ میں اس کے بیان کرنے میں نہ کنایہ کر رہا ہوں اور نہ تردد۔

یہ بحسب مواخذہ کہتے ہیں۔ ورنہ صورت الوہیت اس سے غیر نہیں ہے۔ اور حضرت خواجہ حافظ نے فرمایا ہے۔

مصرعہ : گوہر چو دست داد بدریا چہ حاجت است۔

ترجمہ : دریا سے جب دست میں گوہر آیا تو اب کیا حاجت باقی ہے۔

گوہر سے مراد مواہب ہیں۔ نہ کہ عقل جو راہبر اول ہے۔ یہ مؤثر کے اثر کی طرف جاتی ہے۔ اور یہ گروہ مؤثر سے اثر میں آتا ہے۔ قطعہ

ہر کہ در دریای صورت پیر خویش * غوطہ زد بہر گوہر بحر رای

در کف آید بحر کر گوہر بود * نیست جز دریا دگر گوہر ترای

ترجمہ : جو کوئی دریا میں اپنے پیر کی صورت کیلئے غوطہ زن ہوگا۔ تو دریا سے کف میں گوہر لیکر آئیگا۔ دریا میں تیرے لئے دوسرا گوہر نہیں ہے۔

حق تعالیٰ ہر طالبِ صادق کو اپنے مطلوب سے بہرہ مند فرمائے۔ اور ہر سالک کو محبوب کے چہرہ سے مستفیض فرمائے۔ (آمین) بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاٰلِہِ الْمَوَائِدِ۔

۲۷واں مکتوب

(ہر ولی کیلئے خطہ کا معین ہونا اور سید عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ پر عنایتِ مخدومی کا بیان)

برادر اعز ارشد شیخ نجم الدین دعائے خیریتِ دارین و عافیتِ کونین درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ مقاماتِ ولایت و ایثارِ داراتِ درایت سے متعلق آپ نے استفسار کیا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ حق تعالیٰ نے ولایتِ ہندوستان کی تقسیم اولیائے روزگار سے فرمایا ہے۔ ہر ایک اپنے خطے کی حفاظت بلاہائے متنوعہ کے نزول وآفتہائے مختلفہ کے حلول سے فرمارہے ہیں۔ نہ اس لئے کہ اموالِ جیفہ کے اخذ و منالِ کثیفہ کی جانب ہیں۔ قطعہ

بادشاہ ہفت اقلیم و فلک * ہفت اقلیم جہانرا از عطای
داد ہر یک اولیائے خویش را * تا حمایت می کنند از ہر بلای

ترجمہ: ہفت اقلیم و فلک کے بادشاہ نے جہاں کے ہفت اقلیم کو اپنی عطا سے دیا۔ اولیائے کرام میں سے ہر ایک کی تائید فرمائی۔ تاکہ وہ بلا سے حفاظت میں رکھیں۔

آیا ہے کہ حضرت شیخ احمد زندہ پیل جام رحمۃ اللہ علیہ نے ہراۃ کے مزارات متبرکہ و مقابراتِ منورہ کی زیارت کیلئے سعی کی۔ اس زمانے میں ہراۃ کے اکابر روحانیہ ہراۃ کی جانب متوجہ ہوئے۔ توآپ سے اس کے بارے میں استفسار کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہراۃ انصارِ بان کا باغیچہ ہے۔ اور باغ میں لوگ باغبان کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہوسکتے۔ قطعہ

زہے باغ پر لالہ و گل ہراۃ * کہ بشگفت از ہمت اولیای

بیارد قدم نہ دکسے در چمن * اگر باغبان را نباشد رضای

ترجمہ: ہراۃ باغ لالہ و گل سے کیا خوب پُر ہے۔ کہ وہ اولیائے کرام کی توجہ سے ہرا بھرا ہے۔ کوئی بھی باغ میں باغبان کی رضا کے بغیر قدم نہیں رکھ سکتا۔

جب روحانیہ اولیاء سے رضا طلب کر کے قدم رکھا۔ تو ہراۃ کے اکابر و اصاغر سب نے کہا کہ پیشوا آئے ہیں۔ ہر ایک نے پالکی کو اٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن اس کے باوجود کچھ اصاغر کو پالکی اٹھانے کا موقع نہ ملا۔ قطعہ

زہے پادشاہان اقلیم دین * کہ اورنگ شانزا بود چارپای

بھر پایہ سروران سرد ہند * چہ سر گر نباشد بپادر سرای

ترجمہ: اقلیم دین کے بادشاہان کیا خوب ہیں۔ کہ ان سب کے تخت کے چارپائے ہیں۔ ہر پایہ کیلئے سرداران اپنا سر دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ کوشش میں سر نہ دے سکے۔

ایک زاہد تھا۔ جو کہ ان کی خدمت میں نہیں آیا تھا۔ آخر میں سر کے بل ان کی خدمت میں آیا۔ حضرت شیخ عبد اللہ انصاری کی خانقاہ میں مہمان بن کر تھے۔ فرمایا کہ حضرت شیخ ابو طاہر بن عبد اللہ نے ضیافت میں انتہا کی کوشش کی ہے۔ جب ہراۃ سے حضرت چشت صَانَهَا اللّٰهُ عَنِ الْحَدَثَاتِ کے مزارات متبرکہ و مقبرات منورہ کا عزم کیا۔ جب آپ قریب ہوئے۔ تو حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ اس جگہ سے باہر آئے۔ اور جمع کثیر میں ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی۔ ان سے رضا طلب کی اور حد ولایت میں داخل ہوئے۔ قطعہ

ازیں سوے خورشید وزاں سوے ماہ * رسیدند بہ برجی قران یافتند

بہم ماہ و خورشید بردند نور * کشیدہ شدی درمیان یافتند

ترجمہ: اِس خورشید کی جانب سے اور اُس ماہ کی جانب سے ملنے کے سبب سے ایک نور پہنچا۔ جو ان دونوں کے درمیان کشیدہ ہوا۔

باہم ملاقات کے بعد اپنی ولایت کی جانب سے ملنے کے سبب سے ایک نور پہنچا۔ جو ان دونوں کے درمیان کشیدہ ہوا۔

باہم ملاقات کے بعد اپنی ولایت کی جانب عزمِ سفر ہوئے۔ اسی زمانے میں حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے ملتان تشریف لائے۔ اور حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت میں پہنچے۔ ضیافت ہوئی۔ بعد از اختتامِ صحبت قطب سپہر ولایت نے تبسم کر کے فرمایا کہ برادر اعز بہاؤالدین نے ضیافت کی۔ لیکن یہ ضیافت خشک رہی۔ وہ سب سمجھ گئے کہ یہ محفل سماع کی جانب اشارہ ہے۔ جو درویشوں کے یہاں رائج ہے۔ قطعہ

بزم شاہان ولایت در جہاں * پر بود از ہر نعیم جانفزای

گر نباشد صوت و نقش مطربان * خشک می گویند تر ساز از نوای

ترجمہ: شاہانِ ولایت کا بزم جہاں میں ہر قسم کے نعمت سے پُر تھی۔ اگر صوت و نقش محفل میں نہ ہو تو تر ساز کو بھی خشک آواز کہتے ہیں۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے قوال کو خود طلب فرمایا۔ جب قوال خانقاہ میں پہنچا تو آپ نے خود ایک چوب لیکر خانقاہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ جب محفل سماع شروع ہوئی تو اصحاب خواجہ قطب سماع میں آئے۔ اور اس انداز سے اللہ کا ورد کیا کہ جیسے ان کی آواز فلک سے گذر گئی ہو۔ قطعہ

چو ناہید سازان بزم غنا * بگردون رسانند صوت نوای

ہمہ صوفیان ولایت فروز * بچرخ آمدند باہم از ہوی وہای

ترجمہ : جب بزمِ غنا کے ناہید ساز نے صوت کو زمانے تک پہنچایا۔ تو ولایت فروز کے تمام صوفیہ شور و غوغا (ذکر اللہ) سے باہم ملکر آسمان پر آئے۔

صوفیانِ ولایت آمیز کی نوا و درویشانِ عنایت انگیز کی صدا فلک سے ظاہر ہوئی۔ تو درویشانِ سلسلہ سہروردیہ و دلریشانِ فرقہ شہابیہ کے کچھ لوگ باہر آئے اور بڑی سختی سے کہا کہ ملتان کی خانقاہ میں پانچ سو سال کے بعد خلافِ شریعت کام ہو رہا ہے۔ عجب لوگ ہیں کہ جنھیں حضرت بہاؤ الدین نے دربانی کیلئے لیا۔ وہ ان کی طرف خلافِ شریعت کام کی نسبت کرتے ہیں۔ قطعہ

کسانیکہ از صوت نقش سرور * برآیند بہفتم فلک بروراى

چگونہ بگوید کسے بہر شان * کہ بیروں زنسبت زنند دست وپای

ترجمہ : جسے صوتِ نقش سے سرور آئے۔ ہفت افلاک اس کے پیچھے ہیں۔ کس قدر ان کی شان کیلئے کوئی کہتا ہے کہ نسبت سے انھیں بیروں کرتا ہے۔

جب ان اکابر کی گفت و گوئی اور ان اماثر کی جست و جوئی حد سے گذر گئی۔ تو حضرت شیخ بہاؤالدین نے فرمایا۔ کہ اگر وہ سب چاہیں تو اس درویش کے امر و نہی میں آئیں۔ ورنہ خانقاہ کے لوگ اس محفل میں آئیں۔ ان کی طرف سے درویشوں کو سماع سے باز رکھنا۔ در حقیقت درویشانِ قطبیہ کے آتشِ شوق و صوفیانِ چشتیہ کے شعلہ شوق کو اپنے ہاتھ سے پکڑنا ہے۔ اور انھیں گل کرنا ہے۔ قطعہ

چناں در گرفت آتش تیزتر * کہ از خشک وتر درزمان سوختہ
زسوزندہ آتش کہ برزد فروغ * چہ خشکی کہ ترہم بر افروختہ

ترجمہ: تیز تر آتش کو گرفت میں ایسا لیا کہ خشک و تر سے زمانے میں سوختہ ہوا۔ آتش سے جلے ہوئے کو فروغ کیلئے مارا۔ کیا خشکی کیا تر ہو ہر ایک جگہ روشنی ہے۔

درویشوں کی حالت جب معمول کے مطابق ہوئی۔ اور ہر ایک رشتہ ذوق میں بندھ گیا۔ تو مزید ذوق پانے کیلئے کسی کو مرید کیا۔ جو خلافت کے لائق تھے۔ انھیں خلافت کیلئے طلب فرمایا۔ اور جو ارادت کے لائق تھے۔ انھیں ارادت کیلئے طلب فرمایا۔ حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم سب ہمراہ آؤ۔ ہر ایک کیلئے داعیہ استفادہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ سب ان کے ساتھ آئے۔ پھر فرمایا کہ برادرانِ ملتانی تشریف لائیں۔ ہر ایک نے داعیہ ارادہ کیا اور داعیہ خلافت پکڑا۔ اس علاقے (ملتان) سے باہر جاکر خلافت وارادت کے نوازنے کا سبب یہ تھا۔ کہ وہ سرحد اکابر چشتیہ واماثر سرشتیہ سہروردیہ میں شامل تھا۔ اس جگہ ارادت و خلافت دینا سوئے ادب سے خالی نہ تھا۔ قطعہ

چو در پادشاہان ایران و تور * در افتاد باہم تخالف نبای
فریدون[1] بہم آب آمون نمود * کہ از حد کسے سر نیارد نیای

ترجمہ: جب ایران و تور کے بادشاہان میں باہم مخالفت ہوئی۔ تو فریدون نے ان کے درمیان امن ظاہر کیا کہ کوئی ایک دوسرے کے سرحد پر قدم نہ رکھے۔

۱۔ اسے فریدون گاؤ پرور بھی کہتے ہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

ان مقدمات کے ایراد و ان واقعات کی تمہید سے مقصود یہ ہے۔ کہ ان دنوں یہ درویش لکھنو سے آیا ہے۔ اور خانقاہ سے متعلق مفید بات ہو رہی ہے۔ اور عَلَم مشیخیت کو بھی بلند کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ ولایت میری طرف سے تفویض شدہ ہے۔ ان لوگوں کی تقسیمِ ولایت یہ ہے کہ اکابر چشتیہ و اماثر سہروردیہ نے باہم ملاقات کی۔ اور اس درویش کی جانب بھی باہم انقسامِ دیار و اہتمامِ امصار کیا ہے۔ جس زمانے میں حضرت شمس الدین التمش ہندوستان پہنچے۔ تو سید شمس الدین نور بخشی جو کہ غایتِ رتبۂ ولایتِ عالی و درجۂ سرایتِ متعالی کے متحمل تھے۔ ان کی صحبت میں حضرت شیخ قطب الدین اور حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہما نے سلطان شمس الدین سے ملاقات کی۔ اور ولایت کے حدود اکابرِ مسمیٰ شدہ کے بارے میں حضرت سلطان کو اکابر چشتیہ کے اسمائے گرامی شمار کرایا۔ حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خط عوض میں قصبہ جائس تا قصبہ سترک اور مشرق رویہ تا دریائے کوسی تفویض کیا ہے۔ اور ایک نفس یہاں آئیگا جو کہ جہانگیر ہوگا۔ قطعہ

زہے نور چشم ولایت فروز * کہ بیند نہ ازل تا ابد اقتضای

(بقیہ حاشیہ) جب فریدون کا باپ آبتین جمشید کے بعد ضحاک کے ہاتھ سے مارا گیا۔ تو فریدوں کی والدہ فرانگ اسے لیکر جو ابھی شیر خوار تھا۔ بھاگ گئی۔ اور ایک سبزہ زار میں پہنچی۔ اس سبزہ زار کے محافظ کے پاس ایک بڑی دودھیل گائے تھی۔ جس کا دودھ اس نے مسافروں کیلیئے وقف کیا ہوا تھا۔ چونکہ فرانگ کے پستان کا دودھ شوہر کے غم اور ضحاک کے خوف سے خشک ہو چکا تھا۔ اس لئے اس نے فریدوں کو اس سبزہ زار کے محافظ کے سپرد کر دیا تھا۔ محافظ نے بھی اسے کار خیر سمجھ کر قبول کر لیا۔ چنانچہ فریدوں اسی گائے کے دودھ سے جوان ہوا تھا۔ کاوآہن گر نے اسے ڈھونڈ نکالا۔ اور ایران کا بادشاہ بنا دیا۔ اسی نسبت سے اسے گاؤ پرور کہتے ہیں۔ ۱۲ اشرفی۔

کہ دردو دمان مہ نور بخش * برآید سری کو سر آرد بپای

ترجمہ: ولایت فروز کے چشم کا نور کیا خوب ہے کہ اس سے ازل تا ابد دیکھتے ہیں۔ نور بخش کے ماہ کے قبیلہ میں سے وہ سر ظاہر ہو کر آئیگا۔

حق تعالیٰ نے اپنی عنایتِ بے غایت ولطفِ بے نہایت سے ولایت کے آسمان کے قطب کے انفاس ومنظرِ ہدایت کے خورشید پر ایک ایسا کام اور جملہ لایا جو کہ اہل دربار کیلئے مثل شجر ہے۔ قطعہ

ہرچہ خورشید سپہر قطب چرخ * دردمید از ہمت فیروز رای

شد ہویدا آں ہم از لطف وکرم * تا قیامت ہم دیگر آمد بجای

ترجمہ: آسمان کے خورشید نے اپنی روشن توجہ سے قطب چرخ اگایا۔ لطف وکرم سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ تا قیامت اس جگہ دوسرا آتا رہیگا۔

دل میں یہ بات نہ رہے۔ کہ اسے اظہارِ کرامت کے طور پر بیان کیا جارہا ہے۔ بلکہ بمقتضائے وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ[1] اور اِفُض بِمَا تُفِيۡضُوۡنَ کے بیان کیا ہے۔ حق تعالیٰ ہر ایک کو اکابر سلف کی متابعت کے جادہ پر اور ہر ایک کو اماثرِ کلف کی مشائیت کے سجادہ پر مستقیم رکھے۔

اس درویش نے اکابرِ متعددہ واماثر مختلفہ سے جو کچھ بھی پایا۔ ان تمام کو فرزندانِ اعزالاعراق سید عبدالرزاق پر نثار کر دیا ہے۔ قطعہ

پر نعمتی کہ زیر سپہر پلنگ رنگ * از شیر بیشہائے ولایت دہ بجای

مارارسیدہ آں ہمہ راکردہ ام نثار * بر نور دیدہ کہ جلا یافت از خدای

ترجمہ: ہر وہ نعمت جو زرافہ آسمان کے زیر تربیت شیر بیشہائے ولایت

---

[1] پ ۳۰ سورہ ضحیٰ۔ ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

سے ہمیں پہنچی۔ ان تمام کو میں نے نور دیدہ (سید عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ) پر نثار کر دیا ہے۔ جو کہ خدا سے جلا یافت ہیں۔

میں نے اپنے اصحاب کو مقام تفویض کر دیا ہے۔ اور اپنے احباب کو جا سپرد کر دیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان تمام مقامات سے قیامت تک ان سے اور ان کی اولاد سے درویش (اولیائے کرام) ہوتے رہینگے۔ قطعہ

ہر عنایت راکہ کرد ایزد تعالیٰ بہر من * آں ہمہ کردم نثار از بہر یارانِ دیار

دارم از دارای ہفت اقلیم گیتی آں امید * کان نماید از عنایت تا قیامت پایدار

ترجمہ: ہر وہ عنایت جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بہرہ مند فرمایا۔ میں نے ان تمام کو دیار کے یاران کیلئے نثار کر دیا۔ زمانے کے ہفت اقلیم کے پالنے والے سے امید رکھتا ہوں کہ اپنی عنایت سے قیامت تک ان سے معدن ظاہر ہو اور انھیں پائیدار رکھے۔

۳۷واں مکتوب

(محفلِ سماع کا بیان)

برادر اعز الاصحاب شیخ نظام الدین دعائے مشتاقانہ و صفائے مشغوفانہ درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔

اے برادر: تم جو کہتے ہو کہ سلسلہ سہروردیہ و فرقہ شہابیہ میں سماع نہیں ہے۔ یہ جملہ دوسرا معنی رکھتا ہے۔ جیسا کہ دودمانِ چشت و خاندانِ اہل بہشت بطریقِ غلو کرتے ہیں۔ یہ سب نہیں کرتے۔ اور یہ شیخ نظام الدین بداونی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقے میں ہے۔ وگرنہ اکابر چشت میں بھی اس مسئلے پر شدت نہیں ہے۔ یہ درویش ۳۰ سال تک روئے زمین وربع مسکون میں سیر کرتا رہا۔ اور بہت سارے مشائخ سے ان کی حیات میں ملاقات کا شرف بھی حاصل رہا۔ لیکن کسی کو بے سماع اور بے رقت نہیں پایا۔ قطعہ

هر کرا در روے گیتی دیدہ شد * در تۃ ایں قبہ نیلی و طائی
هیچ کس بے سورش و رقت نبود * دست و پا میزد براہ هوی ہای

ترجمہ: جو کوئی زمانے کی رو میں دیدہ ہو۔ تو اس نیلی و طائی قبہ کی تہہ میں کوئی بھی بے سورش اور رقت کے نہیں ہے۔ شور و غوغا کی راہ سے دست و پا مارتے ہیں۔

حضرت شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ایسی حالت پہنچی کہ جس میں وہ وجد میں آگئے۔ اس وجدانی کیفیت سے تمام اکابر واصاغر مستفید ہوئے۔ آپ نے اپنے

خرقہ کو ٹکڑا کر کے اپنے اصحاب میں تقسیم فرمایا۔ قطعہ

پیرہن کاندر نیاز وناز دوست * ہمچو یوسف پارہ از دست ہوای

شد باخوان دادہ باید وصلہ * بہر زیب حبیب پیراہن بجای

ترجمہ: دوست کے نیاز وناز پیراہن کے اندر دستِ ہوا سے یوسف پارہ کی طرح ہوا۔ بھائیوں کو دیا۔ زیب حبیب کیلئے وصلہ پیراہن چاہیئے۔

جواز سماع کیلئے حضرت شیخ نظام الدین کے زمانے میں محضر ہوا۔ نبیرۂ قاضی منہاج اور شیخ الاسلام ہر ایک موالی نے اس پر مہر کی جب حضرت شیخ نظام الدین کے پاس دستخط کیلئے بھیجا تو اس معنی کے اعتبار سے اسی مجلس میں دو تین دن تک بیمار رہے۔ اکثر منکران نے کاروانِ آخرت کی طرف رخت سفر باندھ لیا ہے۔ قطعہ

خنجر براں زباں اولیای * می برد ہر ہفت جوش راںجای

ہر کرا در سر خرد باشد نکہ * میکند خود را تیغ اولیای

ترجمہ: اولیاء کی زبان ان پر خنجر ہے۔ ہر ہفت جوش کو لے جاتی ہیں۔ ہر ایک کیلئے سر میں خرد ہے کہ وہ خود کو تیغ اولیاء سے بچائے۔

اور وہ کہ اشارہ کیا ہے کہ اصحابِ چند وارباب عند اس مسئلے میں شدتِ امتناع میں ہیں۔ اگر وہ تغافل سے باہر آئیں تو ان کیلئے یہ مسئلہ خوب روشن ہوگا۔ وگرنہ روم کے شہر میں مبحث اکابر کو جوازِ سماع میں لکھ دیا ہے۔ ان کے براہین اور دلائل عقلیہ ونقلیہ ان میں اندراج یافتہ ہیں۔ اور عملِ مشائخ وفقہاء اور ان کی روایت ان میں اندماج پذیر ہیں۔ قطعہ

ہرچہ بود از گفت وگوئی صوت ونقش * وآنچہ از صوت وعمل آید بجای

در جواز ہر یکے دارم دلیل * گر کسے خواہد تواں مبحث نمای

ترجمہ : صوت و نقش کی گفت و گوئی سے جو کچھ ہے۔ اور جو کچھ صوتِ عمل سے آتا ہے۔ جواز میں ہر ایک کیلئے میں دلیل رکھتا ہوں۔ اگر کوئی مبحث کرنا چاہے۔

حق تعالیٰ ہر ایک کو زمزمہ سرور کی دولت نغمۂ درود سے مالا مال فرمائے۔ (آمین) بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاٰلِهِ الْاَمْجَادِ۔

۴۷ واں مکتوب

(ابیاتِ مختلفہ کے معانی کا بیان)

نتیجۃ المشائخ شیخ قیام الدین دعائے انحلال پذیر و صفائے اشکال نظیر درویش اشرف کی جانب سے قبول فرمائیں۔ آپ نے چند ابیات کے معنی سے متعلق استفسار کیا ہے۔ (ان ابیات کے معانی سابقہ مکتوب میں گذر چکے ہیں وہاں ملاحظہ فرمالیں) خواجہ خسرو علیہ الرحمۃ کی بیت کے معنی، حضرت ابو سعید ابو الخیر علیہ الرحمۃ کی رباعی، حضرت مولوی رومی علیہ الرحمۃ کے ابیات ستہ کے معانی۔ ابیات ناصر خسرو کے سبب بعض اکابر ان کی طرف سوئے مذہب کی نسبت کرتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے بعض ابیات سے وہم معلوم ہے۔ ناصر خسرو کے ابیات میں سے ایک یہ ہے۔

بالائے نہ سپہر دو گوہر مدورند * کز نور آں دو عالم و آدم منورند
ہستند و نیستند نہانند و آشکار * چوں ذات ذوالجلال نہ جسم و نہ جوہر ند

ترجمہ : نو آسمان کے اوپر دو گوہر مدور ہیں۔ کہ اس کے نور سے دو عالم اور حضرت آدم علیہ السلام منور ہیں۔ ہیں اور نہیں ہیں۔ نہاں ہیں اور آشکار۔ جب ذوالجلال کی ذات کیلئے نہ جسم ہے نہ جوہر۔

ابیات ناصری کی گفت و گوئی میں بہت زیادہ اقوال ہیں۔ بعض دو گوہر سے مراد "وحدت اور واحدیت" لیتے ہیں۔ اور کچھ لوگ دو گوہر سے مراد "جلال و جمال" لیتے ہیں۔ بالائے نہ سپہر کو جہت مکان سے نہیں لیتے۔ بلکہ رتبہ کی رفعت مراد لیتے ہیں۔ وہ جواہر نو فلک سے بالاتر ہیں۔ اگر وحدت اور واحدیت

مراد ہو تو حضرات خمس کے علم کی تصویر نو افلاک سے بالاتر ہے۔ اور اعزہ عقل و کل اور نفس کلی کے زمرے سے کہتے ہیں۔ سبحان اللہ کہ جو چیز گھر میں ہے۔ اسے بازار میں تلاش کرتے ہیں۔ قطعہ

از بدایت تا نہایت ہرچہ ہست * یک تن است از علوی و سفلی نمای
وز موالید و عناصر ہرچہ ہست * ہر یکے باشد بجائے خود نوای
در ہمہ انسان بود جسم وجود * ہر دو دیدہ نور داران خدای

ترجمہ: اول سے آخر تک جو کچھ ہے۔ وہ علوی و سفلی کے ایک تن سے نمایاں ہے۔ موالید و عناصر سے جو کچھ ہے۔ ہر ایک اپنی جگہ میں صدا ہے۔ تمام انسان میں جسم و وجود ہیں۔ ہر ایک خدا کا دیدہ نور ہے۔

حضرت مخدومی مرحومی جس وقت معارف کہنے میں کرم فرماتے تو حرکت میں آجاتے اور فرماتے کہ اشرف میں پُر درخت ہوں۔ جب یہ درخت ہلے گا تو غرائبِ اسرار کے اثمار و عجائبِ آثار کے انوار گرینگے۔ فصوص و فتوحات کے حقائق و نصوص و آیات کے نکات مجھ سے حل کرو۔ اسی طرح نوادرِ کتب و رسائل کے نام مجھ سے لو۔ آخرِ حرارت میں فرماتے کہ اگر دیگر کچھ نہیں کر سکتے تو گلستان کے اصلاح کے کرنے میں تقصیر نہ کرو۔ قطعہ

درخت گلستان وحدت منم * کہ دارم گل و بار عرفان ہزار
ہماں شجرۂ باغ توحید دوست * بجنباں کہ افتد حقائق ثمار
در و گوہر بحر وجدان مراست * صدف بشکن و در و گوہر برآر
بدریائے من ہر کہ در زد سری * برآرد ز گوہر چہ دریاے کار
علای منم سکۂ اشرفی * دریں سکہ خانہ زدم پر عیار

علای اشرفی بہم سکہ اند * روانند ببازار در روزگار

ترجمہ: وحدت کے گلستان کا درخت میں ہوں۔ کہ گل اور عرفان ہزار بار رکھتا ہوں۔ وہی دوست کی توحید کے باغ کے درخت ہیں کہ ہلانے سے ثمار کے حقائق جھڑتے ہیں۔ وجدان کے سمندر کے در و گوہر مجھ سے ہیں۔ صدف کو توڑ کر در و گوہر باہر نکالو۔ میرے دریا میں جو کوئی غوطہ زن ہوگا۔ تو دریائے کار سے گوہر لیکر باہر آئیگا۔ میں علائی ہوں اشرفی کا سکہ اس سکہ کے خانہ کو میں نے سونے چاندی کی چاشنی سے پُر کیا ہے۔ علائی اشرفی باہم سکہ ہیں۔ زمانے کے بازار میں رواں ہیں۔

حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے غایتِ اغماض میں بعض ابیات فرمایا ہے۔ قطعہ

پیر ماگفت خطا در قلم صنع نرفت * آفرین بر نظر پاک خطا پوشش باد

شاہ ترکان سخن مدعیان میشود * شری از مظلمۂ خون سیاوش باد

ترجمہ: ہمارے پیر نے فرمایا کہ صنعت کے قلم میں خطا نہیں پہنچی۔ اس کی خطا پوش کی نظر پاک پر آفرین ہے۔ شاہ ترکان مدعیان کی گفتگو کرتے ہیں۔ مظلمہ سے شر خون سیاوش باد ہے۔

جاننا چاہیئے کہ طالب صادق کو بدایت حال میں خیر و شر کے اسباب پر نظر رکھنا چاہیئے۔ جس سے جو کچھ ہو سکے اسے وہی کرنا چاہیئے اور اسی کی امید رکھنی چاہیئے۔ بلکہ اسباب سے مواخذہ و مساہلہ رکھے۔ جیسے کہ اس کی آنکھ عرفانِ نہایت کے کحل سے مکحول ہو۔ لَا یَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِہٖ (کوئی ذرہ اس کے اذن کے بغیر حرکت نہیں کرتا) کہ شہود کے ساتھ مشاہدہ کرتا ہو۔ مَاصَنَعَ اللّٰہُ فَھُوَ

خیر" (اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا۔ وہ سب خیر ہے) سے جو کچھ صادر ہو۔ اس کی وجہ خیر اور وجہ شر کو خوب و مرغوب ظاہر کرتا ہو۔ قطعہ

ہر کہ عاشق آمدہ بر حسن دوست * کز جمال او گرفتہ نہ سمای

در جمال او چناں مستغرق است * کوہ میداند جفائش چوں وفای

ترجمہ: جو بھی دوست کے حسن پر عاشق ہوا۔ اس کے جمال سے نو آسمان گرفتہ ہوا۔ اس کے جمال میں ایسا مستغرق ہوا ہے۔ کہ اس کی وفا کے بعد جفا کو پہاڑ سمجھتا ہو۔

اے عزیز حق تعالیٰ حکیم ہے۔ حکمت کے مقتضاء سے نہیں ہے۔ کہ حکیم سے سفہ سرزد ہو۔ تیری آنکھوں میں جو شر ہے۔ حقیقت میں وہ شر نہیں بلکہ خیر ہے۔ مثنویات

گفت بابا فرح کہ بد خود نیست * وآنچہ بد دیدۂ تو آں بد نیست

احمقی دید کافر قتال * کرد از خیر او ز پیر سوال

گفت ہست اندر رو دو چیز نہاں * کہ نبی و ولی نداند آں

قاتلش غازی است در رہ دین * باز مقتول او شہید گزین

نظر پاک ایں چنیں بیند * نازنین جملہ نازنین بیند

ایں چنیں بود اند درویشاں * ای دریغا و صحبت ایشاں

ترجمہ: بابا فرح نے کہا کہ بد خود نہیں ہے۔ اور جو تو نے بد دیکھا ہے وہ بد نہیں ہے۔ کسی احمق نے دیکھا کہ کافر نے اس کے خیر سے قتال کیا۔ پیر سے سوال کیا۔ تو اس نے کہا کہ وہ جاتا ہے اور چیز نہاں ہے کہ نبی اور ولی سے مخفی ہے۔ اس کا قاتل راہِ دین کا غازی ہے۔ پھر مقتول اس کا شہید ہے۔ پاک نظر

اسے دیکھتی ہے۔ نازنین جملہ نازنین دیکھتے ہیں۔ اس طرح درویشان ہیں۔ کہ ان سے بے دریغ صحبت رکھ۔

بحسبِ ظاہر اس کا معنی وہ ہے کہ خواجہ صنع اللہ اور خواجہ حافظ نے باہم مشاعرہ کیا۔ اور حاجی قوام کو ثالثی کیلئے مقرر کیا۔ وہ دونوں ماہیتِ شعر میں غایت درجے کے ماہر تھے۔ مشاعرہ شروع ہوا۔ اور خواجہ صنع اللہ کے شعر میں بحسب قواعد ایک چیز یہ تھی۔ کہ ان کا شعر وستادِ شعر سے پُر تھا۔ جیسا کہ بمقتضائے ستر واحسان ہوتا ہے۔ ہر دو عزیز کا شعر پسندیدہ تھا۔ حضرت خواجہ نے شعر میں ان ستر واخفا کی طرف ایما کیا۔ کہ "ہمارے پیر نے فرمایا کہ قلم صنع میں خطا نہیں پہنچی الخ"۔ شاہ ترکان سے مراد افراسیاب ہیں کہ سیادش[1] کا ناحق قتل کیا۔ بنابر صاحب غرضات مراد ہے۔ اور جس جگہ سیادش کا خون گرا۔ وہاں پر ہری گھاس اُگی۔ اس گھاس کو خونِ سیادش بھی کہتے ہیں۔ اس جگہ شاہ ترکان محبوب مراد بھی لے سکتے ہیں۔ یعنی محبوب رقیبان کے سخن کو غور سے سنتا ہے۔ اور محبان کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ پس خونِ ناحق کے آثار سے شرم نہیں کرتا ہے۔ جیسا کہ سیادش کو افراسیاب نے قتل کیا۔ اسکے ظلم کے اثر سے عالم مانند ہے۔ اور یہ بحسبِ ظاہر ہے۔ وگرنہ عاشق خدا سے یہ چاہتا ہے کہ معشوق کے دست سے

---

[1] شاہ ایران کے بیٹے کا نام ہے۔ جس پر اس کی والدہ سودابہ عاشق ہو گئی تھی۔ اور جب وہ مائل نہ ہوا۔ تو اس پر اتہام لگانے شروع کئے۔ جس سے وہ تنگ آکر اس جنگ میں شامل ہو گیا۔ جو افراسیاب سے ہو رہی تھی۔ لیکن اس پر بھی باپ کی بدگمانیاں دیکھ کر وہ افراسیاب کے پاس چلا گیا۔ افراسیاب نے پہلے تو اپنی بیٹی فرنگیز سے اس کی شادی کر دی۔ لیکن بعد میں بڑے ظلم سے مروا ڈالا۔ فرنگیز نے باوجود تکالیف کے اپنے بیٹے کیخسرو کو پالا۔ جس نے باپ کے خون اور ماں کی تکالیف کے انتقام میں افراسیاب کو قتل کیا۔ بعض نے اسے سیادخش بھی لکھا ہے۔ مجازاً سیادش کے معنی شاد اور خوش وخرم بھی لیتے ہیں۔ ۱۲ اشرفی۔

مقتول ہو۔ قطعہ

عاشق آں باشد کہ آواز تیغ دوست * کشتہ بیند خویش را نبود دریغ

تشنگان راہ عشق دوستان * زندگی یابند زغمزہ آب تیغ

ترجمہ: عاشق وہ ہے جو کہ دوست کے تیغ کی آواز پر اپنے آپ کو قتل کرنے میں دریغ نہ کرے۔ دوستوں کے عشق کی راہ کے تشنگان تیغ کے اشارے سے زندگی پاتے ہیں۔

حق تعالیٰ ہر عاشق کو دوست کے تیغ کے اشارے سے سیراب فرمائے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی.

خاتمہ

سلاسلِ مشائخ کے اندماج اور اسامی رواسخ کے اندراج ملوک مجدول کے دوائر کے طریق پر مشتمل ہے۔ جسے خواجہ افضل الدہر رشید الدین نے حضرت قدوۃ الکبریٰ (سلطان سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ) سے استفسار کر کے درج کیا ہے۔ زمانِ کیومرث سے زمان صاحب قرآن (میر تیمور گورگان) تک اور سلاسلِ اولیائے روزگار میں حضرات خلفائے راشدین کے زمان سے یوم الاخیر تک ہے۔

اولادِ حُسین رضی اللہ عنہ کی آبادی

اور

اولادِ یزید کی بربادی

اولادِ[1] یزید و احفاد بعید کی کثرت مثلاً اکبر عبد اللہ، اصغر ابو بکر، عمر، عقبہ، حرب، عبد الرحمٰن، ربیع، محمد وغیرہ کے باوجود اب ان کا نام و نشان نہیں ہے۔ اور اگر کہیں ہے بھی تو خامد الذکر ہے۔ لیکن نسلِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ تنہا زین العابدین رضی اللہ عنہ سے چلی۔ ہزار در ہزار علوی تمھیں ملینگے۔ اس درویش نے ان سب کو عراق و خراسان میں دیکھا ہے۔ اور اب

---

[1] یزید بن معاویہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بڑا بیٹا تھا۔ وہ بنو کلب کے سردار حسان بن مالک بن بحدل کی بیٹی میسون کے بطن سے تھا۔ جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

ہندوستان میں بھی دیکھتا ہے۔ ان کی تعداد حساب سے باہر ہے۔ اگرچہ وہ سب حساب میں ہیں۔ قطعہ

بدور گنبد دارای گردوں * زنیک و بد اثر ماند بہر جای
ہم از آثار نیک و بد تواں کرد * قیاس نیک و بد در بیش و کم ای
یزید اولاد ماندہ دوازدہ پور * یکے ہم نیست از و بر روے دنیای
یکے در ماندہ از دریای ینکاں * کہ دارد دوازدہ یم پرز درہای
اگر گوہر ز دریای ولایت * نباشد رشتہ گیتی در آمای
جہاں سیارگان دوازدہ برج * درفشاں کرد گیتی تا سرو پای
زنہ سیارہ او نہ دوائر * چوپر کاراند گرد نقطہ دارای
ولی سیارہ برج نخستیں * درفشاں کرد گیتی تا سر و پای
کہ می تابد بنہ سیارہ او * بدور نہ دوائر دور افزای
کہ زان دریا دری عبد الرزاق ست * مسلسل تابد رج گوہر آمای
کنوں می از برج حسینی * بنور نور بخش انجم آرای
چو نور آفتاب برج مودود * زبرج فرس نافہ تافت ازرای

(بقیہ حاشیہ) کی بیوی حضرت رباب کی رشتے دار تھی۔ یزید کی ولادت ۲۲ ھجری بمطابق ۶۴۲ عیسوی یا ۲۵ ھجری بمطابق ۶۴۵ عیسوی یا ۲۶ ھجری بمطابق ۶۴۶ عیسوی میں ہوئی۔ رجب المرجب سن ۶۰ ھجری بمطابق اپریل ۶۸۰ عیسوی میں جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ تو یزید تخت پر بیٹھا۔ مدتِ حکومت ۳ سال نو مہینے ہے۔ کم و بیش ۴۲ سال کی عمر میں بعارضۂ نقرس حوارین کے مقام پر فوت ہو گیا۔ سنِ وفات ۱۴ ربیع الاول ۶۴ ھجری بمطابق ۱۱ نومبر ۶۸۳ عیسوی ہے۔ اس نے چار شادیاں کیں۔ اور ان سب سے اس کی کل ۱۹ اولادیں یعنی ۱۳ بیٹے اور ۶ بیٹیاں ہوئیں۔ اس کا بڑا بیٹا معاویہ ثانی اس کا جانشین بنا۔ اور بیٹی عائشہ بنت یزید' عبد الملک بن مروان کی بیوی بنی۔ ۱۲ اشرفی

ہماں اہوی صحرای ہنر براں * فرو شد مشک ہمچو عنبر آسای

دگر خورشید رکن الدین ابو الفتح * کہ می تابد ز ملتان درہمہ جای

چو سیارہ نماند بہر خورشید * برادر کردہ شد سجادہ پیرای

بداشان گوہر عبد الرزاق ست * کہ از دریاے جیل آمد گہر زای

ترجمہ: زمانے کے پالنے والے کی گنبد کے دور سے ہر جگہ نیک و بد کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ نیک و بد کے آثار سے کوشش کی کہ نیک و بد کے قیاس کو کم و بیش میں لائے۔ اولادِ یزید دوازدہ پور ماندہ ہوا۔ ان میں سے ایک بھی دنیا کے رو پر نہیں ہے۔ نیکوں کے دریا سے صرف ایک باقی رہا۔ جو دوازدہ موتیوں سے پُر تھا۔ اگر دریائے ولایت سے گوہر نہ ہو۔ تو زمانے کا رشتہ آمائی میں ہے۔ جہانِ سیارگان نے بارہ برج سے زمانے کو اول تا آخر روشن کیا ہوا ہے۔ اس کے نو سیارگان کے نو دائرے ہیں۔ جیسے زمانے کے نقطے کا پر کار ہے۔ برج کے سیارہ کا ملنا اولین درفشاں ہے۔ جیسے کہ چاند کے انوار کا سایہ ہے۔ کہ اس سے نو سیارے چمکتے ہیں۔ نو دائرے کے دور سے دور افزا کہ اس دریا سے عبد الرزاق ہیں۔ برج سے مسلسل روشنی ہے۔ اب حسینی برج سے چمکتا ہے۔ نور بخش کو نور سے انجم آرائی حاصل ہے۔ جیسے مودود کے برج سے آفتاب کا نور ہے۔ وہ صحرا میں مشک و عنبر کی طرح خشبو پھیلا رہے ہیں۔ دوسرا رکن الدین ابو الفتح کا خورشید ہے۔ جو ملتان سے تمام جگہوں میں چمکتا ہے۔ جب سیارہ خورشید کیلئے ماند نہیں ہوا۔ تو برادر کو سجادۂ پیر کیا۔ تو جان کہ عبد الرزاق کے گوہر کی شان ہے کہ دریائے جیل سے خوب گوہر آیا۔

حق تعالیٰ نے نسلِ علویان میں برکت عطا کی۔ اور تخمِ یزید[1] کو جہاں سے ختم کر دیا۔ تاکہ جہاں والے خوب سمجھ لیں کہ بد کرداری سے کسی کو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اور ابھی کارِ آخرت مشیت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے عمل کے مطابق فیصلہ فرمانے پر قادر اور اس کے اعمال پر دانا ہے۔ حق تعالیٰ اربابِ دولت و اصحابِ شوکت اور اس درویش کے اخوان کو اہل سنت و جماعت کے راستے پر گامزن رکھے۔ اور اس کے دوستان کی دوستی اپنے دل میں رکھے۔ (آمین) بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاٰلِهِ الْمَوَارِدِ الرَّاجِعِ اِلَی اللّٰهِ۔

---

[1]۔ یزید کے لعن سے متعلق امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ سکوت اختیار کیا جائے۔ شرح عقائد نسفی میں اسی قول کو ترجیح دی گئی ہے۔ وَبَعْضُهُمْ کہہ کر دوسرا قول یعنی یزید پر لعنت کے جواز کا قول پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً علامہ ابن جوزی' امام احمد بن حنبل اور قاضی ابو یعلی وغیرہ۔ النبراس میں ہے کہ لعن کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: لعن وصف عام کے ساتھ جیسے جھوٹوں پر خدا کی لعنت' یزیدیوں پر خدا کی لعنت وغیرہ۔ یہ صورت جائز ہے۔ یہاں تک کہ شرع مطہرہ میں بعض صغائر پر وصف عام کے ساتھ لعنت موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ۔ ترجمہ عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

دوسری قسم: شخص معین پر لعنت یہ صورت اسوقت جائز ہوگی۔ جب اخبار شارع سے کسی کی موت کفر پر ثابت ہو۔ مثلاً فرعون' ابو جہل وغیرہ۔

تیسری قسم: ایسے شخص پر لعنت جس کی موت کفر پر ہوئی یا نہیں۔ غیر معلوم ہو۔ یہ صورت غیر جائز ہے۔

اس مختصر سی تقریر سے یہ مسئلہ اب روشن ہوا۔ کہ وصف عام اور ایسا شخص جس کی موت اخبار شارع کے مطابق کفر پر ہوئی۔ اس پر لعنت جائز ہے۔ تیسری صورت میں شخص معین پر لعنت جائز نہیں ہے۔ یزید کی موت کفر پر ہوئی یا نہیں۔ غیر معلوم ہے۔ اس ئے احناف کے نزدیک "یزید پر لعنت ہو" کی بجائے "یزیدیوں پر لعنت ہو" یعنی وصف عام سے کہنا جائز ہے۔ ۱۲ اشرفی۔

معاویہ ثانی کا دور اقتدار

<<< >>>

معاویہ بن یزید بن معاویہ کو ۶۴ ھجری ربیع الاول میں لوگوں نے تخت پر بٹھایا۔ اور ان سے بیعت کی۔ انھوں نے ۴۰ روز تک حکمرانی کی۔ جمادی الاولیٰ سن ۶۴ ھجری میں معاویہ بن یزید نے ارکانِ دولت و اعیان مملکت کو بلکہ امراء و سپاہ اور غرباء کو جمع کیا اور ممبر پر چڑھ کر خطبہ دیا۔ اور فرمایا کہ اے مومنانِ حق پرست آگاہ رہنا کہ میرے والد نے اہل بیت کے ساتھ بہت برا سلوک کیا۔ ان کے میراث کو غصب کیا۔ ان کے استحقاق کو چھینا۔ یہ گوشت و پوست کام نہیں آسکتے۔ خطبہ کے درمیان یہ بھی فرمایا کہ اورنگِ مملکت و سریرِ سلطنت جسے چاہیئے اسے مبارک ہو۔ یہ کہکر نیچے آگئے۔ یہ اول بچہ ہے۔ جو اکابر کی جگہ پر بیٹھا۔ قطعہ

ہزار آفرین و کرور آفرین * کسے را کہ انصاف آرد بجای
نہ کودک بود کز بزرگان گذشت * گزیں گونہ اورنگ برداشت پای

ترجمہ : ہزار اور کروڑ آفرین اس کیلئے جو انصاف لائے۔ گذرے ہوئے بزرگان میں سے اگرچہ بچہ ہی کیوں نہ ہو۔ ایسے ہی انصاف کے ساتھ تخت پر قدم رکھے۔

المومن باللہ مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ

<<< >>>

عبد اللہ زیاد کے انتقال کے بعد مراون خلیفہ بنا۔ خلیفہ بنتے ہی اس

نے کہا اَلدَّھرُ کَالدَّھرِ وَالاِنسَانُ وَاحِدَۃٌ اَلمُلکُ بَعدَ اَبِی یعنی زمانہ پہلے زمانے کی طرح ہی ہوگا۔ اور انسان ایک ہے۔ بادشاہت میرے باپ کے بعد ہے۔ جمادی الاولیٰ سن ۶۴ ھجری میں مروان نے خالد کی ماں کو طلب کیا۔ کوفہ میں سلمان بن صرد اور کچھ شیعہ لوگوں نے طلب حسین رضی اللہ عنہ کے لئے خروج کیا۔ اور کربلا میں پہنچ کر زیارت کے دوران خوب گریہ و زاری کرتے ہوئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے معذرت کرنے لگے۔ کہ ہم اسوقت آپ کی مدد نہ کر سکے۔ اب ہم آپ پر جان فدا کر دینگے۔ قبیلہ بنی امیہ میں سے جو بھی کوفہ میں آتا۔ اسے قتل کردیا جاتا تھا۔ مروان نے ایک سال بادشاہت کی۔

عبد الملک بن مروان

والد کے انتقال کے بعد بادشاہ ہوئے۔ بنو امیہ میں صاحب تدبیر اور مروان بن حکم سے شجاع تر تھے۔ حجاج بن یوسف عبد الملک کے عہد میں گورنر بنا۔ اور اکثر سادات کرام کو قتل کیا۔ عبد الملک نے خواب دیکھا کہ چار مرتبہ محرابِ کعبہ پر بول کیا ہے۔ کسی سے اس کی تعبیر دریافت کی۔ تو معبر نے بتایا کہ تمھارے چار لڑکے اقصائے عجم کے بلا دمیں حکومت کرینگے۔ حق تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔ کہ اس کے چار لڑکے ولید' سلیمان' یزید اور ہشام نے حکومت کی۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے ہیں۔ کہ بنو امیہ کی حکومت اور کعبہ کے بول کرنے میں کچھ فرق نہیں تھا۔ قطعہ

کسے راکہ اندک خرد درسراست * نداند یقین در سپنجی سرای

کہ سادات سر کعبہ عالمند * بصدق و صفا کرد باید ہوای

سر بر سر دست برداشتن * کم از بول بر کعبہ نبود برای

ترجمہ : جس کے سر میں معمولی سی بھی عقل مندی ہو۔ وہ سرائے کے مہمان میں یقین نہیں جانے گا۔ سادات کرام کعبہ عالم کے سردار ہیں۔ صدق و صفا سے قبول کرنا چاہیئے۔ سر' سردست پر اٹھانا۔ کعبہ پر بول کرنے سے کم نہیں ہے۔

ایران کے اکثر حصوں پر حجاج نے قبضہ کیا۔ سن ۸۳ ہجری میں وہ اس جگہ تک پہنچ گیا۔ کہ اب خلیفہ اس کے مشورہ کے بغیر نہ کسی کو معزول کرتا اور نہ کسی کو منصب دیتا۔ اس کے جور و جفا کا بیان زمانے کے لوگوں سے مخفی نہیں ہے۔ قطعہ

حجاج یوسف آنکہ بشمشیر حجت او * گیتی گرفت و خون بسی خلق ریختہ

جور و جفا حاجت ایراد بندہ نیست * زانسان کہ خون خلق بشمشیر یختہ

ترجمہ : حجاج بن یوسف وہ ہے کہ جس نے حجت کے شمشیر سے زمانے کو قابو کیا۔ اور مخلوق کا خون بہایا۔ جور و جفا بندہ کے ایراد کی حاجت نہیں ہے۔ کہ مخلوق کا خون اس نے شمشیر سے گرایا۔

چھ سال حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے منازعت میں گذرا۔ اس کے بعد بارہ سال ان کی عمر رہی۔

حجاج بن یوسف

۴۱ ہجری کے لگ بھگ طائف میں پیدا ہوا۔ طائف سے دمشق آکر خلیفہ ابوزرعہ روح بن زنباح الجذامی کے تحت پولیس میں ملازمت کی۔ چند ہی سالوں میں اس نے بڑے بڑے کارنامے کر کے خلیفہ عبد الملک کے حاشیہ نشینوں میں جگہ بنا لی۔ سن ۷۳ ہجری میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کن معرکہ کیا۔ اس کے بعد عبد الملک نے حجاج کو حجاز، یمن اور یمامہ کی گورنری عطا کر دی۔ اس کے بعد اسے سن ۷۸ ہجری میں خراسان اور سجستان کا گورنر بھی بنا دیا گیا۔ اگرچہ بہت سے معاملات میں عبد الملک اپنے گورنر کی کاروائیوں پر قدغن لگاتا رہتا تھا۔ لیکن الولید نے اسے ہر معاملے میں کھلی چھٹی دے دی۔ اور اس پر بہت زیادہ اعتماد کرتا تھا۔ حجاج نے عبد العزیز بن مروان کے دعوے کے خلاف عبد الملک کو اس کی جانشینی کے لئے آمادہ کیا تھا۔ اس لئے حجاج اتنا کسی چیز سے خائف نہیں رہتا تھا۔ جتنا الولید کی موت اور سلیمان کی تخت نشینی سے تھا۔ جسے اس نے جانشینی کے مسئلے میں اپنی مداخلت سے جانی دشمن بنا لیا تھا۔ اس پر مستزاد اس کے وہ اقدامات تھے۔ جو اس نے یزید بن مہلب کے خلاف کئے۔ جو سلیمان کا بہت ہی منظور نظر تھا۔ اس لئے یہ اس کی زبردست خواہش تھی کہ وہ الولید کے بعد زندہ نہ رہے۔ اس کی یہ خواہش پوری ہو گئی۔ وہ ۱۵ ماہ رمضان ۹۵ ہجری میں الولید سے ایک سال پہلے فوت ہو گیا۔

المستقر باللہ ولید بن عبد الملک

والد ماجد عبد الملک کے انتقال کے وقت ان کی عمر ۳۰ برس کی تھی۔ تخت نشین ہوتے ہی اس نے ایک طرف شاہانہ طمطراق اور دوسری طرف مذہبی جوش و خروش و ولولہ کی نمائش شروع کردی۔ جو اس کے پیشوؤں میں مفقود تھی۔ اس نے اپنے دور میں بہت سارے نمایاں کارنامے سرانجام دیئے۔ مثلاً سن ۸۷ ہجری میں دمشق کی جامع مسجد کی بنیاد رکھی۔ اور اسی سال مسجد نبوی ﷺ کی توسیع و تعمیر کے احکام جاری کئے۔ اسی سال بیقند' بخارا' سردانیہ' مطمورہ وغیرہ فتح کئے۔ اس کے علاوہ باقی سالوں میں سمر قند' سفل' حاح' فرغانہ' کاسان' خوارزم' جیسے شہروں کو فتح کیا۔ سن ۹۶ ہجری میں دمشق کے نزدیک ایک گاؤں دیر مران میں انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ۱۰ سال ہے۔

سلیمان بن عبد الملک

ولید بن عبد الملک کے بعد سن ۹۶ ہجری میں تخت پر بیٹھا۔ سلیمان کے دور میں بھی بہت فتوحات ہوئے۔ مثلاً جرجان' قلعہ حدید' سروا' شفا' طبرستان اور شہر سفالیہ۔ ایک روز سلیمان آئینہ دیکھتے وقت کہنے لگا۔ کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے نبی تھے' حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق تھے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باحیا تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بڑے حلم و بردبار تھے' یزید صبر کرنے والا تھا'

عبد الملک سیاسی بصیرت رکھنے والے تھے' ولید بڑا جابر تھا اور میں ایک نوجوان رعنا بادشاہ ہوں۔ اس بات کو ایک مہینہ بھی نہیں گذر پایا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اس طرح سلیمان بن عبد الملک سن ۹۹ ہجری میں اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ مدت سلطنت ۳ سال ہے۔

المعصوم باللہ عمر بن عبد العزیز

آپ کی ولادت سن ۶۱ ہجری میں مصر کے مضافات میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب تھیں۔ سلیمان بن عبد الملک کے انتقال کے بعد جب وصیت نامہ کھولا گیا۔ تو اس میں حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت کے بارے میں لکھا تھا۔ یہ دیکھ کر عبد الملک کے باقی بیٹوں کو قلق ہوا۔ لیکن اسی وصیت نامہ میں یزید بن عبد الملک کی ولی عہدی کے بارے میں بھی لکھا تھا۔ یہ پڑھ کر انھیں تسلی ہوئی۔ اور سب نے بالاتفاق حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت کو تسلیم کیا۔ آپ نہایت صالح خلیفہ گذرے ہیں۔ آپ کو خلفائے راشدین میں سے پانچواں خلیفہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ آپ نے اپنے عہد میں عدل و انصاف سے کام لیا۔ اور عدل فاروقی کی یاد تازہ کردی۔ اتفاق سے آپ کی خلافت کی مدت بھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرح دو سال پانچ ماہ ہے۔ آپ کا انتقال ۲۰ یا ۲۵. رجب المرجب سن ۱۰۱ ہجری میں حمص کے مضافات دیر سمعان میں ہوا۔

القادر بصنع اللہ یزید بن عبد الملک

سن ۷۳ ہجری میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ اپنے بھائی سلیمان بن عبد الملک کی وصیت کے مطابق اپنے عم زاد عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کے بعد تخت نشین ہوئے۔ تخت نشین ہوتے ہی انھوں نے سب سے پہلا اعلان یہ کیا کہ وہ عمر بن عبد العزیز کے نقش قدم پر چلے گا۔ لیکن چند معمر لوگوں کے بہکانے پر چالیس دنوں کے بعد اس قول سے پھر گیا۔ ۱۰۵ ہجری میں انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ۴ سال ہے۔

المنصور باللہ ہشام بن عبد الملک

سن ۷۲ ہجری میں ولادت ہوئی۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے مختصر عہد خلافت کو چھوڑ کر اس کے بڑے بھائی یعنی ولید' سلیمان اور یزید ثانی تخت خلافت پر متمکن رہ چکے تھے۔ آپ ۱۰۵ ہجری سے ۱۲۵ ہجری تک منصب خلافت پر متمکن رہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عبد الملک کی طرح ان کا دور بھی طویل رہا ہے۔ اور اموی خلافت کی خوشحالی و شان و شوکت کا مظہر رہا ہے۔ اس کا انتقال ماہ ربیع الثانی ۱۲۵ ہجری میں ہوا۔ مدت سلطنت ۲۰ سال ہے۔

ولید بن یزید بن عبد الملک

سن ۹۰ ہجری میں ولادت ہوئی۔ اپنے چچا ہشام بن عبد الملک کے انتقال کے بعد ۱۲۶ ہجری میں تخت سلطنت پر فائز ہوا۔ یہ حد سے زیادہ اوباش تھا۔ اور اسے شروع ہی سے شکار کا بہت شوق تھا۔ اپنے چچا کے دور میں اس نے صحرا میں ایک شکار گاہ بنام "قصیر عمرہ" بنوائی تھی۔ اپنے دور حکومت میں اس شکار گاہ کو ایک محل میں تبدیل کر دیا۔ زیادہ تر وقت وہاں ہی گذارتا تھا۔ ولید کے خلاف شرع اعمال کے پیش نظر بہت سے لوگ مخالف ہو گئے۔ ایک دن اچانک باغیوں نے دمشق سے نکل کر اس پر حملہ کر دیا۔ اسوقت بھی یہ شکار میں مصروف تھا۔ شمال کی طرف فرار ہونے کے دوران پکڑا گیا۔ اور تدمر کے جنوب میں بخراء کے چھوٹے قلعے میں ۱۲۷ ہجری ماہ جمادی الاخریٰ میں قتل کر دیا گیا۔ مدت سلطنت ایک سال دو ماہ ہے۔

یزید ناقص ابو خالد بن ولید

اپنے باپ ولید کے انتقال کے بعد تخت نشیں ہوا۔ اسے یزید ناقص اس وجہ سے کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے عمال کی تنخواہوں میں کمی کر دی تھی۔ مختصر مدت تک سلطنت پر رہنے کے بعد سن ۱۲۷ ہجری ہی میں اسکا انتقال ہو گیا۔ مدت سلطنت ۵ ماہ ہے۔

المتغرر باللہ ابراہیم بن ولید بن عبد الملک

اپنے بھائی یزید ناقص کے انتقال کے بعد تخت نشین ہوا۔ اور کل ۷۰ دن یعنی دو ماہ دس دن تخت سلطنت پر فائز رہا۔ اس نے سفاح عباسی کی دعوت سلطنت میں بنوامیہ کا ساتھ دیا۔ اسی سلسلہ میں سن ۱۳۲ ہجری میں قتل کیا گیا۔

القائم باللہ مروان بن محمد بن مروان الحمار

سن ۷۲ ہجری میں ولادت ہوئی۔ اس کا باپ جزیرہ کا والی تھا۔ لقب کے طور پر الحمار استعمال ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مروان ہمیشہ خارجیوں سے جنگ کرتا رہتا تھا۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عرب کے دستور کے مطابق ہر سو سال پر ہونے والے بادشاہ کو حمار کہتے تھے۔ اس کے عہد میں بنوامیہ کی سلطنت کو سو سال ہونے والے تھے۔ اس لئے اسے حمار کہا جاتا تھا۔ ۱۲۷ ہجری میں یہ تخت نشین ہوا۔ اور ماہ ذی الحجہ ۱۳۲ ہجری میں دوران جنگ قتل کر دیا گیا۔ یہ بنوامیہ کا آخری بادشاہ تھا۔ مدت سلطنت ۵ سال ہے۔[1]

---

[1] ۔ سلاطین بنوامیہ کی حکمرانی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے شروع ہوتی ہے۔ اور مروان بن محمد پر ختم ہوتی ہے۔ گویا اموی اقتدار سن ۴۰ ہجری سے شروع ہو کر ۱۳۲ ہجری پر ختم ہے۔ کل مدت سلطنت اموی ۹۲ سال ہے۔ ۱۲ اشرفی۔

<<< طبقہ ملوکِ عباسیہ >>>

سفاّح عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس

ملوک عباسی میں سے سب سے پہلا بادشاہ ہے۔ اس کی ولادت ایک قول کے مطابق ۱۰۴ ہجری اور دوسرے قول کے مطابق ۱۰۸ ہجری میں بلقاء کے مضافات میں ہوئی۔ اس بادشاہ کا لقب سفاح ہے۔ جس کے دو معنی ہیں۔ خونخوار اور فیاض۔ ماہ صفر المظفر سن ۱۳۲ ہجری میں اس نے اپنی سلطنت کا اعلان کیا۔ سفاح کا سب سے پہلا کام یہ تھا کہ امویوں کو کلی طور پر شکست دی جائے۔ اس کام کیلئے اس نے مختلف علاقے میں لشکر بھی روانہ کیا۔ سفاح ماہ ذوالحجہ سن ۱۳۶ ہجری میں انتقال کر جاتا ہے۔ مدت سلطنت ۴ سال ہے۔

المنصور باللہ ابو جعفر عبد اللہ بن محمد

سن ۹۵ ہجری میں ولادت ہوئی۔ سفاح کے انتقال کے بعد تخت نشین ہوا۔ سفاح نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بھائی المنصور کو ولی عہد نامزد کر دیا تھا۔ اس لئے ۱۳۷ ہجری کی شروعات میں تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ اس نے اقتدار سنبھالتے ہی ابو مسلم خراسانی کو قتل کروا دیا۔ حالانکہ ابو مسلم خراسانی نے دعوت عباسیہ میں بڑی کوشش کی تھی۔ عبد الرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک بن مروان ۱۳۸ ہجری میں اندلس پر قابض ہو گیا۔ اور وہاں پر اموی سلطنت قائم کر دی۔ یہ حکومت اس کی نسل میں چار سو برس

تک جاری و ساری رہی۔ عبد الرحمٰن کی ماں ایک بر بری یعنی ام ولد خاتون تھی۔ اس طرح دنیائے اسلام دو بربری بیٹوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک منصور اور دوسرا عبد الرحمٰن۔ المنصور سن ۱۵۸ ہجری میں مقام بطن میں انتقال کر گیا۔ مدت سلطنت ۲۲ سال ہے۔

المھدی باللہ ابو عبد اللہ محمد بن منصور

سن ۱۲۷ ہجری میں ولادت ہوئی۔ منصور کے انتقال کے بعد لوگوں نے آپ سے بیعت کی۔ ۱۵۸ ہجری میں تخت سلطنت پر فائز ہوئے۔ المھدی کے دور میں محکمہ ڈاک (رسل و رسائل) کو ترقی ملی۔ اسی کے زمانے ہی میں بیت المال کے خزانے بے مصارف اور تعیشات میں خرچ ہونے لگے۔ اتفاق سے ان کے بعد ہر آنے والا اس خرچ میں کمی کی بجائے بڑھاتا رہا۔ جس کے سبب خاندان عباسی زوال پذیر ہونے لگی۔ ۲۲. محرم الحرام ۱۶۹ ہجری میں ماسبذان کے مقام پر اچانک انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ۱۰ سال ہے۔

الھادی باللہ ابو محمد موسی بن مھدی

سن ۱۴۷ ہجری میں ولادت ہوئی۔ اپنے والد المھدی کی وفات کے بعد تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ ۱۶۹ ہجری میں تخت نشینی عمل میں آئی۔ اس طرح بہت ہی کم عمری میں یعنی کل ۲۲ سال میں منصب سلطنت پر فائز ہوئے۔ اس کے دور میں شراب نوشی کو فروغ ملا۔ گھوڑے کی سواری کا بہت شوق تھا۔ یہ شخص نہایت عمدہ قسم کا ادیب تھا۔ لیکن اسے امور سلطنت میں

کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اسی وجہ سے اکثر و بیشتر اس سے غلطیاں سرزد ہو جاتی تھیں۔ ماہ ربیع الثانی سن ۱۷۰ ہجری میں اس کا انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ایک سال ہے۔

الرشید باللہ ابو جعفر ہارون بن مھدی

سن ۱۴۸ ہجری میں خراسان کے دارالخلافہ ''الرے'' میں پیدا ہوا۔ یہ بہت خوش شکل اور صحت مند انسان تھا۔ قرآن مجید کی تلاوت قرآتِ سبعہ سے کر سکتا تھا۔ لغت' ادب اور نحو میں بھی ماہر انسان تھا۔ ہارون کا اپنے بھائی الہادی سے شدید اختلاف ہوا۔ جس کے نتیجے میں ہارون کو جیل میں بند کر دیا گیا۔ جب اس کے برادر الہادی کا ۱۷۰ ہجری میں پراسرار طور پر انتقال ہوا۔ تو اسی رات اسے قید سے رہائی ملی۔ اور لوگوں نے امور سلطنت کیلئے آپ سے بیعت کی۔ اس اعتبار سے جس وقت ہارون کی لوگوں نے بیعت کی اسوقت ان کی عمر فقط ۲۲ سال تھی۔ ہارون تخت نشین ہوتے ہی اس سال کا پہلا حج کیا۔ اہل مکہ اور اہل مدینہ کو انعام و اکرام سے نوازا۔ اور بغداد کے جیل میں قید علویوں کو رہا کرنے کا حکم دیا۔ سلاطین مسلمین میں سے بالخصوص سلاطین عباسیہ میں ہارون نہایت اولوالعزم اور جلیل القدر بادشاہ تھے۔ ان کے سامنے جب بھی اللہ کے رسول محمد ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لیا جاتا۔ تو انتہائی عقیدت و احترام سے صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِیْ پڑھتے تھے۔ اس کے عہد میں علوم اسلامیہ پر بھی کافی کام ہوا۔ مثلاً ابو عبیدہ معمر بن مثنی سے قرآن مجید کی اولین لغوی تفسیر پر مشتمل ''مجاز القرآن'' لکھوائی۔ امام ابو یوسف سے

"کتاب الخراج" مرتب کرائی اور مؤطا امام مالک بھی ان کی مرہون منت ہے۔ ان کا انتقال ۳. جمادی الاخریٰ سن ۱۹۳ ہجری میں مقام طوس میں ہوا۔ اس اعتبار سے مدت سلطنت ۲۳ سال ہے۔

ہارون جب تخت نشین ہوا۔ تو المھدی کی ایک کنیز پر فریفتہ ہو گیا۔ اس نے اس کنیز سے وصال طلب کیا۔ تو کنیز نے کہا کہ تمھارے والد چونکہ میرے ساتھ خلوت کر چکے ہیں۔ اس لئے میں تم پر حرام ہوں۔ ہارون نے قاضی ابو یوسف سے مسئلہ دریافت کیا۔ تو قاضی صاحب نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ ضروری نہیں ہے کہ کنیز سچ بول رہی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اپنے آپ کو بچانے کیلئے اس قسم کی بات بنا رہی ہو۔ (اس واقعہ میں ہارون کی بجائے قاضی ابو یوسف ذمہ دار ہونگے) دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ہارون نے ایک باندی خریدی۔ اور قاضی ابو یوسف سے یہ مسئلہ پوچھا کہ میں چاہتا ہوں کہ استبرا سے قبل میں اس سے صحبت کو لوں۔ اس کا کچھ حیلہ بتاؤ۔ قاضی صاحب نے بتایا کہ اپنے بیٹوں میں سے کسی کے نام ہبہ کر کے پھر اسکو اپنی زوجیت میں لے لو۔ ہارون نے یہ سنکر حکم دیا کہ قاضی صاحب کو دس ہزار دینار بطور انعام دیا جائے۔ (یہ ہیں وہ دو واقعات جسے عجائبات ہارون میں شمار کرتے ہیں)

الامین باللہ محمد بن ہارون

سن ۱۷۰ ہجری میں ولادت ہوئی۔ اور اپنے والد ہارون کے انتقال کے بعد ۱۹۳ ہجری میں تخت نشین ہوا۔ ۱۹۴ ہجری میں جب امین نے اپنے بھائی المامون کو ولی عہد کے منصب سے معزول کر دیا۔ تو دونوں بھائیوں میں

شدید اختلاف پیدا ہوگیا۔ اس اختلاف کا ثمر یہ نکلا کہ امین ۲۵/۲۴ محرم الحرام سن ۱۹۸ ہجری کی درمیانی شب قتل کر دیئے گئے۔ واقعہ کے قرائن سے معلوم ہوتا ہے، کہ المامون اپنے بھائی الامین کے قتل میں بذات خود شریک نہیں تھا۔ اور نہ اس قتل کا ذمہ دار تھا۔ اس کی مدت سلطنت ۵ سال ہے۔

المامون باللہ ابو العباس عبد اللہ بن ہارون

سن ۱۷۰ ہجری میں ولادت ہوئی۔ عین اسی رات آپ کی ولادت ہوئی جس رات الہادی کا انتقال ہوا۔ مامون کو اس کے باپ ہارون نے امین کے بعد ولی عہد مقرر کیا تھا۔ اس لئے لوگوں نے امور سلطنت پر امین کے انتقال کے بعد آپ کی بیعت کی۔ مامون اپنے بھائی امین کے بعد سن ۱۹۸ ہجری میں بمقام خراسان تخت نشین ہوا۔ ۲۰ سال تک امور سلطنت انجام دینے کے بعد سن ۲۱۸ ہجری میں روم کے مقام بذندوں میں انتقال ہوا۔ اور طرطوس میں دفن کیا گیا۔

المعتصم باللہ ابو اسحٰق محمد بن ہارون

سن ۱۸۰ ہجری میں ولادت ہوئی۔ المعتصم کو مثمن بھی کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بنو عباسیہ کا آٹھواں بادشاہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے آٹھویں پشت، ہارون کا آٹھواں بیٹا، زائچہ کے اعتبار سے اس کا برج عقرب تھا جو آٹھواں برج ہے، آٹھ فتوحات حاصل کیں، آٹھ ذکور چھوڑیں،

اسی طرح آٹھ بیٹیاں چھوڑیں، ۲۱۸ ہجری میں تخت نشین ہوا، ۸ سال، ۸ ماہ، ۸ دن برسرِ اقتدار رہا، ولادت کے پہلے قول یعنی ۱۸۰ ہجری اور دوسرے قول یعنی ۱۷۸ ہجری دونوں میں آٹھ کا ہندسہ ہے۔ اور جب اس کا انتقال ہوا۔ تو صفر المظفر کی ۲۲ تاریخ تھی یعنی ربیع الاول آنے میں آٹھ دن باقی تھا اور صفر کے جانے میں آٹھ دن باقی تھا۔ گویا اس کی زندگی میں ۸ کے ہندسہ کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ اس لئے اسے مثمن کہتے ہیں۔ اس کا انتقال ۲۲۷ ہجری میں ہوا۔

الواثق باللہ ابو جعفر ہارون بن معتصم

سن ۱۹۶ ہجری میں ولادت ہوئی۔ اپنے والد معتصم کے دور اقتدار ہی میں ولی عہد نامزد ہو گیا تھا۔ اس لئے اس کے انتقال کے بعد سن ۲۲۷ ہجری میں لوگوں نے امور سلطنت پر آپ سے بیعت کی۔ سن ۲۲۸ ہجری میں اس نے ایک ترکی شخص شناس کو نائب سلطنت مقرر کیا۔ اور اسے ایک تاج ہیرے جواہر سے مرصع پہنایا۔ یہ خاندان عباسیہ کا پہلا بادشاہ ہے۔ جس نے ایک ترکی کو نائب سلطنت مقرر کیا۔ واثق نے سولہ سو مسلمان قیدیوں کو روم سے آزاد کرایا۔ اور حکم دیا کہ ان میں سے جو شخص عقیدہ خلق قرآن رکھتا ہوگا۔ اسے دو دینار دیکر گھر واپس کیا جائے۔ اور جو اس کا منکر ہو۔ اسے اپنے قید میں رکھا جائے۔ آخری ایام میں واثق نے خلق قرآن کے عقیدے سے توبہ کرلی تھی۔ اس کا انتقال سن ۲۳۲ ہجری میں مقام سامرہ میں ہوا۔ مدت سلطنت ۵ سال ہے۔

المتوکل علی اللہ ابو الفضل جعفر بن معتصم بن ہارون

سن ۲۰۵ ہجری یا ۲۰۷ ہجری میں ولادت ہوئی۔ اور واثق کے انتقال کے بعد ۲۳۲ ہجری میں تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ اس کے دور کا نمایاں کام یہ ہے کہ اس نے سنت نبوی ﷺ کو زندہ کیا تھا۔ درس حدیث کا خاص اہتمام کروایا تھا۔ اس سلسلے میں تمام محدثین کو مقام سامرہ میں جمع کیا۔ اور ان کو بہت اعزاز و اکرام سے نوازا۔ اس کا انعام اسے یہ ملا کہ جب اس کا انتقال ہوا۔ تو کسی نے خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ تمھارے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے چند دنوں تک احیائے سنت کی جو کوشش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے سبب سے مجھے بخش دیا ہے۔ متوکل کو اس کا بیٹا منتصر نے مسئلہ ولی عہدی پر اختلاف کے سبب ۲۴۷ ہجری میں قتل کیا۔ متوکل منتصر کو ولی عہد نامزد کرنے کے بعد اپنے دوسرے فرزند معتز کو ولی عہد بنانا چاہتا تھا۔ جو کہ منتصر کو نامنظور تھا۔ یہی سبب باپ اور بیٹے کے اختلاف کا ہے۔ مدت سلطنت ۱۵ سال ہے۔

المنتصر باللہ محمد جعفر بن متوکل

سن ۲۲۲ ہجری میں ولادت ہوئی۔ اپنے باپ متوکل کے قتل کے بعد تخت نشین ہوا۔ اس کے بھائی معتز اور مؤید اس بات پر مجبور کیے گئے کہ وہ تاج و تخت سے دست بردار ہو جائیں۔ منتصر' احمد بن الخصیب اور ترکی جرنیلوں کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنا ہوا تھا۔ علویوں کے ساتھ حسن سلوک سے

پیش آتا تھا۔ اس کا انتقال ۲۴۸ ہجری میں ہوا۔ کل چھ ماہ تک حکومت کرنا نصیب ہوا۔

المستعین باللہ ابو العباس احمد بن معتصم

سن ۲۲۱ ہجری میں اس کی ولادت ہوئی۔ یہ متوکل کا بھائی تھا۔ اراکین سلطنت کی غالب رائی کے مطابق منتصر کے انتقال کے بعد اسے بادشاہ بنایا گیا۔ مستعین تخت نشین ہوتے ہی اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ لینے کی تیاری کرنے لگے۔ اور دو ترکی سرداروں کو قتل بھی کروایا۔ جو اس کے بھائی کے قتل کی سازش میں شریک تھے۔ ۳. شوال المکرّم سن ۲۵۲ ہجری میں اسے قتل کر دیا گیا۔ اسوقت اس کی عمر صرف ۳۱ سال تھی۔ مدت سلطنت ۴ سال ہے۔

المعتز باللہ محمد بن متوکل

سن ۲۳۲ ہجری میں ولادت ہوئی۔ مستعین کے دستبردار ہو جانے کے بعد ۲۵۲ ہجری میں لوگوں نے امور سلطنت پر بیعت کی۔ اس وقت معتز کی عمر ۱۹ سال تھی۔ معتز نہایت خوبصورت نوجوان تھا۔ جس سال یہ تخت نشین ہوا۔ اسی سال اشناس نامی شخص جو کہ واثق کا نائب سلطنت تھا انتقال ہو گیا۔ معتز ترک سرداروں سے بہت ڈرتا تھا۔ اس کا انتقال ۲۵۵ ہجری میں ہوا۔ مدت سلطنت ۳ سال ہے۔

المہتدی باللہ ابو اسحٰق محمد بن واثق بن معتصم

سن ۲۱۰ ہجری میں ولادت ہوئی۔ ۲۵۵ ہجری میں تخت نشین ہوا۔ مہتد نہایت نیک سیرت شخص تھا۔ تخت سلطنت پر بیٹھنے کے بعد سے اپنے قتل تک ہمیشہ روزہ سے رہتا تھا۔ کھانے پینے میں بھی انتہائی سادگی سے کام لیتا تھا۔ مہتد کے پاس ایک جامہ دانی تھی۔ جس میں ایک کرتہ' صوف کی چادر اور دو کپڑے تھے۔ انہی کپڑوں کو پہن کر وہ رات کے وقت عبادت الٰہی میں مصروف رہتا تھا۔ سن ۲۵۶ ہجری میں اسے قتل کیا گیا۔ دور اقتدار ایک سال ہے۔

المعتمد علی اللہ ابو العباس احمد بن متوکل

سن ۲۲۹ ہجری میں ولادت ہوئی۔ جب مہتد کا قتل ہوا۔ تو اسوقت معتمد جیل میں بند تھا۔ لوگوں نے اسے نکال کر امور سلطنت پر بیعت کی۔ اس کے دور میں کئی بار حبشیوں سے مقابلہ ہوا۔ اس کے دور میں بہود نامی شخص مارا گیا۔ جو در پردہ نبوت کا مدعی تھا۔ منبر پر کھڑا ہو کر بر ملا چند اصحاب رسول ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کہتا تھا۔ اسی کے دور میں فلسفہ اور مناظروں کی کتابوں کی اشاعت پر پابندی عائد کی گئی۔ ۲۷۹ ہجری میں اچانک انتقال ہوا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے۔ کہ اسے زہر دیا گیا تھا۔ مدتِ سلطنت ۲۳ سال ہے۔

المعتضد باللہ احمد بن موفق بن متوکل

سن ۲۴۲/۲۴۳ ہجری میں ولادت ہوئی۔ معتضد کے چچا معتمد نے اپنی زندگی ہی میں انھیں ولی عہد نامزد کر دیا تھا۔ اس لئے معتمد کے انتقال کے بعد ۲۷۹ ہجری میں مسندِ سلطنت پر رونق افروز ہوا۔ سلاطین بنو عباسیہ میں معتضد بہت خوبصورت اور رعب و دبدوالا انسان تھا۔ سیاسی امور سے بھی خوب واقفیت رکھتا تھا۔ اسی کے دور میں مقام قیروان سے عبد اللہ بن عبید اللہ نامی ایک شخص مہدیت کا مدعی ہوا۔ معتضد کا اس سے خونریز جنگ ہوئی۔ عید الاضحیٰ کی نماز خلاف ترتیب یعنی پہلی میں چھ تکبیر اور دوسری میں صرف ایک تکبیر کے ساتھ پڑھائی۔ اس کے دور اقتدار میں کئی نئے امور ایجاد کئے گئے۔ ربیع الثانی سن ۲۸۹ ہجری میں اس کا انتقال ہوا۔ مدتِ سلطنت ۱۰ سال ہے۔

المکتفی باللہ ابو محمد علی بن معتضد بن موفق

سن ۲۶۴ ہجری میں ولادت ہوئی۔ مکتفی کو اس کے باپ معتضد نے اپنی زندگی ہی میں ولی عہد نامزد کردیا تھا۔ اس لئے والد کے انتقال کے بعد لوگوں نے امور سلطنت پر آپ سے بیعت کی۔ مکتفی ۹۔ ربیع الاول سن ۲۸۹ ہجری میں تخت سلطنت پر فائز ہوا۔ اس کے دور اقتدار میں مساجد اسلامیہ کو خاص فروغ ملا۔ کئی جنگوں میں کامیابی حاصل ہوئی۔ ۲۹۵ ہجری میں انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ۶ سال ہے۔

المقتدر باللہ ابو الفضل جعفر بن معتضد بن موفق

<<< ━━━━━━━━ >>>

سن ۲۸۲ ہجری میں ولادت ہوئی۔ ۱۳ سال کی عمر میں اس کی بادشاہت کا اعلان ہوا۔ بہت سے لوگ ان کے بجائے معتز کے بیٹے عبد اللہ کو ترجیح دیتے تھے۔ اسی کے دور اقتدار میں حجراسود کو گرزوں کے ضربات سے توڑ کر دیوار کعبہ سے باہر نکال دیا گیا تھا۔ مقتدر ایک نہایت ذی فہم اور صحیح الرای شخص تھا۔ لیکن شہوت رانی اور شراب نوشی نے بالکل ناکارہ بنا دیا تھا۔ فضول خرچی خوب کیا کرتا تھا۔ عورتیں ان پر حاوی رہتیں۔ ۳۲۰ ہجری میں ایک جنگ کے شروع میں مارا گیا۔ مدت سلطنت تقریباً ۲۵ سال ہے۔

القاہر باللہ ابو منصور محمد بن معتضد

<<< ━━━━━━━━ >>>

سن ۲۸٦ ہجری میں ولادت ہوئی۔ تخت نشین ہوتے ہی اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مقتدر کی اولاد پر مالی جرم عائد کر دیا۔ قاہر نہایت جلد باز' خونریز اور متلون المزاج انسان تھا۔ شراب نوشی بھی بلا کا کرتا تھا۔ اس نے خلق قرآن پر مناظرہ وغیرہ کو روک دیا۔ اور اعلان کیا کہ اس کے مرتکب کو سخت سزا دی جائے گی۔ علم حدیث اور علم قرأت کے اہتمام کا حکم صادر کیا۔ ان جیسے کئی اور کام تھے۔ جسکے احکام صادر ہونے پر لوگ بہت خوش ہوئے۔ ۳۳۹ ہجری میں انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ڈیڑھ سال ہے۔

الراضی باللہ ابو العباس محمد بن مقتدر بن معتضد

<<< ━━━━━━━━ >>>

سن ۲۹۷ ہجری میں ولادت ہوئی۔ جب قاہر کو اقتدار سے معزول کر دیا گیا۔ تو اس کے بعد راضی تخت نشین ہوا۔ تخت نشین ہوتے ہی سب سے پہلا حکم شائع کیا کہ قاہر کے معائب جمع کر کے کتاب کی شکل میں لوگوں تک پہنچایا جائے۔ اس کے اقتدار میں محمد بن علی الشلمغانی نے الوہیت کا دعویٰ کیا۔ اور کہتا تھا۔ کہ میں مردوں کو زندہ کر سکتا ہوں۔ اسے قتل کر کے اس کی نعش سولی پر لٹکا دی گئی۔ اس کے پیروکاروں کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا۔ راضی بڑا سخی، دانشمند، سخن فہم اور اچھا ادیب تھا۔ علماء کی بے حد قدر کیا کرتا تھا۔ ۳۲۹ ہجری میں انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ۶ سال ہے۔

المتقی للہ ابو اسحاق ابراھیم بن مقتدر

سن ۲۹۵ ہجری میں ولادت ہوئی۔ اپنے بھائی راضی کے انتقال کے بعد تخت نشین ہوا۔ بادشاہ بننے کے بعد تمام امور کو جوں کا توں رہنے دیا۔ کیونکہ وہ اپنے بھائی کے طرز سلطنت پر مطمئن تھا۔ متقی کثرت سے روزے رکھتا تھا۔ عبادت گذار تھا۔ شراب کی طرف کبھی رغبت سے نہیں دیکھتا تھا۔ ندماء و مصاحب کے بارے میں کہتا تھا کہ مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے لئے قرآن پاک کافی ہے۔ ۳۵۷ ہجری میں انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ۴ سال ہے۔

المستکفی باللہ ابو القاسم عبد اللہ بن مکتفی

سن ۲۹۲ ہجری میں ولادت ہوئی۔ متقی کے تخت سے دستبردار

ہونے کے بعد سن ۳۳۳ ہجری میں مسند سلطنت پر فائز ہوا۔ مستکفی کو ایک سازش کے تحت گرفتار کر کے تخت سلطنت سے معزول کیا گیا۔ اور پھر اس کی دونوں آنکھیں نکال دی گئیں۔ اس وقت اس کی سلطنت کو صرف ایک سال چار ماہ ہوئے تھے۔ ۳۴۸ ہجری میں جیل کے اندر ہی اس کا انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ایک سال چار ماہ ہے۔

المطیع للہ ابو القاسم فضل بن مقتدر بن موفق بن متوکل

سن ۳۰۱ ہجری میں ولادت ہوئی۔ مستکفی کے تخت سے دستبردار ہونے کے بعد جمادی الاخریٰ سن ۳۳۴ ہجری میں تخت نشین ہوا۔ مطیع بنی بویہ کے ہاتھ میں کٹھ پتلیوں کی طرح تھا۔ ان کی حیثیت شاہ شطرنج سے زیادہ نہیں تھی۔ اس کے واسطہ سے پہنچنے والا سلطنت کا یہ ضعف مقتضی للہ تک قائم رہا۔ ۳۶۴ ہجری میں مقام واسط میں انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ۲۱ سال ہے۔

الطائع للہ ابو بکر عبد الکریم بن مطیع بن مقتدر

سن ۳۱۷ ہجری میں ولادت ہوئی۔ طائع کی تخت نشینی کیلئے اس کا باپ امور سلطنت سے دستبردار ہوا۔ اور ۳۶۳ ہجری میں لوگوں نے بیعت کی۔ اس وقت اس کی عمر ۴۳ سال تھی۔ بہاؤ الدولہ نے ۳۸۱ ہجری میں طائع کو گرفتار کیا۔ اور اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ قادر باللہ کے حق میں سلطنت سے دستبردار ہو جائے۔ اس فیصلے پر تمام اکابرین سلطنت متفق تھے۔

چنانچہ طائع قادر باللہ کے حق میں دستبردار ہو گیا۔ ۳۹۳ ہجری میں اس کا انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ۱۷ سال ہے۔

القادر باللہ ابو العباس احمد بن اسحٰق بن مقتدر

سن ۳۳۶ ہجری میں ولادت ہوئی۔ طائع کی دستبرداری کے بعد تخت نشین ہوا۔ یہ شخص نہایت دیانتدار اور ماہر سیاست تھا۔ تہجد کی نماز بڑی پابندی سے ادا کرتا تھا۔ صدقہ و خیرات خوب کرتا تھا۔ ان ہی اچھے کارناموں کی بدولت لوگوں میں ایک اچھا مقام رکھتا تھا۔ اس نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی فضیلت اور تکفیر معتزلہ و قائلین خلق قرآن سے متعلق ایک کتاب لکھی۔ جسے جمعہ میں عوام کے سامنے پڑھی جاتی تھی۔ ان ہی کے دور اقتدار میں شیعہ' سنی فساد ہوا۔ اور رافضیوں نے ان کے خلاف محاذ بنایا۔ ۴۲۲ ہجری میں انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ۴۱ سال ہے۔

القائم بامر اللہ ابو جعفر عبد اللہ بن قادر

سن ولادت ۳۹۱ ہجری ہے۔ اپنے باپ کی زندگی میں ولی عہد نامزد ہو چکا تھا۔ اور قائم بامر اللہ کا خطاب بھی باپ کی زندگی میں مل چکا تھا۔ قادر کے انتقال کے بعد ۴۲۲ ہجری میں تخت نشین ہوا۔ نہایت خوبصورت شخص تھا۔ متقی' عابد' زاہد اور عالم سلطان تھا۔ شدائد پر بہت زیادہ صبر کرتا تھا۔ ۴۶۷ ہجری میں انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ۴۵ سال ہے۔

المقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد

قائم کی وفات کے بعد ۱۹ سال تین ماہ کی قلیل عمر میں تخت نشین ہوا۔ اس کی تاجپوشی کے وقت مدرسہ نظامیہ کے شیخ الاساتذہ ابو اسحاق شیرازی بھی موجود تھے۔ اس نے اپنے عہد میں حمام میں برہنہ نہانے پر پابندی لگادی۔ اذان میں جو اضافات ہوئے تھے۔ ان کو نکلوادیا۔ رسالہ قشیریہ کے مصنف استاذ ابو القاسم سے مدرسہ نظامیہ میں دلائل اشعریہ پر تقریر کروائی۔ دینی امور پر کافی توجہ دیتا تھا۔ اور علماء کا قدر دان تھا۔ ۱۹. محرم الحرام سن ۴۸۷ ہجری میں انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ۲۰ سال ہے۔

المستظہر باللہ ابو العباس احمد بن مقتدی

سن ۴۷۰ ہجری میں ولادت ہوئی۔ اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اسوقت اس کی عمر ۱۶ سال تھی۔ مستظہر نرم خو، کریم الاخلاق اور امور خیر کی جانب بہت جلد راغب ہونے والا بادشاہ تھا۔ علمائے کرام سے بہت محبت کرتا تھا۔ علم سے گہرا لگاؤ تھا۔ ان ہی کے دور اقتدار میں فرنگیوں نے بیت المقدس میں مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ اور فرنگیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو جو اذیتیں پہنچیں۔ وہ بیان سے باہر ہیں۔ ۱۳. ربیع الاول سن ۵۱۲ ہجری میں انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ۲۵ سال ہے۔

المسترشد باللہ ابو منصور فضل بن مستظہر باللہ

سن ۴۸۵ ہجری میں ولادت ہوئی۔ اپنے والد مستظہر کے انتقال کے بعد تخت نشین ہوا۔ مسترشد نہایت بلند ہمت، صاحب الرائی اور پُر ہیبت شخص تھا۔ جب ۵۱۲ ہجری میں تخت نشین ہوا۔ تو مراسم حکمرانی ازسرنو مرتب کر کے نافذ العمل کیا۔ مشہور علماء و فضلاء کے شاگردوں میں سے ہے۔ اپنے دور اقتدار میں اشاعت دین کا خاص انتظام کیا تھا۔ دوسرے لشکروں کے ساتھ خود بھی جنگوں میں شرکت کرتا تھا۔ ۵۲۹ ہجری میں انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ۱۷ سال ہے۔

الراشد باللہ ابو جعفر منصور بن مسترشد

سن ۵۰۲ ہجری میں ولادت ہوئی۔ راشد کے والد مسترشد نے اپنی زندگی ہی میں ولی عہد نامزد کر دیا تھا۔ مسترشد کی شہادت کے بعد ۵۲۹ ہجری میں تخت نشین ہوا۔ راشد بڑا فصیح عادل اور نیک سیرت کا مالک تھا۔ شَر سے اُسے بڑی نفرت تھی۔ اپنی محفل میں علماء کو رکھتا تھا۔ اور بوقت ضرورت ان سے مشورہ طلب کرتا تھا۔ ۵۳۲ ہجری میں اس کو قتل کیا گیا۔ مدتِ سلطنت ایک سال ہے۔

المقتضی لامر اللہ ابو عبد اللہ محمد بن مستظہر

سن ۴۸۹ ہجری میں ولادت ہوئی۔ راشد کے معزولی کے بعد ۴۰ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ مقتضی عدل و انصاف پر کاربند رہا۔ اسی کے دور اقتدار میں ہلال کا یہ واقعہ پیش آیا کہ ۲۹ تاریخ کو چاند نظر نہیں آیا۔ لیکن

اس کے باوجود اہل بغداد نے روزہ رکھا۔ ۳۰ تاریخ کو بھی چاند نظر نہیں آیا۔ حالانکہ دونوں دن مطلع بالکل صاف تھا۔ مقتفی نے اپنے دور سلطنت میں کئی جنگیں لڑی۔ فرنگیوں کو بھی دبانے کی کوشش کی۔ اس نے بیت اللہ شریف کیلئے نیا دروازہ بنوایا تھا۔ اپنی نعش کیلئے عقیق کا ایک تابوت بنوایا تھا۔ ۵۴۵ ہجری میں اس کا انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ۳۵ سال ہے۔

المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن مقتفی

سن ۵۱۸ ہجری میں ولادت ہوئی۔ مقتفی نے اسے اپنی زندگی میں ہی ولی عہد نامزد کر دیا تھا۔ اس لئے والد کے انتقال کے بعد لوگوں نے اُمورِ سلطنت پر بیعت کی۔ مستنجد عدل و انصاف کا پیکر تھا اور طبیعت کے اعتبار سے بڑا نرم مزاج تھا۔ لیکن مفسدین کے ساتھ بہت سختی سے پیش آتا تھا۔ اس کے علاوہ بہت ذکی اور صاحبِ رائے تھا۔ علمِ ھیٔت میں بڑا کمال رکھتا تھا۔ ۵۶۶ ہجری میں اس کا انتقال ہوا۔ انتقال والے روز آسمان کے کنارے پر سرخی اس قدر تھی کہ اس کا عکس دیواروں پر بھی نظر آتا تھا۔ مدتِ سلطنت ۱۰ سال ہے۔

المستضی بامر اللہ حسن بن مستنجد

سن ۵۳۶ ہجری میں ولادت ہوئی۔ مستنجد کے انتقال کے بعد تخت نشین ہوا۔ مستضی، ھاشمیوں، علویوں، علماء و فضلاء نیز سراؤں کی تعمیر پر بے دریغ مال خرچ کرتا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ ہمیشہ کسی کارِ خیر میں مال

خرچ کرتا۔ طبیعت کے اعتبار سے نہایت بردبار بامروّت اور نرم تھا۔ مستضی کے دورِ سلطنت میں مصر میں بھی اسی کے نام کا خطبہ چلتا تھا۔ ۵۷۵ ہجری میں اس کا انتقال ہوا۔ مدتِ سلطنت ۹ سال ہے۔

الناصر لدین اللہ ابو العباس احمد بن مستضی

سن ۵۵۳ ہجری میں ولادت ہوئی۔ اور ۵۷۵ ہجری میں تخت نشین ہوا۔ ناصر نے نہایت عزت و جلال کے ساتھ حکومت کی۔ امور سلطنت کے معاملے میں بہت سخت تھا۔ سلاطین عباسیہ میں یہ پہلا سلطان ہے۔ کہ جس نے سب سے زیادہ حکمرانی کی۔ ناصر پُر ہیبت شخصیت کا مالک تھا۔ لوگوں کے دلوں پر اس کی ہیبت بالخصوص اہل ہند' اہل مصر اور اہل بغداد پر طاری تھی۔ یہ نہایت خوبرو تھا۔ خوبصورت ہاتھ پیر اور قوی شخص تھا۔ ملکی امور میں نہایت چاک و چوبند رہتا تھا۔ اسی کے دور اقتدار میں بیت المقدس بھی فتح ہوا۔ فرنگیوں سے جنگیں ہوئیں۔ اور ان جنگوں میں کامیابی حاصل ہوئی۔ ۶۲۲ ہجری میں انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ۴۷ سال ہے۔

الظاہر بامر اللہ ابو نصر محمد بن ناصر

سن ۵۷۱ ہجری میں ولادت ہوئی۔ ناصر نے اپنی زندگی ہی میں اسے اپنا ولی عہد نامزد کر دیا تھا۔ اس لئے ظاہر اپنے والد کے انتقال کے بعد ۶۲۲ ہجری میں تخت نشین ہوا۔ اس نے عدل و انصاف کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ اگر اس کے عدل و انصاف کی نظیر کہیں ملتی ہے۔ تو فقط ابو بکر صدیق رضی اللہ

عنہ کے دور خلافت میں ہے۔ ظاہر نے اپنے دور میں مسلمانوں کی زبوحالی پر خاص توجہ دی۔ اور رعایا پر کسی قسم کا ظلم و ستم روا نہیں رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ رعایا ان سے بہت خوش تھے۔ ۱۳. رجب المرجب سن ۶۲۳ ہجری میں انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ایک سال ہے۔

المستنصر باللہ ابو جعفر منصور بن ظاہر

سن ۵۸۸ ہجری میں ولادت ہوئی۔ اور ظاہر کی وفات کے بعد ۶۲۳ ہجری میں تخت نشین ہوا۔ تخت نشین ہوتے ہی اپنے والد ظاہر کے عدل و انصاف کو قائم رکھا۔ علماء کو مقرب کیا۔ مسجدیں تعمیر کروائی۔ مدرسے اور شفا خانہ کا انتظام کیا گیا۔ سرحدوں پر فوجی چوکیاں قائم کی گئیں۔ مستنصر ذاتی طور پر نیک کاموں میں رغبت رکھتا تھا۔ ایک مدرسہ جو "المستنصریه" کے نام پر تھا۔ اس کے تمام مدرسین کی تنخواہوں کا انتظام کرتا تھا۔ ۶۴۰ ہجری میں انتقال ہوا۔ مدت سلطنت ۱۷ سال ہے۔

المستعصم باللہ ابو احمد عبد اللہ بن مستنصر

سن ۶۰۹ ہجری میں ولادت ہوئی۔ مستنصر کے انتقال کے بعد ۶۴۰ ہجری میں امور سلطنت پر لوگوں نے بیعت کی۔ معتصم اپنے باپ کی طرح دیندار اور سنت کا پابند تھا۔ لیکن اس کے اندار الوالعزمی کا فقدان تھا۔ اسی کے دور اقتدار میں تاتاریوں نے عباسی سلطنت کے خلاف جنگ شروع کر دی۔ تاتاریوں کی طرف سے مسلمانوں پر جو ظلم و ستم ہوا۔ وہ کسی پر مخفی نہیں

ہے۔ ۶۵۵ ہجری میں تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کیا۔ اور بے دریغ مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ مستعصم کو گرفتار کیا گیا۔ اور ۶۵۶ ہجری میں بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ مدت سلطنت ۱۶ سال ہے[1]۔

---

[1]۔ ۱۳۲ ہجری سے سلاطین عباسیہ کا دور شروع ہوتا ہے۔ اور ۶۵۶ ہجری میں ختم ہوتا ہے۔ اس حساب سے سلاطین عباسیہ مصر کے علاوہ ان کا زمانہ اقتدار ۵۲۴ سال ہے۔ یعنی ۷۵۰ عیسوی سے شروع ہے۔ اور ۱۲۵۸ عیسوی پر ختم ہے۔ سلاطین عباسیہ مصر کا دور سن ۶۵۹ ہجری بمطابق ۱۲۶۱ عیسوی سے شروع ہوتا ہے۔ اور ۹۲۳ ہجری بمطابق ۱۵۱۷ عیسوی کو ختم ہوتا ہے۔ ان کا سب سے پہلا بادشاہ المستنصر باللہ ابو القاسم احمد ہے اور آخری بادشاہ المستمسک باللہ ہے۔ اختصار کے ساتھ ان کے اندراج یہ ہیں۔

سن ہجری	اسمائے گرامی	سن عیسوی
۶۵۹	المستنصر باللہ ابو القاسم احمد	۱۲۶۱
۶۶۰	الحاکم بامر اللہ ابو العباس احمد	۱۲۶۱
۷۰۱	المستکفی ابو الربیع سلیمان	۱۳۰۲
۷۴۰	الواثق باللہ ابو اسحٰق ابراہیم	۱۳۴۰
۷۴۱	الحاکم بامر اللہ ابو العباس احمد	۱۳۴۱
۷۵۳	المعتضد باللہ ابو الفتح ابو بکر	۱۳۵۲
۷۷۹	المعتصم باللہ ابو یحیٰی زکریا	۱۳۷۷
۷۷۹	المتوکل علی اللہ	۱۳۷۷
۷۸۵	الواثق باللہ	۱۳۸۳
۷۸۸	المعتصم باللہ	۱۳۸۶
۷۹۱	المتوکل علی اللہ	۱۳۸۹
۸۰۸	المستعین باللہ ابو الفضل عباس	۱۴۰۶
۸۱۶	المعتضد باللہ ابو الفتح داؤد	۱۴۱۴
۸۴۵	المستکفی باللہ ابو الربیع سلیمان	۱۴۴۱

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

<<< طبقہ ملوکِ صفاریہ >>>

صفاریہ بادشاہ میں تین شخص ہیں۔ جنھوں نے مل کر ۳۳ سال تک حکمرانی کی اس خاندان کی ابتدا یعقوب بن لیث صفار سے ہوتی ہے۔ اسکی ابتدا سجستان سے ہوئی۔ یعقوب بن لیث پیشے کے اعتبار سے صفار یعنی ٹھٹھیرا تھا۔ لیکن اس نے رہزنی کو اپنا شعار بنایا۔ صالح بن نصر نے اس کے دلیرانہ کردار پر اپنے فوجی دستوں کا کمان سپرد کر دیا۔ ۲۵۳ ہجری میں یعقوب بن لیث نے بغاوت کر کے اپنی حکمرانی کا اعلان کر دیا۔ اور اپنی حکمرانی کو مزید مستحکم کرنے کیلئے ہرات کو فتح کر لیا۔ لیکن خراسان کا والی محمد بن طاہر بن احمد نے کرمان کی حکومت تفویض کر کے اسکی توجہ ہرات سے ہٹانے کی کوشش کی۔ مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اور ۲۵۳ ہجری ہی میں ہرات کو دوبارہ فتح کیا اور بعض طاہریوں کو قید کر لیا۔ اس نے معتز بادشاہ کے پاس اپنا ایک قاصد گراں قدر تحفہ دے کر بھیجا۔ اس کوشش میں کہ فارس پر علی بن حسین کو شکست دے کر قبضہ کر لے۔ لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اور سجستان لوٹ گیا۔ ۲۵۷ ہجری میں یعقوب بن لیث نے فارس پر قابض ہونے کی دوبارہ

(بقیہ حاشیہ)

۸۵۵	القائم بامر اللہ ابو البقاء حمزہ	۱۴۵۱
۸۵۹	المستنجد باللہ ابو المحاسن یوسف	۱۴۵۵
۸۸۴	المتوکل علی اللہ ابو العز عبد العزیز	۱۴۷۹
۹۰۳	المستمسک باللہ ابو الصبر یعقوب	۱۴۹۷
۹۰۴	المتوکل علی اللہ محمد	۱۵۰۸-۱۵۰۹
۹۲۲-۹۲۳	المستمسک باللہ	۱۵۱۶-۱۵۱۷

کوشش کی۔ ۲۵۹ ہجری میں نیشاپور پر فوج کشی کر کے قبضہ کیا۔ اور محمد بن طاہر کو قید کیا۔ بعد میں خراسان بھی اسکے قبضے میں آگیا۔ فارس کے قبضہ کے بعد اس نے بغداد پر فوج کشی کی کوشش کی۔ لیکن اسے اس میں کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ یعقوب بن لیث کا ۲۶۵ ہجری میں مقامِ جندیشاپور میں انتقال ہوا۔ اور اسکی قبر بھی وہیں موجود ہے۔ اس کا جانشین اس کا بھائی عمرو بن لیث الصفار ہوا۔ اس خاندان میں پہلا بادشاہ یعقوب بن لیث صفار تھا۔ دوسرا بادشاہ عمرو بن لیث صفار تھا اور تیسرا بادشاہ طاہر بن محمد بن عمرو الصفار تھا۔ ان تینوں نے مل کر ۳۳ سال تک حکمرانی کی۔

طبقہ اسماعیلیاتُ

ابو القاسم بن عبد اللہ محمد الملقب طائفہ اسماعلیہ کہتے ہیں کہ وہ اسماعیل بن صادق ہیں۔ جنھوں نے مغرب میں خروج کیا اور ولایتِ مغرب میں متصرف ہوئے۔ کچھ لوگ عبد اللہ بن نصر کی اولاد میں سے کہتے ہیں کہ وہ جو حدیث میں ہے کہ تیسرے صدی میں سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس کی تاویل اسماعیل کا خروج عبد اللہ کی طرف سے کرتے ہیں۔ ۲۹۴ ہجری میں ولایتِ افریقہ کی طرف خروج کیا اور اکثر بلادِ مغرب پر قبضہ کیا۔ ۳۴۴ ہجری میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ ۴۶ سال تک حکمرانی کی۔ احمد بن مہدی نے مغرب میں جنگ و جدال کیا۔ اور ۱۲ سال تک حکمرانی کی۔ اسماعیل بن احمد نے اپنی زندگی میں ۱۵ سال تک حکمرانی کی۔ ابو تمیم بن منصور اس کے بعد بادشاہ ہوئے۔ اور تمام کاموں کو بڑے احسن طریقے سے نبھایا۔ انہوں نے ۴۴

سال تک حکمرانی کی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عزیز بن ابو تمیم مستقل بادشاہ ہوا۔ اس نے اپنی زندگی میں رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کیا۔ اس کے زمانے میں دوبار قحط پڑا۔ اور زلزلہ بھی آیا۔ زلزلہ اس قدر تیز تھا کہ مچھلیاں پانی سے باہر آپڑیں۔

<<< طبقہ ملوکِ سامنان >>>

سامانیان کے طبقہ میں ۱۹۵ سال تک حکومت رہی۔ اور اس طبقہ میں ۹ بادشاہ گزرے ہیں۔ جیسا کہ ایران کی سرزمین میں ان کے آثار بہت زیادہ پائے جاتے ہیں۔

قطعہ

<<< >>>

جهاں بادشاہانِ ایران زمین * ہمہ جور فرساي گیتی کشای
جہاں رابا سامان برآراستند * کہ بودند شاہانِ سامان بنای
چو سیارگانِ سپہر کمال * بانوار تابندہ بر نہ سمای
سلاطین پناہانِ روی زمین * برآراستند روی گیتی برای
بابر عدالت ز روی زمین * بشتند آب حاسن جور و جفای

ترجمہ: زمینِ ایران کے بادشاہان جنہوں نے جہاں کو جور و جفا سے نجات دلائی۔ جہاں کو سامان سے آراستہ کیا۔ کہ وہ سب سامان کے بادشاہ ہوئے۔ جب کمال کے آسمان کے سیارگان کے انوار سے نوآسمان چمکتے ہیں۔ روئے زمین کے پناہ دینے والے سلاطین کہ اُس سے زمانے کا چہرہ آراستہ ہے۔

عدالت سے روئے زمین کو پُر کیا۔ اور جور و جفا سے روئے زمین کو دھوڈالا۔

حدِ سامانیان سامان ہیں۔ کہ انہیں سامانِ خداۃ بھی کہتے ہیں۔ ان کا سلسلۂ نسب بہرام سے یوں ہے۔ سامان بن خدات بن چشمان بن طغرل بن ہرمز بن بہرام چوبین۔ ان کے اجداد اسلام سے پہلے ماورائے نہر کے حکام تھے۔ بعد از اسلام زمانے کیلئے سامان کی شکل میں ظاہر ہوئے۔ سامان کے خاندان میں کچھ عرصے تک شتربانی بھی ہوئی۔ ایک روز دورانِ شتربانی لوگوں سے یہ بیت سنی۔

مہتری گر بکامِ شیر درست * رو بجدان زکامِ شیر گوئی

یابزرگی و نار و نعمت و کام * یاچوں میراث اند مرگ رویاروی

اس شعر کے سننے کے بعد خدات میں ایک الوالعزمی کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ اس کام کیلئے بہرام کو متحرک کیا۔ کچھ ہی مدت کے بعد شہر سامش کے متولی ہوگئے۔ اور ان کی حکومت اطراف و جوانب میں پھیل گئی۔ قطعہ

جہاندار دارای سامان دہر * گل باغ بہرام حور عین بنای

گل باغ فیروز از باد ری * چوپیر مژدہ شد درچمن از قضای

دگر بار بارید باران بخت * شگفتہ گل باغ بخت ہمای

ترجمہ: جہاں کے پکڑنے والے دہر کے پالنے والے بہرام کے باغ کا گل حور عین بناتا ہے۔ فیروز کے باغ کے گل سے ہوا قضا کی خوشخبری لیکر آتی ہے۔ دوسری بار بخت کا باران بن کر برستا ہے۔ جس سے اس باغ کا گل کھل جاتا ہے۔

مامون کے عہد میں ان کی اولادوں کو مختلف ولایت میں بھیجا گیا تھا۔

نوح بن اسد کو سمرقند اور الیاس بن اسد کو ہراۃ کی جانب روانہ کیا۔ یہ دونوں اس حدود میں اپنے اپنے کام سر انجام دیتے رہے۔ یہاں تک کہ معتمد نے ۲۶۱ ہجری میں وہ ولایات نصر بن محمد بن احمد بن اسد بن سامان کو ہبہ کر دیا تا کہ اس قوم کی رہنمائی کریں۔ ان سے پہلے ان کے بھائی بخارا کے حاکم تھے۔ ان کے درمیان اختلاف ہوا۔ اسماعیل مظفر نے اس حدود کے اطراف و اکناف کو متصرف کیا۔ اور رعایا کے ساتھ اس قدر عدالت و احسان کیا۔ کہ ملوکِ آفاق و سلاطینِ استحقاق رشک کرتے تھے۔ قطعہ

جهاندار فرخ نبرد اسماعیل * سلاطین نشان و اقالیم سای

گلستان گیتی کہ پر مژدہ بود * شدہ تازہ از ابر احسان ترای

ترجمہ: جہاں کا پکڑنے والا بچہ کہ سلاطین ان کے نشانات نہیں کاٹ سکتے زمانے کا گلستان بشارت سے پُر ہے۔ احسان سے تازہ ہوا۔

اس کے بعد آخرت کے کاموں میں زندگی بسر کی۔ علماء و درویش کی محفل میں اپنی زندگی کا سرمایہ رکھتے تھے۔ درجہ ولایت حاصل کیا۔ اور ہفت سلطانات سے جو کہ کشور دین کے سلاطین بھی ہیں اور دین و دنیا کے خوانین سے بھی ہیں شمار ہونے لگے۔ قطعہ

جهاندار دارای خلق آفرین * کہ آراست ہر ہفت کشور بجای

زہر ہفت کشور ہر ہفت کس * بر آورد از ہفت برج سمای

بہر آسمان ہفت سیارہ اند * رخ ہفت کشور فروز از شعای

ترجمہ: خلق آفرین کا پالنے والے جہاندار کہ ہر ہفت کشور سے ہر ہفت شخص ظاہر ہوا۔ آسمان کے ہفت برج سے۔ آسمان کیلئے ہفت سیارگان

ہیں۔ ہفت کشور کا رخ اس کی شعاع سے روشن ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ (سید سلطان اشرف جہانگیر سمنانی و سامانی علیہ الرحمۃ) کا سلسلہ مادر کی جانب سے اسماعیل سامانی تک پہنچتا ہے۔ کہ نقبائے عراق میں سے ایک کے نکاح میں اسماعیل سامانی کی لڑکی آئی تھی۔ اسی طرح اسد سامان سے انقضائے سلطنت سامانیان تک نو سامانی سلاطین و خوانین ہوئے ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے اپنی نسبت کو ''اشرف الفوائد'' میں ذکر کیا ہے۔ آپ نے اس میں لکھا ہے۔ کہ یہ درویش آلِ سامان سے بھی ہے۔ اعلائے سلسلہ سامانیاں اور اس زمرہ کے ارتقاء کو بھی اس جگہ جاننا چاہیئے کہ سلاطینِ محمودیہ و خوانین سبحگیہ ملوکِ سامان کے موالی میں سے ہیں۔ قطعہ

زہے پادشاہان سامان نژاد * کہ بودند ہر ہفت کشور کشای

جہانرا از نہ انجم در فشاں * بر افروختند از زمین تا سمای

ازیں بہ چہ باشد نشان سترگ * کہ مجمود باشد ایاز آز مای

ترجمہ: بادشاہان سامان کیا خوب ہیں کہ ہر ہفت کشور کو کشادہ کیا ہوا ہے۔ جہاں کو نوانجم سے روشن کیا ہوا ہے۔ زمین سے آسمان تک روشن کرتے ہیں۔ ان کے نشان میں سے کیا ہے۔ کہ محمود آزمایا ہوا آیا ہے۔

سلطان السلاطین و عمدۃ الخواقین سید اشرف نور بخشی کی سلطنت کا سلسلہ کہ ان کے اجداد کے گھر سے اسماعیل سامانی سے شروع ہے۔ اور اس خاندان میں ۹ سلاطین ہوئے ہیں۔

۱ اسماعیل بن احمد۔ ۲ احمد بن اسماعیل۔

۳ نصر بن احمد۔ ۴ نوح بن نصر۔

۵ عبد الملک بن نوح۔ ۶ منصور بن نوح۔

۷ نوح بن منصور۔ ۸ منصور بن نوح۔

۹ عبد الملک بن نوح۔

اسماعیل سامانی ایران کی زمین کے بعض بلاد میں تصرف رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس دولت کو سلسلہ نور بخشیہ میں امتداد فرمائے۔ (آمین) بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم و آلہِ الامجاد۔

قطعہ

<<< >>>

جہاں دار دارای خورشید تیغ * ابو الفتح جمشید گیتی کشای

گُل بوستان سیادت نہال * گُل دوستان نقابت فزای

شہ ابو المظفر جہاں دار دین * کہ گیتی گرفتہ بشمشیر و رای

چوں خورشید از تیغ نصرت گیرد * ز آئینہ ملکِ ظلمت ز دای

زہے آفتاب سپہر ھدای * کہ ہر ذرہ را نور بخش ارضای

ز آثار شاہانِ گیتی فروز * ہمہ دارد و کرد دیگر ہنای

کم از ذرہ بود عبد الرزّاق * چوں خورشید شد ز اشرف رہنمای

ترجمہ: جہاں کے پالنے والے خورشیدِ تیغ سے ابو الفتح بادشاہ نے زمانے کو کھولا۔ سیادت کے باغ کا پھول نقابت کے دوستان کے گل کو بڑھاتا ہے۔ شاہ ابو المظفر دین کے بادشاہ کے زمانے کو شمشیر سے پکڑا۔ جب تیغِ نصرت سے خورشید پکڑتا ہے تو ظلمت کا ملک آئینہ کی طرح چمکتا ہے۔

ھدایت کے آسمان کا آفتاب کیا خوب ہے۔ کہ ہر ذرہ کو رضا کا نور بخشتا ہے۔ روشن زمانے کے شاہانِ[۱] کے آثار سے ایک دوسرے کی بنا ہے۔ عبد الرزاق ذرہ سے کم تھا لیکن اشرف رہنما سے خورشید ہوا۔

---

[۱]۔ سامان ایرانی بادشاہوں کا خاندان ہے۔ جو سامان خُدات کی نسل سے ہے۔ سامان خُدات کا شجرۂ نسب بہرام چوبین سے ملتا ہے۔ اور وہ موضعِ سامان کا سردار تھا۔ جب سامان خُدات کو بلخ سے بھاگنا پڑا تو وہ خراسان اسد بن عبد اللہ کے یہاں پہنچا۔ اسد نے دشمنوں کے خلاف خُدات کی مدد کی۔ سامان خُدات اس کے بعد مسلمان ہو گیا۔ اور اپنے بیٹے کا نام اسی حاکم کے نام پر اسد رکھا۔ اسد بن سامان خُدات کے چار بیٹے تھے۔ جنھوں نے ہارون رشید کے زمانے میں سیاست میں نمایاں کام سر انجام دیا۔ مامون رشید نے اپنے دورِ سلطنت میں اسد کے بیٹوں کو باغی رافع بن لیث کے مقابلے میں سپہ سالار ھرثمہ کی مدد کا حکم دیا۔ چنانچہ ھرثمہ اور اسد کے بیٹے باہم مل کر رافع کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے۔ مامون نے غسان بن عبّاد کو جو خراسان کا گورنر تھا حکم دیا کہ ملکی اور انتظامی عہدے اسد کے بیٹوں کے سپرد کر دے۔ چنانچہ غسان نے نوح بن اسد کو سمرقند، احمد بن اسد کو فرغانہ، یحیٰ بن اسد کو الشاش واُشروسنہ اور الیاس بن اسد کو ھرات کے علاقے دے دیئے۔ جب بعد میں طاہر بن حسین خراسان کا گورنر مقرر ہوا تو اس نے ان عہدوں کو مستقل کر دیا۔ الیاس بن اسد بھائیوں میں سب سے پہلے انتقال کر گیا۔ اس نے اپنا جانشین اپنے بیٹے محمد کو بنایا۔ ان چاروں بھائیوں میں سے سامانی سلطنت احمد بن اسد کی نسل سے چلی۔ احمد کے انتقال کے بعد اس کی جانشینی نصر بن احمد نے کی۔ ۲۶۱ ہجری میں اُسے ماوراء النہر بادشاہ کی طرف سے تحفہ کے طور پر دے دیا گیا۔ اسی سال یعنی ۲۶۱ ہجری میں نصر نے اپنے بھائی اسماعیل کو بخارا کا والی مقرر کر دیا۔ بعد میں کچھ ایسے وجوہات پیدا ہو گئے جس کے سبب سے دونوں بھائیوں میں اختلاف ہو گیا۔ لیکن اکابرین و عمائدین کی کوشش سے ان دونوں کے درمیان بہت جلد صلح ہو گئی۔ اسماعیل اس خاندان کا سب سے پہلا باقاعدہ امیر تھا۔ سلاطین سامانی کی تفصیل کافی وسیع ہے۔ درج ذیل میں صرف نو سلاطین کے اسماء اور سن دیئے جاتے ہیں۔

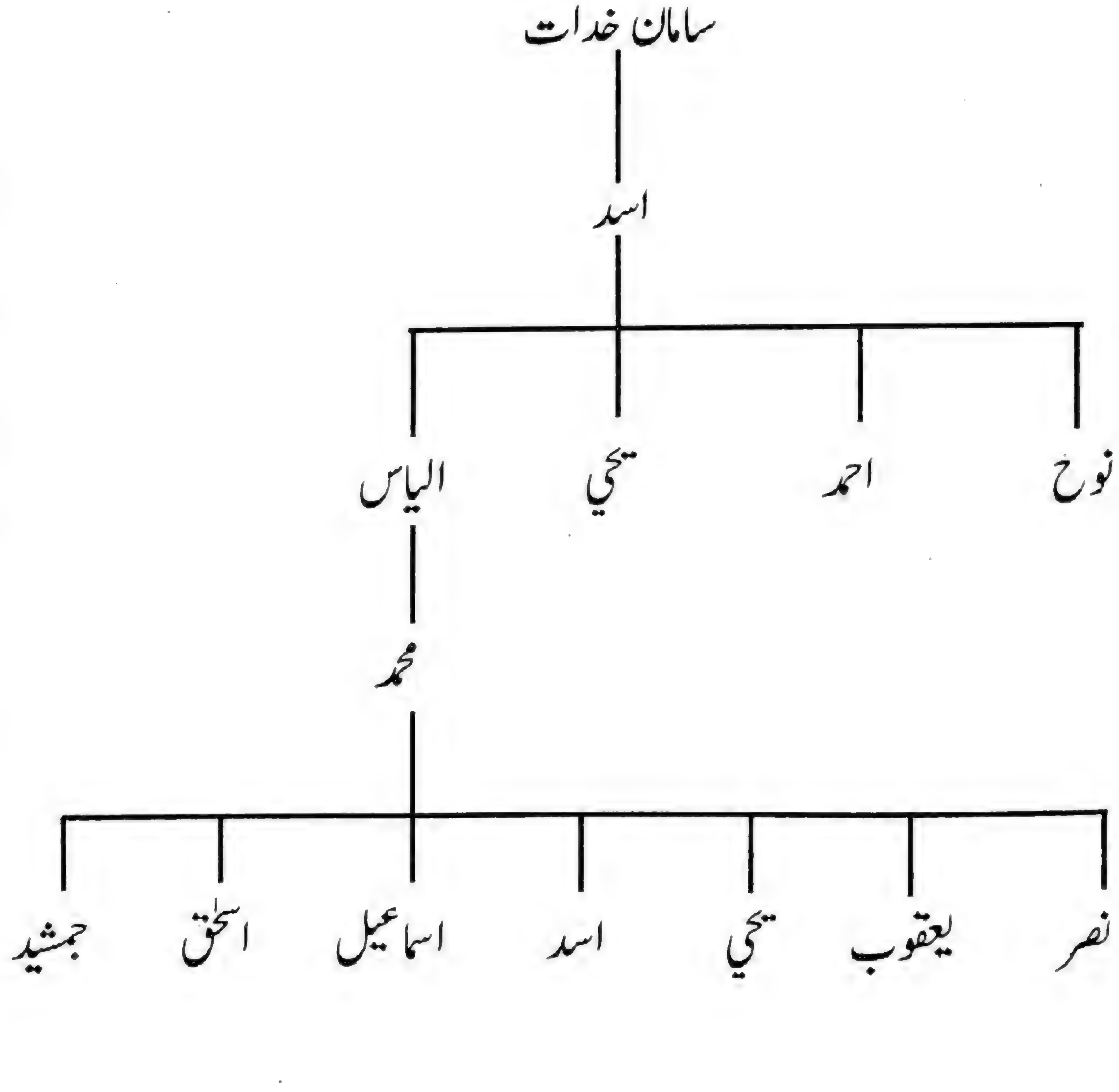
۱	اسماعیل بن احمد	:	۲۷۹ ہجری / ۸۹۲ عیسوی	تا	۲۹۵ ہجری / ۹۰۷ عیسوی
۲	احمد بن اسماعیل	:	۲۹۵ ہجری / ۹۰۷ عیسوی	تا	۳۰۱ ہجری / ۹۱۳ عیسوی
۳	نصر بن احمد	:	۳۰۱ ہجری / ۹۱۳ عیسوی	تا	۳۳۱ ہجری / ۹۱۳ عیسوی

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

(بقیہ حاشیہ)

۴	نوح بن نصر	: ۳۳۱ ہجری / ۹۴۳ عیسوی	تا	۳۴۳ ہجری / ۹۵۴ عیسوی
۵	عبدالملک بن نوح	: ۳۴۳ ہجری / ۹۵۴ عیسوی	تا	۳۵۰ ہجری / ۹۶۱ عیسوی
۶	منصور بن نوح	: ۳۵۰ ہجری / ۹۶۱ عیسوی	تا	۳۶۵ ہجری / ۹۷۶ عیسوی
۷	نوح بن منصور	: ۳۶۵ ہجری / ۹۷۶ عیسوی	تا	۳۸۷ ہجری / ۹۹۷ عیسوی
۸	منصور بن نوح	: ۳۸۷ ہجری / ۹۹۷ عیسوی	تا	۳۸۹ ہجری / ۹۹۹ عیسوی
۹	عبدالملک بن نوح	: ۳۸۷ ہجری / ۹۹۷ عیسوی	تا	۳۸۹ ہجری / ۹۹۹ عیسوی

پیش کردہ جائزہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آل سامان کے نو سلاطین نے ایک سو دس برس تک حکومت کی۔ آل سامان کا خاندانی شجرہ نسب کچھ یوں ہے۔



<<< طبقہ ملوکِ غزنیہ >>>

سلاطین غزنیہ کا منبع اور اس خرقہ کا منشا الپ تگین اور سبک تگین ہیں۔ یہ دونوں بھائی نوح بن منصور کے موالی میں سے ہیں۔ ان کی سلطنت میں افعالِ شائستہ و اعمالِ بالستہ کے ذریعے امیر الامرا ہوئے۔ ایک روز سبک تگین نے خواب میں دیکھا کہ ایک ایسا پیراہن زیب تن کیا ہے۔ کہ جس سے اکثر معمورہ روئے زمین تا ہندوستان زیر سایہ ہو گئے ہیں۔ صبح کے وقت منصور کے سامنے خواب بیان کیا۔ منصور نے کچھ دیر کیلئے مراقبہ کیا۔ اس کے بعد سر اٹھا کر کہا کہ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے۔ عطا فرماتا ہے۔ قریب الایام میں علَمِ سلطنت سلسلہ سامانیان کی جانب سے تیسرے سپرد کر دیا جائیگا۔ فرقہ بہرامیان سے تیرے گھر حشمت و جلالت آئیگی۔ قطعہ

زبستان ایالت در زمانہ * نہالی سر بر االورد از بہین جای
جنان کرد نہالش سایہ اور * کہ خلقت آسودہ گردد در تہ سای

ترجمہ : اس باغ سے سرداری تیرے سر پر کسی زمانے میں آئیگی۔ وہ سرداری ایسی ہو گی۔ کہ مخلوق اس کے سایہ میں آسودہ ہو گی۔

سبکتگین کے جد شاہ اسماعیل سامانی کی خدمت میں اقصائے غایت کے ساتھ پہنچے۔ اور راستے میں ان کے ساتھ رہنے کا ارادہ کر کے چلے۔ چنانچہ شرائط خدمت میں سے کوئی حصہ بھی نہیں چھوڑا یہاں تک کہ ایک روز زبان مبارک سے نکلا کے تمھارے یہاں کوئی مرد آنے والا ہے۔ جو اکثر روئے

زمین و عرصہ معمورہ برین میں تصرف کریگا۔ قطعہ

جهاندار گیتی اسمعیل آنکه * که شاه عرصه دین بود و دنیای

چه بود از هفت سلطان ولایت * نفس بر هر که راند آورد بر جای

ترجمہ : زمانے کے جہاندار اسمعیل وہ ہے۔ جوکہ دین ودنیا کا شاہ ہوا۔ ہفت سلطان ولایت سے کیا ہوا۔ کہ کسی نفس پر جگہ عنایت کر دیں۔

حق تعالیٰ نے سلطان اسمعیل سامانی کے انفاس کی برکت سے سبکتگین کو بعد از عبد الملک غزنو اور اس کے اطراف کی حکومت عطا کی۔ نقیب النقبائے عراق سید محمد نور بخش صاحب قِران میر تیمور گورگان کی سلطنت کے زمانے میں بطریق سیر اس خطے میں تشریف لے گئے۔ اور کچھ سلطان السلاطین محمود غازی کے آثار میں سے ان کیلئے ظاہر ہوئے۔ ایک روز سبکتگین جام خانہ سے باہر آئے۔ یہاں تک کہ شب عیش و عشرت میں گذارنے لگے۔ جب نیم شب ہوئی۔ تو انھوں نے کھڑکی سے باہر نگاہ دوڑائی۔ تو دیکھا کہ ایک طالب علم چراغ کی روشنی میں کچھ مطالعہ کر رہا ہے۔ گھر میں اسوقت جو کچھ بھی تھا۔ سب کو جمع کر کے خادم کے ذریعے اس طالب علم کے پاس بھجوا دیا۔ دوسرے روز خواب میں دیکھا کہ ایک درویش کہہ رہے ہیں کہ تیرے چراغ کی روشنی اطرافِ روزگار و اکنافِ روزگار میں پھیلے گی۔ یہاں تک کہ ہفت طاق کو منور کر دیگی۔ قطعہ

کسے کود حریم خانه خویش * چراغ همت افروز دل آرای

ز انوار چراغش طاق گیتی * بود تابان سراسر درهمه جای

ترجمہ : جو کوئی اپنے حریم خانہ کے خرمن کو چراغِ ہمت سے روشن

اور آراستہ کرے۔ اس کے چراغ کے انوار سے زمانے کا طاق روشن ہوگا۔ سبکتگین کے گھر میں امین الدولہ متولد ہوئے۔ جب ان کا طالع جہانداری کے انوار سے تاباں تھا۔ قطعہ

نہال گلشن اقبال محمود * چو سر برزد آب تربیت زای
طراوت یافت دراندک زمانہ * بیار آمد غصون آسمان سای
جہاں در زیر سایہ آسودہ کردہ * نیاز و نعمت و افر سراپای

ترجمہ : اقبالِ محمود کے گلشن کے نہال نے جب تربیت کے آب سے سر اُٹھایا۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں زمانے پر حاوی ہو گئے۔ اپنے ٹہنیوں سے آسمان کی طرح سایہ کیا۔ جہاں ان کے زیر سایہ میں آسودہ ہوا۔ اول سے آخر تک نیاز و نعمت ہے۔

جب سرحدِ ریعان سے جوانی کو پہنچے۔ اور ملعمِ عنفوان سے جہانبانی کو پہنچے۔ تو تخت سلطنت پر رونق افروز ہوئے۔ مغرب کی جانب سے عراق و خراسان اور مشرق کی جانب سے سرحد ملتان تک تصرف میں آیا۔ چمن عدالت سے کشور کشائی کی اور اس کے ذریعے حدود حکومت کو بڑھایا۔ اور گلشنِ ایالت سے شمیم لشکر آرائی کی۔ اور اس کے ذریعے حکومت کو وسعت دی۔ قطعہ

گلستان گیتی کہ پژمردہ بود * شگفتن گرفت از نسیم ہوای
چناں بارو بربر گرفت از سحاب * کہ برخورد گیتی در آمد بجای

ترجمہ : زمانے کا گلستان کہ جو مردہ تھا۔ نسیم ہوا سے کھلنے لگا۔ بادل سے ایسا ابر لیا کہ زمانے کو ہر جگہ ترقی پر لے آئے۔

جب عراق کے گورنر مقرر ہوئے اور آلِ بویہ کے تصرف سے باہر

آئے اور اپنے پسر مسعود کو پیش کیا۔ تو اس زمانے میں ایک لشکر عراق سے ہندوستان کی طرف جارہا تھا۔ تیہ کے بیابان میں چوروں نے ان پر حملہ کیا۔ اور لوگوں کو زیرِ تیغ کیا۔ مال و منال کو لوٹ لیا۔ تو ایک ضعیف عورت نے حضرتِ سلطان سے استغاثہ کیا۔ سلطان نے کہا کہ جب وہ حدود میرے ملک سے کافی دور ہے تو وہاں کی حفاظت میرے ذمہ نہیں ہے۔ بوڑھی عورت نے کہا کہ اتنے وسیع باغ کا بادشاہ کیوں بن بیٹھے ہو کہ جس کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ مظلوم کو غور سے دیکھو اور اس کی نگاہ بانی کرو۔ ورنہ قیامت کے دن تمھیں اسکا جواب دینا پڑے گا۔ سلطان کو اس بات سے نہایت تکلیف ہوئی اور عورت کی فریاد پر غور و فکر کیا۔ اور حکم دیا کہ ہر شخص جو کہ اس بیابان میں لُٹ گیا ہے۔ اس کے مال کی ضمانت دی جائے اور انھیں ہندوستان تک پہنچایا جائے۔ سلطان نے اس کام کیلئے پانچ سو(۵۰۰) سوار متعین کیا۔ اور اسے کاروان کے ساتھ روانہ کیا۔ اگرچہ اس کاروان کے ساتھ سو(۱۰۰) سپاہی لگا دیتے تو کافی تھا۔ مگر سلطان پر اس بوڑھی عورت کی باتوں کا اس قدر اثر تھا کہ اگر ہزار(۱۰۰۰) سپاہی بھی ہوتے تو کاروان کے ساتھ بھیجنے سے دریغ نہ کرتے۔ سلطان نے ۵۰۰ سوار کو بھیجنے کے بعد کہا کہ اب میں تم سب کی طرف سے بے فکر ہوں۔ جب کاروان سلطان کے پاس سے روانہ ہونے لگا تو سلطان نے غلاموں سے کہا کہ جب تم سب اصفہان پہنچو تو کچھ تازہ میوہ اُٹھا لینا۔ اور ان سب کو زہرِ ہلاہل سے آلودہ کردینا۔ اس طریقے پر کہ صرف اس میں بُو باقی رہے۔ جب چوروں کے نزدیک پہنچنا تو میوہ کے گٹھری کو کھول دینا اور ان چوروں کو دے دینا۔ تاکہ اس زہر آلود میوہ کو کھا کر چور ایک طرف

ہو جائیں۔ اور مسافر کو کبھی تنگ نہ کریں۔ اس کے بعد سلطان کے سپاہی ان سے مقابلہ میں لگ گئے اور انھیں راستہ سے ہٹانے میں کامیاب ہو گئے۔ قطعہ

جہاں تا بجہوارۂ نیک رنگ * ہمی پرورد طفلگان بری

کسے شیر زینہاں لطفلی نداد * کہ بانیک وبد نیک وبدبہ سزای

ترجمہ: جہاں نیک رنگ کے گھوارہ کی طاقت سے بچوں کو اسی طرح پالتا ہے۔ کوئی شخص شیر کو اس بچے کے زین میں نہیں رکھتا۔ کہ نیک و بد' نیک و بد کو سزاوار ہو۔

دیگر کچھ لوگوں نے سلطان کیلئے خبائث قسم کا الزام لگایا۔ کہ سلطان سبکتگین سے مولود نہیں ہیں۔ جیسا کہ فردوسی نے بھی شاہنامہ میں ہجو کیا ہے۔ مثنوی شاہنامہ

اگر شاہ را شاہ بودی پدر * مرا تاج زر دادی و زرین کمر

چو اندر بتارش بزرگی بنود * نیارست نام بزرگان شنود

ترجمہ: اگر شاہ کیلئے شاہ پدر ہوتا۔ تو مجھ کو تاج زر اور زریں کمر دیتا۔ جب اس کے ڈورے میں بزرگی نہیں ہے۔ تو نامِ بزرگان نہیں آئیگا۔

اس قسم کے شکوک و شبہات سے سلطان بہت پریشان ہوئے۔ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ بھی کہتے ہیں۔ کہ میں نے دریافت کیا ہے یا نہیں؟ اپنے خاتمہ کے خیر کا خواہاں ہیں۔ ایک شب اپنی جگہ سے تنہا آتے ہیں۔ شمع کی روشنی بالکونی سے ان کے سامنے آتی ہے۔ ایک طالب علم مدرسہ کے دروازے پر علم کے تکرار میں مصروف تھا۔ اور جب کوئی لفظ مشکل آتا تو اس کے لئے چراغ روشن کرتا اور اسے کتاب سے دیکھتا تھا۔ سلطان کو اس شمع کی

روشنی کی وجہ سے نیند نہیں آرہی تھی۔ اس لئے بڑا غصہ آیا۔ لیکن اسے دین کا طالب علم سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا۔ اسی شب جمالِ جہاں آرا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت خواب میں ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ یا ابنَ سبکتگین غَفرَ اللّٰہُ لَکَ وَ غرَّکَ اللّٰہُ کَمَا غُرَّکَ وَاَرَانِی۔ ترجمہ :(اے سبکتگین کا بیٹا اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف فرما دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تجھے شرافت بخشی۔ جیسی شرافت تیرے پاس ہے اور تجھے دکھایا مجھے)۔ سبحان اللہ اُوتِیتُ جَوَامِعَ الْکَلِم سے کیا تکلم صادر ہوا۔ کہ ایک عبارت سے تین مشکلات کو آسان فرمادیا۔ قطعہ

زہے گوہر مخزن کردگار * کہ درج درد گوہرست بے بہای
چویک گوہرے ریز داز درج او * جواہر ازاں گوہر آمد برای

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کے خزانے کا گوہر کیا خوب ہے کہ اس میں بے بہا در د گوہر درج ہیں۔ جب اس ڈبے سے ایک گوہر آیا تو بے شمار جواہر اس گوہر سے آئے۔

روئے زمین میں سلطان کے آثار خیرات و میراث کی مقدار اس قدر ہے کہ اس کی شرح لکھنا ممکن نہیں ہے۔ آیا ہے کہ جب سلطان اطرافِ ہندوستان و اکنافِ خراسان بتخصیص سومنات کے بت گجرات میں آئے۔ اور اپنی کلاہ دارالخلافہ میں القادر باللہ کے پاس بھیجی۔ اور التماسِ لقبِ ولایت کی درخواست کی۔ تو خلیفہ نے اس امر میں ارکانِ دولت و اعیانِ مملکت کے ساتھ استجازہ کیا۔ اور عرض کیا کہ ان کے نسب میں اربابِ تاریخ کو تردد ہے۔ جب والی ولایت کسی کو خطاب دیتے ہیں تو ایک دوسرے سے مشورہ

کرتے ہیں۔ کہ اشتقاق والی' موالی سے کیا ہے۔ اور موالی اسمائے اضدا سے ہے۔ پس ولی المؤمنین لکھتے ہیں۔ اور کلاہِ سلطانی ہر چند کہ نفائسِ کثیرہ و مبالغِ کبیرہ اس کام کیلئے خلیفہ کی درگاہ پر صرف ہے۔ مایوس ہو کر واپس کیا ہے۔ حکیم ثنائی سلطان کی ملازمت میں تھے۔ خلیفہ کے نام پر ایک قصیدہ کہ جس میں انواعِ صنائع و اجناسِ بدائع بہم پہنچاتے ہیں خلیفہ کی درگاہ میں لیکر آئے۔ اسوقت خلیفہ کی خدمت میں جتنے فضلائے روزگار و بلغائے نامدار موجود تھے۔ ان سب کو پڑھ کر سنایا گیا۔ تمام اربابِ فضل و اصحابِ بلاغت نے بالاتفاق فیصلہ کیا۔ کہ اس قصیدے کے عوض حکیم ثنائی صلہ کا مستحق ہے۔ کیونکہ کسی شاعر نے بھی بادشاہ کی ایسی بہترین تعریف نہیں کی ہے۔ جب حکیم ثنائی کو اس کا علم ہوا۔ تو اس نے کہا کہ بندہ کو صلہ میں صرف اتنی مہلت دی جائے۔ کہ میں خلیفہ کے حضور اپنی کچھ گذارشات پیش کر سکوں۔ خلیفہ نے یہ سنکر کہا کہ کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ حکیم ثنائی نے کچھ ارکانِ دولت و اعیانِ شوکت کو باہم ملاتے ہوئے عرض کیا۔ کہ خلیفہ کیلئے یہ بات روشن ہے۔ کہ محمود بن سبکتگین احکام اسلام کے اجرا اور اعلامِ احکام کے اعلاء میں انتہائی درجہ کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اطرافِ ہندو اکنافِ سند کے چند بت خانہ کو توڑ بھی دیا ہے۔ اور اس جگہ مساجدِ بدائع و صوامعِ صنائع کی تعمیر کروائی ہے۔ ہر گاہ کہ کوئی ایسا امیر ہو کہ جس نے دین کے کام میں اس قدر کوشش کی ہو۔ ایسے شخص کو دفعتاً مایوس کر دینا کہاں کا انصاف ہے۔ قطعہ

سپہداری کہ درکار شریعت * بجان کوشیدہ باشد درہمہ جای

ہمہ بت خانہای بت پرستان * مساجد کردہ و تسبیح ادای

دبیر ستان کفر اند و پازند * کہ می خوانند دروی برہمن لای
کنوں کتاب شد بر لوح تعلیم * کہ می خواند از وحدت الف بای

ترجمہ : ایک سپاہی جو شریعت کے کام میں ہر جگہ اپنی جان لگا کر کوشش کرے۔ بت پرستان کے تمام بت خانوں کو توڑ کر مساجد بنا دے۔ کفر کے دبیر ستان میں قدم رکھے۔ جہاں برہمن اپنی کتاب کی تعلیم دیتا ہو۔ لیکن اب تعلیم کے لوح پر ہماری کتاب ہو۔ اور لوگ وحدت کیساتھ الف با پڑھتے ہوں۔

یہ سنکر خلیفہ نے تبسم کیا۔ اور حکم دیا کہ حکیم ثنائی کے صلہ کو دوگنا کر دیا جائے۔ کیونکہ انھوں نے حقیقت کو اس انداز سے بیان کیا ہے جو کہ والی ولایت کی مثال میں آتی ہے۔ سلطان محمود کا وصال ۴۲۱ ہجری میں ہوا۔ عمر ۶۱ سال تھی۔ اور ۳۱ سال حکمرانی کی۔

ندمائے سلطان میں سے ایک ندیم کا کہنا ہے۔ کہ آٹھ سال سلطان کا منازعت میں گذرا۔ سلطان پانچ چیزوں کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

۱ جسے بھی انعام دیتے تھے۔ وہ ہزار درہم سے کم نہ ہوتا تھا۔ یہ عطا بے خلعت نہ ہوتی۔ اور کسی کو بھی اس کا علم نہیں ہوتا تھا۔

۲ اگر کسی پر غصے کا اظہار کرتے تو بے حمیت نہ ہوتا تھا۔ اور اس غصے میں کوئی لفظ خلافِ شان نہیں کہتے تھے۔

۳ خوشی کے موقع پر صرف تبسم فرماتے تھے۔ قہقہ سے ہمیشہ بچتے تھے۔

۴ بیٹھنے میں ہمیشہ اس انداز سے بیٹھتے تھے۔ کہ گویا کسی بزرگ کی خدمت میں بیٹھتے ہیں۔

۵ ہمیشہ کوشش کی۔ کہ وہ کسی بزرگ یا علماء کی صحبت میں رہیں۔

یہ وہ پانچ چیزیں ہیں۔ جنکا ہمیشہ التزام کرتے تھے۔

سلاطینِ غزنیہ کے اسمائے گرامی

۱ یمین الدین محمود بن سبکتگین لقب سلطان محمود والی الولایت۔ حد و سلطنت عراق، خراسان، اجمیر، ماورائے نہر دار الخلافت، غزنی لاہور، دہلی، ملتان اور گجرات۔

۲ نصر الدولہ مسعود بن محمود۔ حدودِ سلطنت کرمان، ہندوستان، عراق، خراسان اور خوارزم۔

۳ عماد الدولہ محمد بن محمود۔

۴ مجد الدولہ ابو منصور عبدالرشید بن محمود بن سبکتگین۔ اپنے برادر کے انتقال کے بعد بادشاہ ہوئے۔

۵ جمال الدولہ فرخ زاد بن عبد الرشید۔

۶ بہاء الدولہ علی بن مسعود۔ برادر زادہ کے بعد تخت نشین ہوئے۔

۷ شہاب الدولہ مودود بن مسعود۔

۸ ظہر الدولہ ابراہیم بن مسعود بن محمود۔ عم زادہ کی وصیت کے مطابق بادشاہ ہوئے۔

۹ عماد الدولہ مسعود بن ابراہیم بن مسعود۔

۱۰ کمال الدولہ مسعود زاد بن مسعود بن ابراہیم۔

۱۱ سلطان الدولہ ارسل شاہ بن مسعود بن ابراہیم۔

۱۲ یمین الدولہ بہرام شاہ بن مسعود۔

۱۳ ظہر الدولہ خسرو شاہ بن بہرام شاہ۔

<<< طبقہ ملوکِ غور >>>

اس خاندان کی حکومت سن ۵۴۵ ہجری سے ۶۰۹ ہجری تک ہے۔ یعنی ۶۴ سال تک حکمرانی کی۔ ان کی اصل سوری بادشاہ غور سے ہے۔ کہ سلطان محمود غزنوی کا لشکر ان کو ہندوستان کی جانب بت خانے مسمار کرنے کیلئے روانہ کیا تھا۔ چنانچہ سام کو مسلمان کرتا ہوا۔ دہلی پہنچا۔ تجارت کے ذریعے بہت سارے اموال جمع کئے۔ یہاں تک کہ راہزن اور چور ان اموال کے تاک میں لگ گئے۔ سام حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتا تھا۔ اس کا ایک بیٹا تھا۔ جس کا نام حسین تھا۔ سام نے اسے اموال دیگر بحری راستے سے روانہ کیا۔ کچھ ہی دور جانے کے بعد کشتی غرق ہوگئی۔ لیکن سام کا بیٹا حسین کشتی کے ایک تختہ پر تین روز رہنے کے بعد شہر کے کنارے پہنچ گیا۔ اس علاقے کے لوگوں نے اسے پکڑ کر قید میں بند کر دیا۔ سات روز تک وہ قید میں بند رہا۔ پھر حسین کو رہا کر دیا گیا۔ کچھ اوباش قسم کے لوگوں نے اس دوران انھیں خوش فہمی میں مبتلا کرکے اسلحہ اور گھوڑے کی تیاری کرادی۔ بلکہ ان اوباش میں سے ایک نے کسی امیر کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ اور اس کی نعش بھجوادی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بادشاہ نے جلاّد بلا کر حسین کو قتل کرنے کا حکم صادر کر دیا۔ قتل کے وقت جلاد نے تھوڑا سا توقف کیا۔ تو ابراہیم سلطان

نے اس کے احوال کے بارے میں استفسار کیا۔ جس پر ان کے تمام احوال بتا دیئے گئے۔ حسین کے احوال سن کر بادشاہ پر رقت طاری ہو گئی۔ اس نے حکم دیا کہ اسے معاف کر دیا جائے۔ اور خزانے سے انھیں کچھ اموال بطور انعام دیا جائے۔ اور انھیں حجابہ کا منصب عطا کیا جائے۔ چنانچہ جب مسعود بن ابراہیم منصب حکومت پر آئے تو انھوں نے ولایت غزنین اور غور کا کچھ علاقہ انھیں دے دیا۔ اس طرح حسین کے پسر علاؤالدین نے وہاں کی بادشاہت سنبھال لی۔ قطعہ

زہے دارای دور ہفت کشور * کہ زرہ راکند خورشید مہ سای
چویوسف بعد زآب وتاب زندان * عزیز مصر گیتی سازد از پای

ترجمہ : زمانے کے ہفت کشور کے پالنے والے کیا خوب ہیں۔ کہ زرہ کو چاند و خورشید کا سایہ بناتے ہیں۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام آب و تاب کے ساتھ جیل سے نکلے تو عزیز مصر نے زمانے کو ان کے قدم میں کر دیا۔

بادشاہان غور کے اسمائے گرامی

۱ علاؤ الدین حسین بن حسین۔ لیکن صحیح قول کے مطابق علاؤالدین بن حسین ہے۔

۲ محمد بن علاؤ الدین بن حسین بن حسین سیف الدولہ۔ انھوں نے ایک سال بادشاہت کی۔ نہایت خوبصورت اور مرغوب سیرت کے مالک تھے۔

۳ شہاب الدین محمد معز الدین۔ شہاب الدین ان کا لقب ہے۔ برادر غیاث الدین نے انھیں ہندوستان کی جانب بھیجا تھا۔ قطب الدین ایبک کو سپہ سالار کیا۔ ۱۵ سال تک انھوں نے حکمرانی کی۔

۴ قطب الدین ایبک۔ شہاب الدین حکمرانوں میں سے ہیں۔ ۲۰ سال حکمرانی کی۔ ۱۴ سال تک خطبہ اور سکہ میں ان کا نام جاری و ساری رہا۔ شہاب الدین محمد معز الدین کی شہادت کے بعد جب صوبوں نے خود مختاری کا اعلان کیا تھا۔ تو قطب الدین ایبک کے علاوہ ملتان میں ملک ناصر الدین قباچہ' کرمان میں تاج الدین یلدز اور غزنی میں ایلدیگز بھی شامل ہیں۔

۵ ابو الفتح غیاث الدین محمد بن سام۔ شہاب الدین کے بعد بادشاہ ہوئے۔ انھوں نے ایران کے اکثر بلاد کو اپنے زیر قبضہ کر لیا تھا۔ ۴۹۹ ہجری میں انتقال ہوا۔ کل عمر ۶۳ سال تھی۔ ۴۳ سال حکمرانی کی۔ مدفن ہراۃ شافعی میں ہے۔ انھوں نے اپنے دور اقتدار میں مذہب شافعی کیلئے ایک مسجد تعمیر کروائی تھی۔

۶ فخر الدین بن مسعود۔ آپ غیاث الدین کے بعد بادشاہ ہوئے۔ اپنے دور سلطنت میں عدل و انصاف سے کام لیا۔ اس لئے لوگ انھیں خوب چاہتے تھے۔

۷ محمود بن غیاث الدین۔ اپنے چچا کی شہادت کے بعد بادشاہ ہوئے۔ ان کے دور اقتدار میں سکّوں پر ان کا نام کندہ ہوتا تھا۔ اور خطبوں میں ان کا نام پڑھا جاتا تھا۔ ان سلاطین سے جان چھڑائی جو بت پرستوں کے ساتھ سازباز کیا کرتے تھے۔

۸ شمس الدین التمش قطب الدین کے مملوک میں سے کہتے ہیں۔ فی الحقیقت قصبہ یوسف علیہ السلام رکھتے ہیں۔ اپنے دور اقتدار میں عدل و انصاف کیا۔ ان کے زمانے میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اور یہ ان کے مرید مخلص تھے۔ ۲۶ سال تک استقلال کے ساتھ بادشاہت کی۔ طروفِ ہند کو اپنے تحتِ تصرف میں لایا۔ سن ۶۳۳ ہجری میں وصال ہوا۔ ان کے ایک وزیر نظام الملک محمد نے کتاب جوامع الحکایات تصنیف کی۔ سلطان رکن الدین بن التمش دہلی میں بادشاہ ہوئے۔ اور سات ماہ بادشاہ رہے۔ سلطان رضیہ بن التمش نے دہلی میں تین سال بادشاہت کی۔ آپ نیک خصال بادشاہ تھے۔ مراث بن التمش نے دو سال حکومت کی۔ علاؤ الدین بن رکن الدین نے اپنے بھائی کی زندگی ہی میں انھیں قید کر کے بادشاہت کی۔ رکن الدین بن التمش کو شاہی لقب ناصر الدین دیا گیا تھا۔ طبقات ناصری وغیرہ میں آتا ہے کہ ناصر الدین در حقیقت رکن الدین کا بھائی تھا۔ جس نے ۲۳ سال تک حکمرانی کی۔ ان کا انتقال ۷۴۷ ہجری میں ہوا۔ طبقہ سلاطین کرت بھی ہوئے ہیں۔ کہ جنکا سلسلہ سلجوقیوں تک پہنچتا ہے۔ ان میں سے بعض کا نسب غیاث الدین سام غوری تک پہنچتا ہے۔ اول عزالدین اور دوم رکن الدین ہیں۔ اسی سلسلہ سے چنگیز خان تک بعض بلاد میں خدمات انجام دیتے رہے۔ سوم شمس الدین محمد بن بکر کرت جنہوں نے بادشاہت کی۔ جنکا انتقال ۶۷۶ ہجری میں ہوا۔ اس سلاطین کا تذکرہ معتبر تواریخ میں نہیں آتا ہے۔

<<< طبقہ ملوکِ ابراہمیہ >>>

اس طبقہ میں ابو السلاطین ابراہیم کو سرِ طبقہ کہا جاتا ہے۔ اس طبقہ کی شرح مناسب یہ تھا کہ طبقہ سامانیان میں کیا جاتا۔ کیونکہ اس طبقے کیلئے وجہ انتشار و اظہار سلطان اسماعیل سامانی ہیں۔ لیکن اس طبقے کا اعلائے کار روز گار غوریہ و معاصر سوریہ سے یافت ہے۔ فرخ زادے نے شاہ اسماعیل کی دختر کو سید علی اکبر کے حبالہ میں لے آئے طبقہ سامانیہ کیلئے رشد و ہدایت نفس متبرکہ نقیب النقباء شاہ میر محمود نور بخشی سے آتی ہے۔ ایسے ہی سلطان اسماعیل کو اپنے برادر کی جانب سے نزع بلکہ مقابلہ و مقاتلہ درپیش آیا۔ اور اکثر یہ ہوتا تھا۔ کہ مناظرہ مجادلہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ قطعہ

دو شیران سرپنجہ و کار زار * بہم پنجہ آراستند بر وغای
یکے ضیغم پیشہ مردے * دگر شیر شرزہ پلنگ آزمای

ترجمہ : میدانِ کار زار میں دو شیر کی پنجہ آزمائی سے جنگ آراستہ ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک نے مزارعت کو پیشہ بنایا اور دوسرے نے پنجہ آزمائی کو۔

محمود بن احمد کو اکثر سلاطین نواحی کی حمایت حاصل تھی۔ اور ان کے بھائی اسماعیل ہنوز ابتدائے کام میں لگے تھے۔ جب انھوں نے ارکان دولت کی باگ دوڑ سنبھال لی۔ تو محمود بن احمد سے مقاتلہ بند کرکے اکثر صلح کی بات کرتے۔ کیونکہ یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا۔ قطعہ

پلنگان پیل افگن و شیر زور * کہ برہم دریدند مردان جنگ

جنین گفتہ اند در سرانجام کار * کہ جنگ ست ودر صلح بیرنگ رنگ

ترجمہ: دو شیر جب برہم ہو جائے تو ہاتھی اور جنگ کے میدان کی طرح لوگوں کو چیڑ پھاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ کام کے انجام دینے میں جنین کہا گیا ہے کہ جنگ ہے۔ اور بے رنگ صلح میں رنگ ہے۔

نظام الدین برمکی جو کہ ان کے وزیروں میں سے تھے۔ انھوں نے اسبابِ صلح و اطناب مدارات مہیا کیا۔ اور سلطان سے عرض کیا کہ ہفت کشور کا قیام و اقالیمِ ہفت کا اہتمام رجال الغیب و عمالِ لاریب کے دست پر رکھ دیا ہے۔ اور اکابرِ اربابِ ولایت و آثارِ اصحابِ ہدایت سے اس کے بارے میں استفسار کیا ہے۔ کہ سر حلقہ بدلائے روزگار و سر سلسلہ نقبائے ہر دیار شاہ میر محمود نور بخشی ہیں۔ اگر ان کی طرف سے پناہ نصیب ہو جائے۔ تو امید ہے کہ کارِ سر سلطنت کا اعلاء و روزگار مملکت کا ارتقاء ان انفاس کی برکت سے ظاہر ہونگے۔ قطعہ

اے برادر ہرچہ ہست در روزگار * کاروبار عرصہ گیتی بجای

مرہمہ در قبضہ اصحاب و غوث * برنہادہ داور دوران خدای

ترجمہ: اے برادر زمانے میں جو کاروبار ہے۔ وہ تمام اصحاب و غوث کے قبضہ میں رکھا ہے۔ خدا کے فضل سے زمانے کیلیئے کارساز ہیں۔

بموجب دلالت و بموجب تحریص اسماعیل سامانی حضرت شاہ میر محمود نور بخشی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض احوال و عجز اہوال ان کے سامنے پیش کیا۔ حضرت میر محمود نے ان کا کام کر دیا۔ اور کام کی نسبتِ اصلی کو ظاہر فرمایا۔ قطعہ

بدارای خورشید برج نقیب * کہ می تافت نورش بہفتم سمای
چناں عجز آورد و عرض نیاز * کہ ابر کرم شد حمایت ترای

ترجمہ: خورشید کے پالنے والے برج نقیب کہ ہفت آسمان ان کے نور سے چمکتا ہے۔ عجز اور عرض نیاز ایسا ہے کہ کرم کا بادل تیری حمایت بنا۔

عجز و نیاز کے اطلاع و افتقار و اعجاز کے استماع کے بعد فرمایا۔ کہ تسلی رکھو انشاء اللہ ائمہ اثناء عشری کی روحانیان کی برکت سے اور اعزہ اولیائے عصری کی جانب دل و جان سے توجہ کے سبب تمھارے کام پورے ہونگے۔ کہ سلاطین روز گار و خوانین ہر دیا تمھاری بدولت رشک کرینگے۔ مادرِ ایام سے عزیز کے سلسلہ میں و نوادرِ کرم سے صاحبِ تمیز کے سلسلہ میں ایسے ایسے بادشاہ ہوئے۔ جو ولایت صوری اور صاحب گاہِ اقلیم معنوی ہوئے۔ قطعہ

بتقدیر دارای گیتی فروز * ہماں ز التفات ہمہ اولیای
چو خورشید از مشرق دودہ ات * بتابد در اطراف ریزد شعای

ترجمہ: روشن زمانے کے پالنے والے کی تقدیر سے ان تمام اولیاء کے التفات سے ہماں ہوا۔ جب خورشید کے شرف سے مشرف ہوا تو اطراف میں اس کی شعاسے روشنی ہوتی ہے۔

حصولِ مرادات کیلئے ایرادِ ظنی و یقینی سے فاتحہ خوانی کرے۔ اسکی برکت سے دیارِ سلطنت کے روزگار و روزگارِ مملکت میں ترقی ظاہر ہونے لگی۔ اپنے برادر کے مبارزت میں مظفر و منصور ہوئے۔ اطرافِ زمین کے امرا و اکنافِ برین کے اعلا ان کے خط پر سر رکھنے لگے۔ اور ہر بند کام کھلنے لگا۔ قطعہ

زانفاس پیران روے زمین * چو بریای باشد سر نہ سمای

نباشد عجب گر مراد یکے * برآید چو مقصود ہر کد خدای

ترجمہ: پیرانِ روئے زمین کے انفاس کی برکت سے جب نو آسمانوں کے سر پر قدم گیا۔ تو ہر مراد کے پورے ہونے میں کوئی عجب نہیں ہے۔

سلاطینِ سامانیہ سے حکم کا نفاذ سلطان اسماعیل کے حکم کی مثال روئے زمین میں پھیل گئی روئے زمین کی عمارت ان کی عمارت میں پہنچی۔ سر مرتبہ مامون باللہ دارالخلافہ بغداد سے تشریف لائے۔ پھر سلطان اسماعیل سامانی کی صحبت میں اس انداز سے رہے۔ کہ جس کی شرح ممکن نہیں۔ قطعہ

اگرچہ بشاہانِ روئے زمین * عداوت رود بہر ملک و دلای

ولیکن مودت دریں ہر دوشاہ * چناں شد کہ یک دیگر پادشای

ترجمہ: اگرچہ روئے زمین کے شاہان ملک اور بادشاہت کیلئے عداوت کی جانب گئے ہیں۔ لیکن ان دوشاہوں کے درمیان ایسی مودت ہوئی کہ ایک دوسرے کا بادشاہ ہوا۔

جب سن ۲۹۵ ہجری میں سلطان اسماعیل سامانی دارالفنا سے دارالبقا کی جانب رختِ سفر ہوئے۔ تو تختِ وراثت پر احمد بن اسماعیل نے جلوس فرمایا۔ اور یہ حکم صادر کیا کہ وزارت بہلول نور بخشی کو عطا کی جاتی ہے۔ جنہیں زبانِ عالم بلبل کہتی ہے۔ وزارت کے کام میں ایسا اہتمام کیا۔ کہ اطرافِ عمارت و اکنافِ امارت اس انتظام کو اپنانے کیلئے چلے آرہے تھے۔ بلکہ مہماتِ بادشاہ و واقعاتِ شاہنشاہ اسی سے مربوط ہوگئے۔ اور امورِ سلطنت کا انتظام و صُورِ مملکت کا اہتمام اسی کے ساتھ مربوط ہوئے۔ قطعہ

چناں کاروبار امارت پزدہ * بہم بست در رشتہ عقل و رای

کہ از رشتہ او سرے موی کار * ز حد ارادت نہ بر کرد پای

ترجمہ : امارت کے کاروبار کو ایسا پختہ کیا کہ عقل کے رشتہ میں باہم باندھ دیا۔ کہ اس رشتہ سے سر مو تجاوز نہیں کیا جا سکتا ہے۔

جب امارت کے کاموں میں تین سال گذر گئے۔ تو ایران کی زمین کے بعض حدود سے سرحد عراق و خراسان تاج الدین بہلول کو مفوض فرما دیا۔ دو سال گذرے تو احمد بن اسماعیل نے تاج الدین بہلول کے بعد سکوں اور خطبہ میں اپنا نام جاری کر دیا۔ دارالسلطنت عراق نصر بن احمد کے حصے میں آیا۔ ۵۰ سال تک حکومت تاج الدین بہلول کو تفویض کیا۔ سلطنت کے کاموں میں گورنر بنایا۔ ان کے معاصر میں راضی باللہ دارالخلافہ عباسیہ میں تھے۔ عقدِ مصادقت جانبین میں اس انداز سے سرانجام پایا کہ راضی باللہ دو مرتبہ دارالخلافہ دیکھنے کیلئے آئے۔ نصر بن احمد بہت زیادہ سپاہی رکھتے تھے۔ اور تردد کیا کہ تاج الدین بہلول کو ان کے بھائی دارالخلافہ سے مدد کرینگے۔ اس دولت خانہ کے دیگر احوال تاریخ ابراہیمیہ میں حضرت شیخ علاؤ الدولہ السمنانی نے تفصیل سے تحریر فرمایا ہے۔ اس لئے یہاں اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اس جگہ اختصار مطلوب ہے۔ اس لئے تفصیل سے گریز کیا جاتا ہے۔ قطعہ

چو آثار شاہان سامان نژاد * بتفصیل خورشید سمنان علای

در آورد بر صفحہ روزگار * چہ حاجت کہ آرام دگر رہ بجای

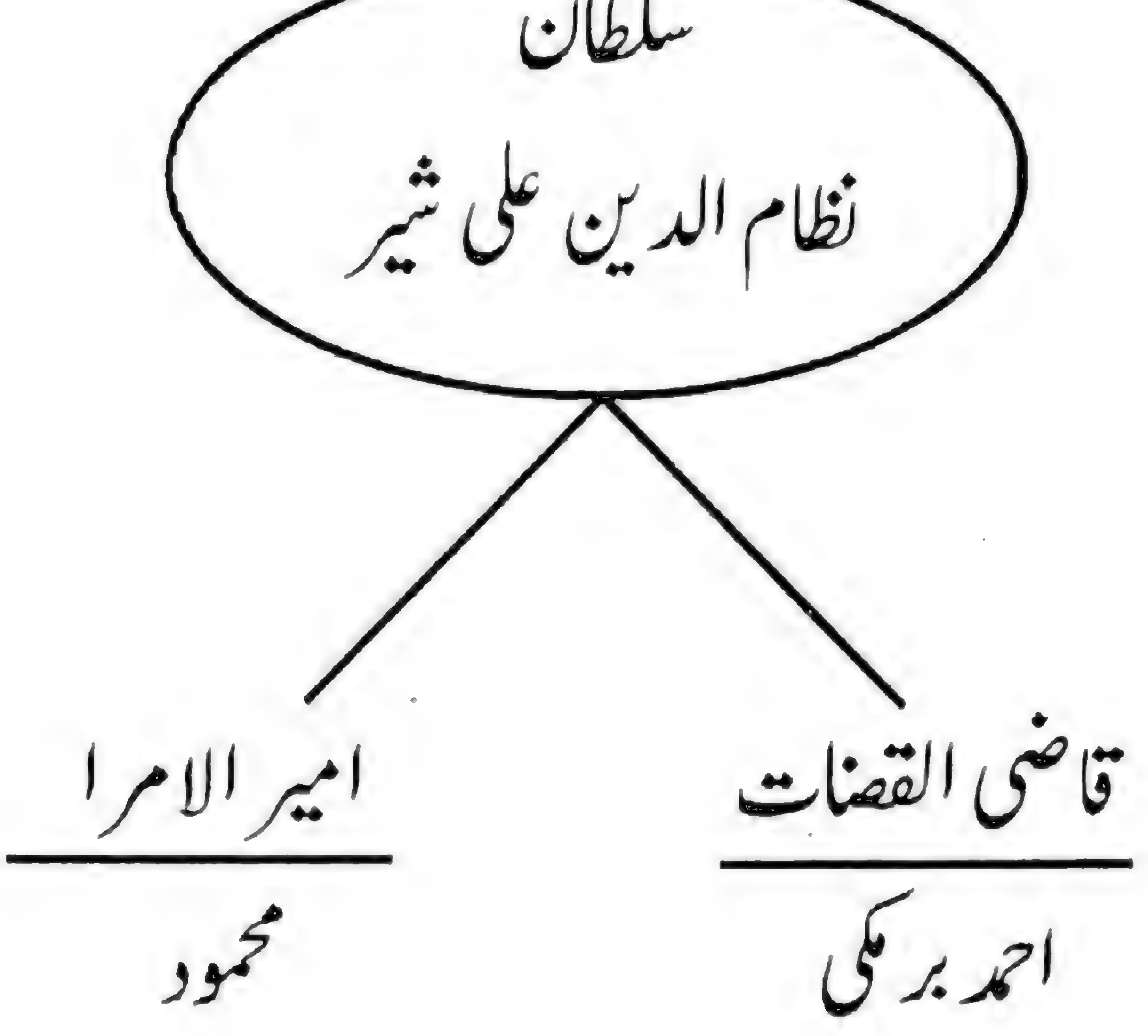
ترجمہ : شاہانِ سامان کے آثار جب سمنان کے خورشید علاؤالدولہ سے تفصیل کے ساتھ آتے ہیں۔ تو صفحہ روزگار پر لانے کی کیا حاجت ہے۔

سن ۳۵۰ ہجری میں ان کے وزیر نے شربت میں زہر ملا کر دیا۔ جس کے سبب سے موت واقع ہوئی۔ ان کے تختِ سلطنت پر ظہیر الدین بن تاج الدین رونق افروز ہوئے۔ امورِ جہانبانی کے ضبط و کار گیہانی کے اہتمام میں اپنے والد کے نقش قدم پر گامزن رہے۔ سکہ میں اپنا نام اور خطبہ میں بھی اپنا نام دیا۔ دار الخلافت کی جانب سے جو عقد مصادقت خلیفہ کے مابین طے پایا تھا۔ اسے جاری و ساری رکھا۔ ولایتِ ایران میں پدر سے زیادہ زمین میں متصرف ہوئے۔ قزوین کو اپنا دار الخلافہ بنایا۔ خواجہ اثر الدین برمکی کو وزارت دی۔ سلاطینِ دیار و خوانینِ اقطار سے چند جنگیں لڑی۔ ان تمام جنگوں میں کامیاب و کامران ہوئے۔ ارباب علم و اصحابِ فضل کو ان کے زمانے میں ترقی ملی۔ کتب و رسائل تالیف کئے گئے۔ خاص طور پر حکمت اور ہندسہ سے متعلق کتابیں لکھی گئیں۔ قطعہ

ظہیر الدین محمد ان شہنشاہ * کہ بر سر داشت از خورشید افسر
جہاں زیر نگین آورد چوں جسم * امارت کرد در اطراف کشور

ترجمہ : ظہیر الدین محمد وہ شہنشاہ ہیں کہ جنھوں نے خورشید افسر سے سربلند کیا۔ جہاں کو خم کیا جب اطرافِ کشور میں بادشاہت کی۔

کتاب غرائب المخلوقات جو ان کی طرف منسوب ہے۔ بہت زیادہ اختراعات ہیں۔



ایران کی سرزمین پر ۵۰ سال تک حکمرانی کی۔ دس ربیع الثانی سن ۴۰۰ ہجری میں انتقال ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد نظام الدین علی شیر ۱۴.ماہ مبارک رمضان سن ۴۰۰ ہجری میں دارالخلافہ عراق میں باستحقاق علی الاطلاق پدر کے بعد تخت نشین ہوئے۔ اور امورِ سلطنت کا ضبط و کارِ مملکت کا اہتمام سر انجام دیا۔ خواجہ شرف الدین برمکی کو وزارت تفویض کی امرائے پدر و سلاطینِ عصر سے کچھ زمینوں کے بارے میں معذرت کرلی۔ قطعہ

نظام الدین محمد آں علی شیر * کہ شد گیتی ستان و کشور آرای
جہاں در زیرِ حکم خود در آورد * چو خورشید سپہر و ماہ سیمای

ترجمہ : نظام الدین محمد وہ علی شیر کہ جو زمانے کا باغ اور کشور آرا ہوا۔ جہاں کو اپنے زیرِ حکم لے آیا۔ جیسے آسمان کے خورشید و ماہ کی نشانی ہے۔

سِر لشکر امیر حیدر نے مملکت کے کاموں کی آرا و سلطنت کے تردد کی افزا اس انداز میں کیا کہ مجد الدولہ مسعود بن محمود غزنین نے مصادقت میں مزید اضافہ کیا۔ جس وقت کہ سلطان مسعود بن محمود ہندوستان کے دورے پر

آئے تو شہزادہ عماد الدین بھی ہمراہ تھے۔ اور ولایت دہلی کے تصرف میں مشارکت کی جب مسعود نے ہندوستان میں استیلاء حاصل کیا۔ تو ایک دوسرے سے نزاع ہو گیا۔ اسی دوران نظام الدین علی شیر کے مرض کی خبر آئی۔ عماد الدین نے صرف اس خبر کو سن کر اپنے کاموں کو مستعدی کے ساتھ انجام دینا شروع کر دیا۔ اور عراق کے دارالخلافہ کی جانب پیش قدمی کیا۔ جب فراشِ موت پر پہنچ گئے تو اس بستر پر مزید تین روز تک حیات سے رہے۔ اس کے بعد انتقال ہو گیا۔ عماد الدولہ نور بخشی سال ۴۵۰ ہجری میں دارالخلافہ عراق میں بالاتفاق تخت نشین ہوئے۔ والد کی وصیت کے مطابق جلوس فرمایا۔ ایران سے توران تک کا خطہ ان کے تصرف میں آیا۔ وزارت مجد الدین برمکی کو عطا کیا۔ دارالخلافہ میں جھنڈے کے ساتھ تشریف لائے۔ جمیع ملوکِ روزگار و خوانین نامدار ان کے خطہ میں تشریف لائے۔ ہر ایک نے بہترین عدالت کا مشاہدہ کیا۔ ہر جانب ان کی جلالت و سخاوت اور فتوحات کا تذکرہ ہونے لگا۔ قطعہ

عماد الدولہ والدین نور بخشی * کہ دارد بر سریر سلطنت پای
چناں روے زمین آراست از عدل * کہ شیر و گاؤ خوردہ آب یکجای

ترجمہ : عماد الدولہ والدین نور بخشی کہ سریرِ سلطنت پر قدم رکھتے ہیں۔ روئے زمین کو عدل سے ایسا آراستہ کیا کہ شیر اور گائے نے یکجا پانی پیا۔

روئے زمین کو دس سال تک زیورِ سلطنت سے آراستہ کر کے سن ۴۶۰ ہجری میں دارالفنا سے دارالبقا کی جانب کوچ کر گئے۔

سلطان

ابو السلاطین

ابراہیم شاہ سامانی

نور بخشی

قاضی القضات

صدر جہاں

امیر الامرا

تاج الدین ایبک

ابو السلاطین ابراہیم شاہ بالاتفاق مسند سلطنت پر رونق افروز ہوئے۔ والد ماجد کی وصیت کے مطابق جلوس فرمایا۔ تشریفِ وزارت نظام الملک علاؤ الدولہ برمکی کو عنایت کیا۔ نظام الملک مجد الدین نے نظام الملک سے عقد مواخات باندھا۔ جیسا کہ ابو السلاطین نے امیر الامرا تاج الدین ایبک سے عقد مواخات باندھا تھا صدارت میر قزوینی کو تفویض کیا۔ سلاطینِ دیار و خوانینِ روزگار میں سے ہر ایک نے ابو السلاطین کے ساتھ بہترین سلوک کیا۔

قطعہ

سلاطین اطراف از راہ دل * ہمہ بستہ بودند عقد و فای

چو گنج سر وانرا سلاطین دہر * بدل دادہ بودند جانرا برای

ترجمہ: اطراف کے سلاطین از راہِ دل ان تمام کو عقد وفا میں باندھا۔ جیسے گنج سر اور ان کو سلاطینِ دہر نے جان کیلئے دل دے دیا۔

امورِ سلطنت کا اہتمام و کارِ مملکت کا انتظام اس انداز سے چلایا کہ ملوکِ روزگار نے ان کے اصول کو اپنایا۔ فضلائے فضیلتِ دستگاہ و علمائے بلاغتِ جاہ کو ان کے زمانے میں بہت ترقی ملی۔ تصنیفاتِ غریبہ و تالیفاتِ عجیبہ ان کے نام مبارک سے تالیف و ترکیب دیئے گئے۔ ان میں سے ایک کتاب ''سبعیه ابراهیم شاه'' ہے۔ اس کتاب میں نام کی مناسبت سے سات علوم لکھے گئے ہیں۔

۱	فقہ۔	۲	اصول۔
۳	کلام۔	۴	منطق۔
۵	معنی۔	۶	ہیئت۔
۷	بدیع۔		

ان میں سے ہر علم کو شرح بسط کے ساتھ لکھا گیا تھا۔ اور لفظ انتہائی محتاط انداز میں استعمال کیا گیا تھا۔ کہ ان لفظوں سے بھی خاص مسائل کی جانب اشارہ ملتا تھا۔ اور ان الفاظ کی تشریح میں مسائل کا خزانہ پوشیدہ تھا۔ یہ کتاب اتنی مشہور ہوئی کہ ہر جانب کے علماء نے اسے پسند فرمایا۔ اور اپنے شہر میں منگوایا۔ یہی کتاب بعد میں سبع المسابع کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس زمانے کے کوئی فاضل و عالم اس کتاب سے غافل نہ تھے۔ الحاصل اس کتاب کے کھولنے اور سمجھنے سے ایک خزانہ ہاتھ آتا تھا۔ اس کتاب کے مصنف مجد الدین سمنانی ہیں۔ چنانچہ وہ خود اس کی تعریف میں کہتے ہیں کہ

صاحب سبع المسابع ہفت رنگ * ہفت اورنگ آورد چوں ہفت رنگ

ہفت کشور ربع مسکون ساختہ * زیر نہ گردون کشیدہ ہفت رنگ

ترجمہ : صاحب سبع المسابع نے سات رنگ سات تختوں کیلئے لایا۔ سات کشور کو ربع مسکون بنایا۔ ہفت رنگ کو کشیدہ کرکے زمانے کے تابع کردیا۔

الحق نام کی ایک کتاب ہے۔ جو عراق' عرب و عجم اور آفاق حلب و شہم میں شہرت یافتہ ہوئی۔ اصحابِ علم و فضیلت و اربابِ کلم و شریعت میں سے ہر ایک کو پسند آئی۔

سلطان ابراہیم کے یہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لئے سلطان کچھ پریشان رہنے لگے۔ اولیاء و اصفیاء کی جانب متوجہ رہتے تاکہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ اولاد عطا فرمائے۔ قطعہ

باغبان بوستان روزگار * ہر طرف میربخت نجم اقتضای

عاقبت سرسبز شد تخم امید * شد نہال بار در از ہر نوای

ترجمہ : روزگار کے بوستان کے باغبان ہر طرف ستارہ گراتے ہیں۔ عاقبت سرسبز ہوئی۔ ہر ایک نے اولاد کیلئے دعا دی۔

ایک شب خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ بعد ادب و احترام قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ قطعہ

چو خورشید چرخ نبوت فروز * نمودہ جمال دل آرای خویش

برافروختند ہمچو نور ہدای * بتعظیم خم کردہ بالای خویش

ترجمہ : جب نبوت فروز آسمان کے خورشید نے اپنے جمال کا ظہور

کیا۔ تو اپنا دل آرا ہوا۔ ہدایت کے نور کو اس طرح روشن فرمایا کہ تعظیم سے سر خم ہو گیا۔

اپنے سر کو قدم مبارک میں رکھ کر گریا و زاری کرنے لگے۔ حضرت علیہ السلام نے تبسم فرماتے ہوئے۔ یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ فرزند ابراہیم میں تمھیں کسی مسئلے پر متردد دیکھتا ہوں۔ بعجز و انکسار عرض گذار ہوئے کہ بارہ سال گذر چکے اب تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔آپ کی عنایت سے سلطنت سر سبز و شاداب ہے۔ قطعہ

اگر از ابر نیاں رسالت * گلستان من از الطاف دارای
شگوفہ آورد سر سبز گردد * نہال گلشن امید پیرای

ترجمہ : اگر رسالت پناہ کے بادلوں سے میرے گلستان میں کرم ہو جائے۔ تو شگوفہ سر سبز و شاداب ہو جائے۔ گلشن کا پودا مرشد کی امید سے قائم ہے۔

رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ جا حق تعالیٰ تجھے دو لڑکے عنایت فرمائے گا۔ ایک کا نام اشرف رکھنا۔ اور دوسرے کا نام اعرف محمد رکھنا۔ اشرف صاحبِ اور نگِ صوری و معنوی ہونگے۔ قطعہ

امید از داور دارای گیتی * کہ ہفت اورنگ را او کرد برپای
چنانست کان مہ چرخ ولایت * بود خورشید چرخ دین و دنیای

ترجمہ : زمانے کے پالنے والے کی طرف سے امید ملی کہ ہفت سلطنت کو ان کے قدم کے نیچے کر دیا۔ چنانچہ وہ آسمانِ ولایت کا چاند اور دین و دنیا کے آسمان کا خورشید ہوا۔

مہبِ توفیق سے نسیمِ لطف و طربِ رفیق سے شمیم عطف کو تحریر فرما لیا۔ یہاں تک کہ وہ سر سبز و شاداب دن آہی گیا کہ جس دن اشرف شرف الملۃ والدین متولد ہوئے۔ ابو السلاطین نے اکابرِ روزگار و آماثرِ نامدار کو دعوت پر مدعو کیا۔ فقراو مساکین میں مال و منال کو تقسیم کیا گیا۔ شعرائے اطراف و فضلائے اکناف نے تہنیت نامہ و قصائد تامہ عنایت فرمایا۔ پھر ہر ایک کو صلہ میں مال منال دیا گیا۔ قطعہ

چو خورشید از سپہر کامرانی * درفشاں سد زبرج مشرق آرای
جہاں روشن شد از نور عذارش * نثار آورد چرخ از در دریای
نہال از گلشن امید سرزد * بسر سبزی نہال در ہمہ جای

ترجمہ: جب کامرانی کے آسمان سے خورشید درفشاں (اور) برجِ مشرق سے آرا ہوا۔ تو جہاں اس کے عذار کے نور سے روشن ہوا۔ آسمان دریا و موتی سے نثار ہوا۔ گلشنِ امید کا پودا نے جب قدم رکھا۔ تو اس گلشن کے تمام پودے سر سبز و شاداب ہو گئے۔

سلاطینِ اطراف و خوانینِ اکناف نے تحفہ بھیجا۔ اور دار الخلافہ سے تشریفِ لوا کے ہمراہ آئے۔ کلاہ اور مبارک بادی پیش کی۔ عمر مبارک جب ۴ سال ۴ ماہ اور ۴ دن ہوئی۔ تو تقریبِ بسم اللہ منعقد ہوئی۔ تمام شہروں میں دعوت عام دی گئی۔ اور شہر کو دلہن کی طرح سجایا گیا۔ تیر اندازی اور پٹاخے سے شہر گونج اٹھا۔ قمقمے اور مختلف الانواع ملبوسات سے شہر کو سجایا گیا۔ حضرت شیخ عماد الدین تبریزی (رحمۃ اللہ علیہ) نے لوحہ ابجد شروع کروایا۔

قطعہ

چومہ پارہ برج خورشید نور * برآمد ز اورنگ زرین سپہر
مہ برج خورشید تابندہ روی * در افشاں برآمد ہر اورنگ مہر
شدہ چار سالا مہ و روز چار * مہ چہار دہ شب نہاں کرد چہر
سپردند بر پیر و ستاد دہر * کہ بود ارسطوی فلاطون مہر
الف باء بر لوحہ آفتاب * چو بر خواندہ مہ پارہ مہر مہر
فلک در انجم ز دریاے خویش * نثارید بر ماہ خورشید فہر

ترجمہ: جب خورشید نور کے برج کا مہ پارہ آسمانِ سلطنت سے ظاہر ہوا۔ تو ماہ برجِ خورشید سے روشن ہوا۔ روشن تخت سے روشن موتی ظاہر ہوا۔ چار سال چار ماہ چار روز ہوا۔ تو چودھویں کے چاند کو بھی چہرہ نے نہاں کر دیا۔ زمانے کے پیر و استاد کے سپرد کیا۔ کہ زمانے میں ارسطاطلیس اور افلاطون بن جائے۔ جب مہ پارہ کو لوحہ آفتاب پر الف باء پڑھایا۔ تو اپنے دریا سے انجم میں فلک نثار کر دیا۔

امراء و ملوکِ روزگار، کبراء و سلوکِ ہر دیار نثار کیلئے آئے۔ اور شیخ عماد الدین کو گنج رواں بنایا۔ قطعہ

زبسیار سیم و زر کان و بحر * کہ آمد نثار از ملوک و برای
شدہ مخزن سیم و گنجور زر * چو گنج برآمد ز سر تا بپای

ترجمہ: سیم و زر، کان و بحر اس قدر ملوک روزگار لے کر آئے۔ اور ان پر نثار کیا کہ سرتاپا خزانہ ہی خزانہ ہو گیا۔ اور وہ مخزنِ سیم و گنجور زر ہو گئے۔

حق تعالیٰ جسے ازل ہی سے وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا

كَثِيرًا۔ سے آراستہ فرمایا ہو۔ اور ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ سے پیراستہ فرمایا ہو۔ اس کے تعلم کا انتظام ایسا ہی کرتا ہے۔ ایک سال میں قرآن قراتِ سبعہ کے ساتھ حفظ کیا۔ سات سال کی عمر میں اصطلاحات علوم عربیہ و مقامات حکمِ عجیبیہ حاصل فرمایا۔ قطعہ

چو سال مبارک بہفت آمدہ * علوم دو ہفت نہادہ بجای
بسال دو ہفتہ چوپا بر نہاد * بہر ہفت پوشید اورنگ رای

ترجمہ: جب عمر مبارک سات سال کی ہوئی۔ تو دو ہفت علوم حاصل کیا۔ جب عمر مبارک ۱۴ سال ہوئی۔ تو ہفت کشور کیلئے تخت پر رونق افروز ہوئے۔

ابو السلاطین ابراہیم شاہ جب گلزار سلطنتِ عراق و لالہ زار مملکتِ ایران و ثاق سے رخت سفر باندھکر رخصت ہوئے۔ تو تاج و تخت پر وحید الدین والد نیا اشرف السلاطین نے ارتفاع فرمایا۔ سلاطین و خوانین ان کے خطہ میں آکر مبارک بادی پیش کی۔ آپ نے ہر ایک کیلئے ابرو کشادہ رکھا۔ قطعہ

جہانرا عمارت ز سر آمدہ * بر اورنگ دولت چو بنہاد پای
زمانہ ز شادی بر افروختہ * جہانرا دل رفتہ آمد بجای
زہر پادشاہان روے زمین * رسید ارمغانی مبارک سرای
نماند از سلاطین کسے در جہاں * کہ ناوردہ تہنیت ارتقای
بہر سوے گیتی بر افروختند * چراغ و رخ از شادی جان فزای
بہر خانہ نیک و بد ہر کہ بود * بہم بر زدند دست شادی چوپای

ترجمہ: جہاں کو تخت پر بیٹھ کر تعمیر و ترقی عطا فرمایا۔ زمانے کو خوشیاں عطا کی۔ جہاں کیلئے ہر جگہ دل رفتہ آئے۔ روئے زمین کے بادشاہان قیمتی تحفہ لیکر پہنچے۔ جہاں میں کوئی ایسا بادشاہ نہیں تھا۔ جو ان کے پاس تہنیتِ ارتقا لیکر نا آیا ہو۔ زمانے میں ہر جانب ان کا تذکرہ ہونے لگا۔ خوشی کے چراغ روشن ہوئے۔ ہر گھر میں جو بھی نیک و بد تھے۔ ہر ایک کو خوشی نصیب ہوئی۔

اوحد الدین والدنیا اشرف الملة والدین تخت سلطنت پر رونق افروز ہوئے۔ عراق کے سلاطین کے اسمائے گرامی۔

۱ خواجہ محمود برمکی۔ ۲ مجید الملک تبریزی۔

۳ عماد الملک شرف الدین۔ ۴ مقدار الملک۔

۵ بہرام بیگ۔ ۶ فریدون بیگ۔

۷ زبر الماثل کمال الدین۔

تمام نواحی دیار و اطرافِ روزگار میں ان کا سکہ جاری و ساری ہوا۔ خطبہ میں ان کا نام مبارک آیا۔ ۱۲ سال تک مملکت کے امور انجام دیتے رہے۔ اس دوران کسی وجود کو بھی الم نہیں پہنچا۔ قطعہ

گلستان گیتی ز باد خزان * کہ تاراج می شد بباد جفای

بعہدی سہی سرد مستان خرام * نیارد رکلبن ز خار ہوای

ترجمہ: زمانے کا باغ بادِ خزاں اور بادِ جفا سے تباہ و برباد ہو گیا تھا۔ ان کے عہد میں نئی تازگی آئی۔ اور باغ میں تباہی مچانے والی ہوا نہیں آئی۔

ایک شب حق تعالیٰ کی توفیق رفیق سے حضرت ابو العباس علیہ السلام (خضر علیہ السلام) ترکِ سلطنت کا مژدہ لیکر آئے۔ چنانچہ آپ

سلطنت کو خیر و باد کہہ کر ہندوستان کی جانب عازم سفر ہوئے۔ راستے میں بعض اعزہ کی ملازمت میں بھی رہے۔ ان اعزہ نے مقامات غوثیہ و منزلات قطبیہ کو آپ پر نثار فرمایا۔ اور فرمایا کہ بیٹا اشرف آپ اپنے حصے کے ارادے سے شیخ علاؤ الحق و الدین بنگالی (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس جائیں۔ جنتاباد عرف گور بنگالہ میں ارادہ مشرف سے مستفیض ہوئے۔ اس آثارِ غوثیہ و انوارِ قطبیہ کے بعد ارادہ ظہور سے پیوست ہوئے۔ قطعہ

ہرچہ امار ولایت در جہاں * آمد از لطف خدا بر اولیای

از ارادہ می شود پیدا بوقت * کالامور مرتہن فی الوقتہای

ترجمہ: ولایت کی امارت سے جہاں میں خدا کے لطف سے اولیائے کرام کے پاس آئے۔ وہ تمام فی الوقت ازارادہ گروی رکھ دیا۔

۲۷ ماہ رمضان المبارک ارادہ الٰہی و جاذبہ عنایت لاینتاہی کے لئے تیاری شروع کر دی۔ درویشانِ چشتیہ کے مراسم کے مطابق محفل کا انعقاد کیا گیا۔ پھر وہاں سے ظفر آباد پہنچے۔ فرمایا کہ پہلی کامیابی یعنی ظفر، ظفر آباد سے ظاہر ہو گی۔ قطعہ

ہرگاہ بادشاہ ولایت قدم نہاد * در راہ و رسم نہج اصناف اولیای

درراہ اگرچہ چراغ فروزان بہم رسد * در دم اشتغال ولایت کند ضیای

جائیکہ نور لمعہ خورشید میزند * پیدا بود کہ نورچہ خواہد شد انقضای

درپیش نور پرتو خورشید صد چراغ * ریزد بہم بدرد پروانۂ ضیای

اول ظفر کہ روے نماید ترا بجنگ * باشد میانہ ظفر آباد در وغای

ترجمہ: ہرگاہ کہ ولایت کے بادشاہ نے اولیاء کے طریقے سے راہ و

رسم میں قدم رکھا۔ اگرچہ راہ میں روشن چراغ باہم پہنچا۔ (لیکن) ولایت کے اشتغال کے دم میں ضیاء ہے۔ اس جگہ کہ خورشید کا نور لمعہ گرتا ہے۔ انقضا سے نور پیدا ہوا۔ خورشید کے پرتو کے نور کے سامنے صد چراغ پروانۂ ضیا کے درد سے گرتا ہے۔ اول ظفر کہ تجھے حاصل ہوگا۔ ظفر آباد کے درمیان جنگ میں ہے۔

اس چند سطور کے ذریعے جب بر سبیل ایجاز طبقہ ابراہمیہ کی وضاحت ہوگئی۔ تو اس کی شرح کی ضرورت نہیں رہی۔ اگر کسی کو اس قافلہ نوریہ و سلاسل دیگر سے متعلق مزید معلومات چاہیئے۔ تو اسے حضرت شیخ علاؤ الدولہ السمنانی کی جمع کردہ تاریخ ابراہمیہ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ قطعہ

ہر کرا باید کہ احوال ملوک * در نظر آرد ز اول تا بپای
کر بباید بنگرد از روے صدق * سر بسر امار تخمیق علای

ترجمہ : اگر کسی کو احوال ملوک چاہیئے۔ تو وہ (تاریخ ابراہمیہ) کا اول تا آخر مطالعہ کرے۔ اس میں از روئے صدق ان کی امارت کا تذکرہ پائیگا۔

جب اشرف الملۃ و الدین نے اورنگِ خسروی سے قدم ہٹا کر ولایتِ معنوی کے تخت پر رکھا۔ تو اس منصبِ بادشاہت و شہنشاہیت کو اپنے برادر اعرف محمد کے سپرد کیا۔ چنانچہ جب رسمِ جہانبانی و تربیتِ گیہانی کے بعد آپ کے برادر اعرف تخت پر رونق افروز ہوئے۔ قطعہ

ہر چہ اسم و رسم ترتیب جہاں * بود در شاہان ز روے رسم ورای
خامہ آئین و رسوم اشرفی * کان شرف دارد ز شاہان برای
داشت بر جای خود از روے خرد * ہر چہ آید کار در گیتی برای

ترجمہ : بادشاہت کے رسم میں سلاطین دیگر تشریف لائے۔ اور اشرفی رسوم کے پروگرام کے شرف سے مشرف ہوئے اپنی جگہ پر انھیں از روئے خرد بٹھایا۔ جو کام بھی کرتے ہیں زمانے کیلئے کرتے ہیں۔

بحرمتِ ائمہ اثنا عشریہ و اولیائے بحریہ و بریہ سلسلہ سلاطینِ سامانیہ و فرقہ خوانینِ ابراہمیہ و اشرفیہ کو اِلٰی یَوْمِ الْقِیَام انتظام و التیام فرمائے۔ (آمین) بِالنَّبِیِّ ﷺ وَآلِہِ الْاَمْجَادِ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

<<< طبقہ ملوکِ دیالمہ >>>

بتخصیص آلِ بویہ ۱۷ سلاطین ہوئے ہیں۔ ۳۲۱ ہجری سے ۴۴۸ ہجری تک انھوں نے حکمرانی کیں۔ ۱۲۷ سال ان کی مدت حکمرانی ہے۔ ان کے سرکردہ بویہ ہیں۔ جنکا سلسلہ نسب بہرام کور تک جا پہنچتا ہے۔ بویہ بن قباخسرو بن مما بن گوہر بن سرکندہ بن سرویل بن شرویہ بن شاہ بن فیروز بن سرزبل بن ہشتاد بن بہرام کور۔

بعض لوگ اس خاندان کو دیلمان کہتے ہیں۔ اور دیلم بن ضدا بن بویہ کے خاندان سے بتاتے ہیں۔ دیلمان کی ولایت میں کلتا کشن بن کیا نام مقیم تھے۔ جب ماکان بن کاک بن نعمان نے دیلمان کے بادشاہ کو مقہور کیا۔ تو انھیں وہاں کی بادشاہت عطا کی۔ بویہ ان کی خدمت میں پیوست ہو گیا۔ بویہ کو اپنی منکوحہ سے بے پناہ محبت تھی۔ ان کے تین لڑکے تھے۔ ① علی ② حسن ③ احمد۔ ان تینوں کی ماں انتقال کر چکی تھی۔ بویہ اپنے تینوں لڑکوں کے ساتھ غمگین بیٹھا تھا۔ کیونکہ اس نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ قضیب سے ایک

شعاع نکل کر تین حصوں میں بٹ گئی ہے۔ اس خواب کی تعبیر ایک شخص سے معلوم کی۔ تو اس نے کہا کہ میں بہت زیادہ زر لیکر اس خواب کی تعبیر بتاؤنگا۔ چنانچہ اس نے بتایا کہ تمھارے یہ تینوں لڑکے بادشاہ ہونگے۔ کہا کہ خدا سے عجب نہیں ہے۔ کہ پسر عماد الدولہ ابو الحسن علی تخت پر بیٹھے۔ سن ۳۲۱ ہجری میں شیراز میں تخت نشین ہوئے۔ پھر جب طالع بلند ہوا۔ تو سقف خانہ کو شکست دی۔ بہت سارے زر ہاتھ آئے۔ پھر انھیں تقسیم کیا۔ ان خزانوں میں ۱۷ صندوق یاقوت کے تھے۔ ۸۰ جواہر کے بھی تھے۔ کچھ ہی دنوں کے بعد ولایت عراق وولایت پارہ مہ کے بادشاہ ہوئے۔ ۳۳۸ ہجری میں جب فوت ہوئے تو برادر زادہ تخت نشین ہوئے۔ جب عضدالدولہ ابو الحسن بن بویہ کو معلوم ہوا۔ کہ ان کے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے۔ تو یہ سنکر شیراز آئے۔ اور نو ماہ تک حکمرانی کی۔ الرسی کی جانب چلے سامانیان سے جنگ اور پھر بعد میں صلح ہوئی۔ جب رکن الدولہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ لشکر نے بغداد پر حملہ کیا ہے۔ تو اپنے لڑکے کو لیکر اس جگہ پہنچا۔ اور ممالک کو اپنی اولاد میں تقسیم کرنے لگا۔ فارس کرمان اور اہوار مع نواحی عضدالدولہ کو دیا۔ ہمدان اور طبرستان فخر الدولہ کو دیا۔ اصفہان اور اس کے توابع موید الدولہ کو دیا۔ اور حکم دیا کہ عضد الدولہ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہ کرے۔ ۳۶۳ ہجری سے رکن الدولہ نے ۴۴ سال تک حکمرانی کی۔ معز الدولہ سن ۳۳۴ ہجری میں اپنے برادر عماد الدولہ کے حکم پر شیراز سے کرمان روانہ ہو گئے۔ کرمان آنے کے بعد بغداد بھی گئے۔ خط سرجان کو متصرف کیا۔ خلیفہ کی جانب سے القاب کا اجرا ہوا۔ بغداد میں برادران کے ساتھ امیر الامرا ہوئے۔

عضد الدولہ نے ۲۱ سال تک بہادری کے ساتھ حکمرانی کی۔ ان کا شمار بہترین سلاطینِ دیالمہ و عمدہ ترین خوانین آل بویہ میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ خود ان کے زمانے میں موالی نے ان کے نام کی بہت زیادہ کتابیں تصنیف کی۔ ان کی حکومت کا اثر مقام "ری" تک پہنچا تھا۔ ۳۳۸ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد موید الدولہ ابو منصور بویہ بن رکن الدولہ نے عضد الدولہ سے گذارش کی کہ اپنے باپ کی جگہ متصرف ہو جائے۔ پھر خوشی کے ساتھ مبارک بادی دی کہ فخر الدولہ بے اجازت حاکم ہو گئے ہیں۔ اس خبر کے پیشِ نظر دونوں کے مابین مخالفت شروع ہو گئی۔ اور دونوں بھائیوں کے درمیان جنگ ہو گئی۔ فخر الدولہ شکست کے بعد خراسان چلے گئے۔ اس کے بعد موید الدولہ اطمینان سے حکمرانی کرنے لگے۔ سن ۳۸۳ ہجری میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ فخر الدولہ علی بن رکن الدولہ بھائی کی وفات کے بعد سلطنت کو سنبھال کر دنیا کو نور اقامت سے بھر دیا۔ موید الدولہ کے وصال کے بعد فخر الدولہ نے ۱۴ سال تک حکمرانی کی۔ اوصاف پسندیدہ و خصال حمیدہ رکھتے تھے۔ اپنے وزیر کو بغداد بھیج کر اطراف کے قلعے کو فتح کروایا۔ ان کے انتقال کے بعد شرف الدولہ ابو کالیخان مہند یار بن عضد الدولہ تخت نشین ہوئے۔ والد کے انتقال کے بعد ۶ سال ۴ ماہ بغداد میں امیر الامرا رہے۔ ان کے دور میں بھی بہت زیادہ مقابلہ و مجادلہ وقوع پزیر ہوا۔ بعد میں عز الدولہ بختیار درویش ہو گئے۔ صمصام الدولہ کی حکومت فارس میں تین سال رہی۔ ان کے انتقال کے بعد بہاؤ الدولہ تخت نشین ہوئے۔ بہترین انداز میں حکومت کی۔ ۴۲ سال مدت حیات ہے۔ جن میں سے ۲۴ سال تک حکمرانی

کی۔ مجد الدولہ اقوال امرا کے مطابق صغر سن میں بادشاہ ہوگئے تھے۔ ان کی والدہ ماجدہ کا نام عاقلہ تھا۔ ان کی والدہ نے وزارت کسی کو دیکر انھیں کرمان لیکر چلی گئیں۔ کرمان میں استقبال کیلئے حسنو یہ اور بہت زیادہ لشکر آیا۔ تاکہ مجد الدولہ کی والدہ کا شاندار استقبال کیا جائے۔ بعد میں سلطان محمود نے ان پر حملہ کر کے گرفتار کیا۔ اور انھیں غزنین پہنچا دیا۔ مجد الدولہ نے ۳۲ سال حکمرانی کی۔ عیش نفسانی کو بہت زیادہ کیا۔ سلطان الدولہ بعد از مملکت کسی مہمات میں مشغول رہتے تھے۔ ۱۲ سال حکمرانی کی۔ شرف الدولہ ۴۲۱ ہجری میں بغداد میں حاکم ہوئے۔ مدت سلطنت ۵ سال ہے۔ عزالملوک بن سلطان الدولہ کا برادر سے قتال ہوا۔ چند بار باہم غالب و مغلوب ہوئے۔ ۴۴۹ ہجری میں حاکم مطلق العنان ہوئے۔ اسی اثناء میں دیلمان خاندان کی حکومت گر گئی۔ اور سلجوقیوں کا دور آگیا۔ جلال الدولہ ابو طاہر نے ۱۶ سال حکمرانی کی۔ سن ۴۳۴ ہجری میں وصال ہوا۔ الملک الرحیم سے باہم جنگ ہوئی۔ شیراز چلے گئے۔ ۷ سال تک حکمرانی کی۔ سلجوقیوں کے ہاتھوں ان کی حکومت ختم ہو گئی۔ ابو منصور فولاد سیقل بن ابو الکا نجار بعد از پدر بادشاہ ہوئے اور ۸ سال تک حکمرانی کی۔ ان کی مملکت میں بہت زیادہ خلل آیا۔ ابو علی کخیسرد بن ابو الکا نجار دیلمی بادشاہ نے ابو منصور سے انصرام کیا۔ اس کے بعد فراغت کے ساتھ حکمرانی کی۔

طبقہ ملوکِ سلجوقیہ

اس طبقہ میں تین شعبے ہیں۔

پہلے شعبہ سے تعلق رکھنے والوں نے پورے ایران میں حکمرانی کیں۔ ان سلاطین میں ۱۴ افراد شامل ہیں۔ جنھوں نے ۴۲۹ ہجری سے ۵۹۰ ہجری یعنی ۱۶۰ سال بادشاہت کی ہرسہ شعبہ کا نام مع چند احوال ذکر کیا جاتا ہے۔

قطعہ

سلجوقیان ملوک جہاں بودہ اند ہمہ * کہ آوردہ اند سر بر عدالت ہمہ بپای

دراصل یک درخت سہ شاخ آمدہ آرد * کز ہرسہ شاخ بار و بر آید گیتی بجای

ترجمہ : سلجوقیان جہاں کے بادشاہ ہوئے۔ تمام کے تمام نے عدالت کی راہ اختیار کی۔ دراصل ایک درخت نے تین شاخ لایا۔ ہرسہ شاخ زمانے کے بوجھ کی وجہ سے خم ہیں۔

سلاطینِ روزگار و خوانینِ نامدار جو ان سے پہلے اور بعد ہوئے یا ہیں ان سب میں اکثر معتوبِ مذاہب و سماتِ مشارب سے منسوب ہیں۔ جیسے بنی امیہ، بنی عباس، بنی لیث و آل بویہ وغیرہ میں رفض۔ اسی طرح غزنیوں و خوارزمیوں میں بھی حقارتِ گوہر کا الزام۔ لیکن یہ طبقہ ان تمام الزامات سے پاک رہا ہے۔ اعتقاد کے اعتبار سے عمدہ اور رعایا کے حال و احوال پر نہایت متفحص و مخصص تھے۔ اس طبقہ کے دور میں خارجیوں نے خروج نہیں کیا۔ قطعہ

ہمہ پادشاہان روے زمین * بعیب اند منسوب درہر زوای

یکے در سرورده اعتزال * دگر کرد تفصیل راسر بجای

کہ از راہ سنت سر انحراف * گرفتند جمعی بطور ہوای

ولیکن ز شاہان سلجوقیان * ہمہ راست روبودہ اند کز ربای

ترجمہ : روئے زمین کے تمام بادشاہان زمانے میں عیب سے منسوب ہوئے۔ ایک نے سرور کی راہ میں اعتزال کیا۔ تو دوسرے نے تفصیل کو سر کیا۔ کچھ نے اپنی خواہش کے پیش نظر سنت کی راہ سے انحراف کیا۔ لیکن شاہانِ سلجوقیان ان تمام سے بچے رہے۔

اس جہت سے بھی سلسلہ ملوکِ سامانیہ و زمرۂ سلاطینِ ابراہمیہ میں کہ یہ سلسلہ حضرت قدوۃ الکبری کی جانب ہے۔ بادشاہانِ سلجوق سے محبت و مودت رکھتے ہیں۔ نہ کہ اس وجہ سے کہ طغرل نے محمودیان کی حکومت کی نعمت کا انکار کرکے الپتگین سے مل گئے تھے۔ وعلی ہذا اگر تتابع بمراتب رفیع کو پہنچے۔ تو نعمت کو پہنچ جائیگا۔

شعبہ اول : شہر ترکان کے سلجوق میں سے ہے۔ جو کہ افراسیاب کی اولاد میں سے ہے۔ ۳۴ برادران میں سے موسی نام کا انتخاب ہوا۔ افراسیاب نے ہر ایک کو بیش قیمت مال دیا۔ یہ سب کے سب ترکستان کے چراگاہ کے واسطہ سے ماورائے نہر، بخارا اور سمرقند پہنچے۔ سلطان محمود غزنوی سے ملاقات ہوئی پھر ان کی صحبت میں رہے۔ ایک گفتگو کے دوران پوچھا کہ اگر لشکر کی ضرورت ہو تو کیا کرینگے۔ کہا کہ یہ تین تیر میں تمھیں دیتا ہوں۔ اگر ایک تیر پھینک دو گے تو بارہ ہزار کا لشکر آجائیگا۔ میکائیل سے کہا گیا کہ اگر اس سے زیادہ کی ضرورت ہو تو کیا ہوگا۔ کہا کہ دو تیر پھینک دو گے تو ۲۴ ہزار کا لشکر آئیگا۔ اگر اس سے زیادہ چاہیئے تو تینوں تیر پھینک دو۔ اگر اس سے بھی زیادہ لشکر چاہیئے تو کمان پھینک دو۔ سلطان متوہم ہوئے۔ صحبتِ شراب میں عذر پیش کیا۔

شعبہ اول کے بادشاہان

رکن الدین
بن طغرل بیگ میکائیل
بن سلجوق

شجاع الدین
الپ ارسلان محمد بن
جعفر بیگ

معز الدین
ابو الفتح ملک شاہ بن
الپ ارسلان محمد

غیاث الدین
ابو شجاع محمد بن
ملک شاہ

معز الدین
سنجر بن
ملک شاہ

محمود
بن
ملک شاہ

رکن الدین
طغرل محمد بن
ملک شاہ

شعبہ دوم : سلاجقۂ کرمان ہیں ان کے اول قاورد بن جعفر بیگ بن میکائیل بن سلجوق ہے۔ سن ۴۳۳ ہجری میں کرمان کے بادشاہ ہوئے۔ ۳۲ سال تک حکمرانی کی۔ سن ۴۴۴ ہجری میں دیالمہ کی کوتاہی کے سبب شیراز کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ قاورد کے انتقال کے بعد بفرمان ملک شاہ توران شاہ بن قاورد تخت نشین ہوئے۔ توران شاہ بن قاورد نے ۴۷۷ ہجری سے ۴۸۹ ہجری تک حکمرانی کی۔ مدت سلطنت تقریباً ۱۳ سال ہے۔ جب ۴۸۹ ہجری میں توران شاہ کا انتقال ہو گیا۔ تو ایران شاہ بن توران شاہ تخت نشین ہوا۔ اور پانچ سال تک حکمرانی کی۔ ایران شاہ کا انتقال ہو گیا۔ تو ایران شاہ بن توران شاہ تخت نشین ہوا۔ اور پانچ سال تک حکمرانی کی۔ ایران شاہ کے قتل کے بعد باتفاق امراو اعیان بادشاہ ارسلان شاہ تخت نشین ہوئے۔ اور ۳ سال تک بادشاہت کی۔ مغیث الدین بن محمد ۴۳۰ ہجری میں کرمان کے حاکم ہوئے۔ ۴۴۱ ہجری میں انتقال ہوا۔ محی الدین بن طغرل شاہ نے ۱۲ سال تک حکمرانی کی۔ محمد شاہ بن بہرام والد کے انتقال کے بعد باتفاق امراو اعیان بادشاہ ہوئے۔ سن ۴۸۳ ہجری میں قاوردیان کی بادشاہت اتمام پذیر ہوئی۔

شعبہ سوم : سلاجقہ روم ہیں۔ ان کا اول قتلمش بن اسرائیل ہے۔ جو کہ جنگ الپ ارسلان میں شہید ہو گئے تھے۔ سلمان شاہ بن قتلمش نے ۲۰ سال تک حکمرانی کی۔ ان کے علاوہ داؤد بن سلیمان' عزالدین قلیچ ارسلان' علاؤ الدین کیقبا' غیاث الدین مسعود بن کیکاؤس' رکن الدین سلیمان' عز الدین کیکاؤس اور کیخسرو بن کیقباد ہیں۔

>>> طبقہ ملوکِ خوارزم شاہیہ <<<

اس طبقہ میں ۹ افراد نے حکمرانی کی۔ ان کا دور ۴۹۱ ہجری سے شروع ہو کر ۶۴۸ ہجری پر ختم ہو جاتا ہے۔ گویا اس طبقہ کی حکمرانی کی مدت ۱۵۷ سال ہے۔ اس طبقہ کا بانی نوشکین قراجہ ہے۔ بلکایکن نے نوشکین قراجہ کو خورازم کی بادشاہت ایک طشت میں کر کے ان کے گھر بھجوا دیا تھا۔ نوشکین کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا قطب الدین محمد تخت نشین ہوا۔ یہ ہر طرح کے کمالات سے آراستہ و پیراستہ تھا۔ اس طبقہ میں ذیل اسمائے گرامی آتے ہیں۔

السرین
قطب الدین محمد

ایل ارسلان
بن
السر

قطب الدین
محمد بن
نوشکین

سلطان شاہ
بن
ایل

شمخان
بن ایپل
بن ارسلان

سلطان محمد
بن
بکر خان

سلطان
رکن الدین
عور ساعی

غیاث الدین
بن
مرشاہ

سلطان
جلال الدین
منیک برتی

<<< طبقہ ملوکِ اتابکیہ >>>

سلسلہ سلاطینِ اتابکیہ و زمرہ خوانینِ بکریہ کے دو شعبے ہیں۔ ایک شعبہ ملک شام اور دیار بکر کا ہے۔ یہ ۹ افراد پر مشتمل ہے۔ اس شعبہ کے سلاطین نے ۴۸۱ ہجری سے ۶۴۸ ہجری تک حکمرانی کیں۔ یعنی ان کی مدت حکمرانی ۱۶۷ سال ہے۔ دوسرا شعبہ ملک فارس معروف سلغریان کا ہے۔ یہ ۱۱ افراد پر مشتمل ہے۔ اس شعبے کے سلاطین نے ۴۴۳ ہجری سے ۶۶۴ ہجری

تک حکمرانی کی۔ یعنی ان کی مدت حکمرانی ۲۲۱ سال پر محیط ہے۔ شعبہ اسلغریان کہ ان سلاطین کی اصل سلغز سے ظاہر ہوئی۔ جو کہ طاقخان بن اعز خان کی نسل سے ہے۔ سلجوقیان سے عزم کے وقت اس خاندان سے تقریباً ہزار افراد سلجوقیان سے پیوست ہو گئے تھے۔ جب سلاجقہ ملک ایران پر مستوی ہوئے۔ تو ان کی اولاد کو ازراہ نجابت عطا کیا۔ دوسری روایت کے مطابق دیار بکر اور فارس کے اتابکان ان کی اولادوں میں سے ہیں۔ ایک اور روایت کے مطابق شیراز کے اتابکان سلغری سے ہیں۔ اور دیار بکر و شام کے اتابکان اقنقر کی اولاد میں سے ہیں۔ اقنقر ملک شاہ سلجوق کا غلام تھا۔ لیکن اسے ملک شاہ کے یہاں بلند رتبہ حاصل تھا۔ سن ۴۸۱ ہجری میں حلب کی حکومت نیابتاً اسے دی اور یہ وہاں کا والی ہوا۔ ۴۹۱ ہجری میں اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا جانشین ہوا۔ جانشینی کا یہ حکم سلطان محمد بن ملک شاہ کی طرف سے تھا۔ نورالدین اس کو لقب ملا۔ اس طبقہ میں حسب ذیل اسمائے گرامی آتے ہیں۔

عماد الدین
زنگی السعر

نور الدین محمد
بن
عماد الدین زنگی

ملک صالح
بن
نور الدین

سیف الدین
بن
عماد الدین

قطب الدین
مودود بن سیف الدین
بن عماد الدین

سیف الدین
بن
عماد الدین

عزالدین بن
مسعود بن قطب الدین

نور الدین
ارسلان شاہ

عزالدین
مسعود

دوسرا شعبہ : اتابکانِ فارس ہیں۔ اس طبقہ کا بانی سنقر بن موودود ہے۔ دوسری روایت کے مطابق ابن موودود دراصل ابن سلغر کے قبیلہ سے ہے۔ تیسری روایت کے مطابق اس کا بانی زنگی بن اقنقر ہے۔ جس کی اصل بکر دیار کے اتابکان سے ہے۔ ہرات میں سلطان مسعود سلجوقی کے جنگ میں انتقام لیا۔ سلطان مسعود کے عہد میں سن ۴۴۳ ہجری میں اپنے بھائی محمد بن محمود پر خروج کیا۔ ملک فارس کی بادشاہت ہاتھ آئی۔ ملک فارس میں اس شعبہ والے نے ۱۳ سال تک بادشاہت کی۔ سن ۴۴۶ ہجری میں انتقال ہوا۔ ان کے آثار میں سے جامع مسجد ہے۔ جو کہ شیراز میں تعمیر کی گئی۔

<<< طبقہ اسمعلیانِ مصر >>>

اس باب میں دو مقالے ہیں۔ اول مقالہ مصر' شام اور مغرب کے اسمعلیان سے متعلق ہے۔ ان کی تعداد ۱۴ ہے۔ جنہوں نے متذکرہ خطوں میں حکمرانی کی ۲۹۶ ہجری سے ان کا دور شروع ہوتا ہے۔ اور ۲۵۶ سال تک جاری رہتا ہے۔ اسمعلیانِ مصر' مغرب اور شام اگرچہ ایران پر حکمرانی نہیں کرتے تھے۔ لیکن روایتِ مجہول کے مطابق ان کے نسب ہی کے لوگ وہاں حکمرانی کر رہے تھے۔

دوسرا مقالہ اسمعلیان کے ذکر کے بیان میں ہے۔ ان کی تعداد ۸ ہے۔ ان کا دور اقتدار ۴۸۳ ہجری سے شروع ہوتا ہے۔ اور ۶۴۴ ہجری میں ختم ہوتا ہے۔ یعنی ان کی کل مدت حکمرانی ۱۶۱ سال ہے۔

<<< طبقہ ملوکِ قروختا >>>

اس طبقہ کی بادشاہت کرمان میں قائم تھی۔ یہ کلؔ نو افراد پر مشتمل ہے۔ ان کا دور اقتدار سن ۶۴۱ ہجری سے شروع ہوتا ہے۔ اور سن ۷۰۶ ہجری پر ختم ہوتا ہے۔ یعنی کل مدتِ حکمرانی ۶۵ سال ہے۔ قروختا کی حدود سلطنت جنوب میں بلخ تک اور مغرب میں خوارزم تک تھیں۔ اس طبقہ کا دارالخلافہ چو کے کنارے بلاساغون کا شہر تھا۔ بادشاہ کا لقب گورخان ہوتا تھا۔ اس طبقہ کا بانی براق حاجب تھا۔ جو غیاث الدین کا وزیر تھا۔ اس نے بزور طاقت اسے نکال کر قروختا طبقے کی بنیاد رکھ دی۔

<<< طبقہ ملوکِ لورمن لرستان >>>

حضرت شیخ علاؤ الدولہ السمنانی نے تاریخ ابراہمیہ میں اس نام کے وقوع میں تین اقوال تحریر فرمایا ہے۔

پہلی وجہ : ہماری ولایت میں ایک قصبہ ہے۔ جسے لرو کہتے ہیں۔ اس حدود میں ایک بندی ہے۔ اسے بزبان لری "لوک" کہتے ہیں۔ اس لوک میں ایک موضع ہے۔ جسے "لر" کہتے ہیں۔ اس لفظ کی اصل اسی جگہ سے قائم ہوتی ہے۔

دوسری وجہ : لر زبان میں پہاڑ کو "لری" کہتے ہیں۔ بسبب ثقالت لام کے کسرہ ضمہ سے بدل دیا۔ اور لُر کہنے لگے۔

تیسری وجہ : اس طبقہ میں کوئی شخص "لر" نام کا گذرا ہے۔ جس کی نسبت سے اس طبقہ کو لرستان کہتے ہیں۔ یہ قول یعنی تیسرا درست تر ہے۔

کیونکہ اگر ایسا نہ ہو۔ تو لر کہنے کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ اس قوم کے ظہور کے بارے میں بھی چند اقوال ہیں۔

پہلا قول: کچھ لوگوں کا کہنا ہے۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک معتمد شخص کو ترکستان سے چند کنیزوں کو لانے کیلئے بھیجا۔ اور ساتھ ہی ایک حرز کی تعلیم دی۔ تا کہ اس کے پڑھنے سے شیاطین کے شر سے محفوظ رہے۔ جب وہ شخص کنیز گان کو لیکر آرہا تھا۔ تو مقام "لور" کے پاس آکر حرز بھول گیا شیطانوں نے کنیز گان پر حملہ کر کے ان کے پردہ بکارت کو زائل کردیا۔ اور اس معتمد شخص کی صورت بنا کر ایک ایک کنیز کے پاس آتا گیا اور اس کے پردۂ بکارت کو زائل کرتا گیا۔ جب یہ سب حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ اور سارا واقعہ بیان کیا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کنیز گان کو دوبارہ ان کی جگہ پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ کنیز گان کو ان کی جگہ پہنچا دیا گیا۔ ان سے جو اولاد ہوئیں۔ مقام کی نسبت سے انھیں "لر" کہا جانے لگا۔ لیکن یہ روایت صحت کو نہیں پہنچی۔

دوسرا قول: اولادِ لر سے کچھ لوگ ہندوستان پہنچے۔ ان میں سے ایک شیخ محمد قتال بھی ہیں جو حضرت قدوۃ الکبری سے مرید بھی تھے۔ ان کے علاوہ کچھ اور ترکانِ لور ہیں جو اس خانوادہ کے مریدوں میں سے ہیں۔ سنجولی کے قصبہ خیلدار میں اس فقیر کے پاس پہنچ کر اس کے معنی کے بارے میں استفسار کیا۔ جسے اس فقیر نے اول تا آخر ان کے احوال کو بیان کیا۔ اصح روایت یہی ہے کہ یہ لوگ عرب کے قبیلے سے اسوقت آئے تھے۔ جب انھوں نے حجاج بن یوسف سے قتال کیا تھا۔ ان ہی میں سے کچھ ہجرت کر کے

آگئے تھے۔ اسی وجہ سے لر زبان میں عربی کے الفاظ زیادہ مستعمل ہیں۔ دس حروف ایسے ہیں جو زبان لوری میں نہیں آتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ ح خ ش ص ط ظ ع غ ف و۔

قصبہ سہہ کی جماعت بھی لران ہے۔ بنگالہ میں بھی لر جماعت کے لوگ آئے ہیں۔ اور ساتگان میں آباد ہوئے۔ وہ صاحب قدر خان کے ہمراہ آئے تھے۔ ولایت ساتگان کو فتح کر کے اپنے ۱۲ ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت شیخ شرف الدین تواماں جو کہ شیخ الوقت شیخ شرف الدین احمد منیری کے استاد ہیں۔ اسی اثنا عشریہ یعنی ۱۲ ساتھیوں میں سے ہیں۔ ایک روز قدر خان بیٹھے تھے کہ ایک بھیڑیا نظر آیا۔ قدر خان نے تیر کمان پر چڑھا کر اس کی جانب نشانہ بنایا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد تیر کمان ہی میں خون آلودہ ہو گیا۔ قدر خان نے اسی وقت اصحاب اثنا عشریہ کو طلب کیا۔ تمام اصحاب اسی وقت حاضر ہو گئے۔ سوائے شیخ شرف الدین تواماں کے۔ انھوں نے خبر بھیجی کہ قدر خان سے پوچھو کہ بلانے کا مقصد کیا ہے۔ قدر خان نے کہا کہ میرا تیر کمان میں رہتے ہوئے خون آلودہ ہو گیا ہے۔ مجھے اس کی وجہ بتائی جائے۔ شیخ شرف الدین تواماں نے فرمایا کہ میں نہیں دیکھتا کہ اس شہر سے دل اُچاٹ ہو چکا ہے۔ قدر خان کی ایک لڑکی تھی۔ دوسری روایت کے مطابق اس کی بہن تھی۔ جو اس کے ساتھ محافہ میں تھی۔ قدر خان نے کہا کہ اگر آپ اسے قبول فرمالیں تو ہماری دوستی اور مستحکم ہو جائیگی۔ حضرت شیخ شرف الدین تواماں نے اسے قبول کر لیا۔ گوہر درج خاقانی و نیر برج قدر خانی کو اپنے سلک سے منسلک کر لیا۔ محمد بختیار خلج کے زمانہ سے سواد کے زمانہ تک

ان کی اولاد و احفاد اس شہر میں مناصبِ حکومت' قضا' خطابت' صدارت اور شیخ الاسلامی کیلئے منتخب ہوتی رہی۔ یہ لوگ خود ایک دوسرے کا انتخاب کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جس زمانے میں یہ جملہ کہا جارہا ہے۔ قدر خان لور پورہ کے شعبہ سے دو قوم ہے۔ ایک لور بزرگ دوسرے لور کوچک۔

لور بزرگ : سن ۵۵۰ ہجری میں لورستان کے مشرق و جنوب میں حکمرانی کی۔ دارالخلافہ ایذج تھا۔

لور کوچک : سن ۵۸۰ ہجری میں لورستان کے شمالی و مغرب جانب حکومت کی۔ دارالخلافہ خرم آباد تھا۔

<<< طبقہ ملوکِ چنگیزیہ >>>

حضرت قدوۃ الکبری نے تاریخ جہاں میں دیکھا ہے کہ جلال الدین خوارزم شاہ اور سلسلہ سامانیہ ابراہمیہ کے مابین نسبت تھی۔ بلکہ خوارزم شاہ اس پر فخر کیا کرتے تھے۔ کہ میری نسبت ملوک سامانیہ کی جانب بھی ہے۔ جو کوئی معرکہ میں آتا وہ صحبت سلاطین خوارزمیہ کی وجہ سے فخر کیا کرتا تھا۔ اور یہ سلسلہ قابل فخر بھی ہے۔ قطعہ

چرا سرنسایم بفیروزہ کاخ * کہ دیہیم خورشید دارم بسر
ز دریای سامان در آوردہ ام * شرف دارم از ہر ملوک دگر

ترجمہ : کیونکہ میرے نسب کی نسبت آسمان سے ہے۔ کہ میں وہاں خورشید رکھتا ہوں۔ آل سامان کے دریا سے میں آیا ہوں۔ میں دوسرے تمام ملوک سے شرف رکھتا ہوں۔

خوارزم شاہ کے زمانے میں حدود ایران کی زمین کو خوب بنایا سنوارا گیا۔ اور توران کی زمین کو مزین کیا گیا۔ ایسا ہو گیا جیسے کہ اب ان خطوں میں کسی اور کی ضرورت نہیں ہے۔ قطعہ

بدوران خورشید خوارزم شاہ * جہانرا سرا سر عمارت شدہ

زمانہ چناں عیش و عشرت گرفت * کہ آثار غم جملہ غارت شدہ

کدایان روے زمین را بہم * بر اورنگ دولت امارت شدہ

ترجمہ: خورشید خوارزم شاہ کے دور میں جہاں کو عمارت شدہ کیا۔ زمانہ کے لوگ ایسی عیش و عشرت میں مبتلا ہوئے۔ کہ غم کے آثار بالکل معدوم ہو گئے۔ روئے زمین کے باشندے باہم امارت کی دولت کے اورنگ پر مسند نشین ہوئے۔

خلائق انکے زمانے میں نیاز و نعمت لیکر عیش و عشرت میں مبتلا ہو گئے۔ اور عیش عشرت میں اس قدر منہمک ہو گئے کہ عبادتِ الٰہی سے بھی غافل ہو گئے۔ فسق و فجور کرنے لگے۔ صالحین کی جو جماعت تہجد کے وقت اٹھ کر عبادت کرتی۔ انھیں ہواتفِ غیبی و صوارفِ لاریبی سے یہ آواز ملتی تھی کہ یٰاَیُّھَا الْکَفَرَۃُ اُقْتُلُوا الْفَجَرَۃَ۔ ترجمہ: اے کافرو! فاجروں کو مارو۔ یہ ندا ۴۹۱ ہجری میں طبقاتِ سموات کے اطراف و درجاتِ عالیات کے اکناف میں ظاہر ہوئی۔ (اس کی کچھ تفصیل مکتوب نمبر ۲۴ میں ملاحظہ فرمائیں) ایک روز حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مہمان خاص آنے والے تھے۔ آپ ترکستان کی طرف بایاں پیرن کر کے بیٹھ گئے۔ ساتھیوں نے کہا کہ شیخ کا اس طرح بیٹھنا بھی کسی معاملے کی طرف اشارہ ہے۔ بعد میں شیخ

نے فرمایا کہ میں نے ایک کتا کے منھ میں پیر ڈالا ہے۔ عالم کی زیبائش اب اس طرح نہیں رہے گی۔ چنانچہ چند ماہ بعد خوارزم شاہ اور چنگیز خان کے مابین نزاع واقع ہوا۔ ان کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا۔ اسے توڑ دیا گیا۔ پھر چنگیز خان نے ترکستان کی جانب خروج کیا۔ قطعہ

عزیزان ولایت بادشایند * کہ می دارند خیام چرخ برپای

گلہ از جن وانسان پاس دارند * کہ بنود گرگ رادر گلہ جای

سگانرا بستہ می دارند بزنجیر * کہ نالاید سر خوانرا سراپای

ترجمہ: عزیزان ولایت ایسے بادشاہ ہیں کہ آسمان پر قدم رکھتے ہیں۔ جن وانسان کا ریوڑ پاس رکھتے ہیں۔ کہ بھیڑیا کیلئے ریوڑ میں جگہ نہیں ہے۔ کتوں کو زنجیر سے باندھ دیا۔ کہ خوان کیلئے بھونکتا ہے۔

تاریخ علائی میں ہے کہ چنگیز خان قوم برلاس سے تھا۔ جو کہ فہرات کی گھاٹی سے آیا تھا۔ ۴۷۳ ہجری کے شورش کے کچھ مدت کے بعد اس قبیلے کی ایک عورت حاملہ ہوئی۔ اس عورت کے بطن سے ایک ماہ بعد تین لڑکے کی ولادت ہوئی۔ ان میں سے ایک کا نام چنگیز خان ثانی ہے۔ یعنی چنگیز خان بن یسوکای بہادر بن بریان قبل بن تومنای بن منقر بن قند بن دویوم بن بوقای بن بجر بن اُلانوبن چنگیز خان اس کا نام اول میں تمرچی تتار رکھا۔ دوسری روایت کے مطابق تمرچی تتار' چنگیز خان کے والد کا نام تھا۔ ۴۹۹ ہجری میں چنگیز خان تمام خوانین ترکستان کے مستولی ہوا۔ اور ان پر بادشاہ کے اسم کا اطلاق کیا گیا۔ توران' ختن' خطارد' معین' بلغاراس' بکس والان' فرغر' مسکت

وغیرہ کی ولایت کا بادشاہ بنا۔ خوارزم شاہ سے دوستی و صلح کیا کہ۔ ایران اور توران کے تجار باہم ملکر تجارت کرینگے۔ خوارزم شاہ کی جانب سے نقضِ عہد واقع ہوا۔ توران جانے والے تمام تجار کو قتل کر دیا گیا۔ ایران کے ارادے سے نکلا۔ اور باہم جنگ کرتا ہوا۔ قتل و غارت گری کرتا ہوا۔ ماورائے نہر سمیت دیگر بلاد کو تسخیر کر چکا۔ بعد میں دیگر ولایات پہنچا۔ خوارزم شاہ کو طلب کرنے کیلیۓ ایک لشکرِ جرار ایران روانہ کیا۔ ہلاکو خان قتل عام کرتا ہوا خوارزم شاہ تک پہنچ گیا۔ حضرت شیخ نجم الدین کبری رحمۃ اللہ علیہ' ان کے کچھ خلفائے کبیرہ اور علمائے کثیرہ کا قتل عام کیا۔ اسی زمانے میں ساداتِ نور بخش کافی تعداد میں شہید کئے گئے۔ جیسا کہ عماد الدین نور بخشی سے چنگیز خان کے احوال دریافت کرنے سے معلوم ہوا۔ قطعہ

چہ پرسی ز آثار خورشید تیغ * کہ در طشت گردون شفق خون شدہ
زخون ریزی و خنجر آسمان * جہانرا ہمہ جامہ گاگوں شدہ

ترجمہ: خورشید تیغ کے آثار کے بارے میں کیا پوچھتے ہو۔ کہ زمانے کے طشت میں خون شدہ ہوا۔ خون ریزی اور خنجر سے جہاں کو رنگین جامہ پہنایا۔

سن ۶۴۱ ہجری میں مراجعت ظاہر ہوئی۔ چنگیز خان کا سات لڑکا تھا۔ جن میں سے چار مشہور تھا۔ ۱ چوچی۔ ۲ چغتائی۔ ۳ اوکتائی۔ ۴ تولی۔ خوارزم اور اس کے اطراف کا علاقہ چوچی کو دیا۔ چغتائی اور اوکتائی کو ولی عہد نامزد کیا۔ ۲۵ سال حکمرانی کی۔ ماہ رمضان المبارک ۶۲۴ ہجری میں وفات

ہوئی۔ چنگیزؔ خان کی وصیت کے مطابق سلطنت کو اس کے چار بیٹوں میں تقسیم کیا گیا۔

<<< طبقہ ملوکِ تیموریہ >>>

صاحب قِران کے نسب میں کہتے ہیں۔ امیر تیمور بن امیر ترغاء بن امیر ترکل بن امیر ایلنگر بن امیر انجیل بن قراحارلومان بن سوچو جن بن اردمحی برلاس بن قاچولی بہادر۔

میر امنہ اور میر ترغا اکثر اوقات میر سید کلاں کی خدمت میں جاتے تھے۔ اور تمام صلحاء کی ملازمت کرتے تھے۔ ان سے اولاد کے بارے میں التماس کرتے تھے۔ اتفاق سے میر ترغا ان کی خدمت میں تھا۔ کہ پیر نے ان

---

[1] چنگیز خان کا انتقال اگست ۱۲۲۷ عیسوی میں ہوا۔ صحیح قول کے مطابق اس کی قبر کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے۔ لیکن کچھ تاریخ نگاروں نے اندازاً جگہ کی نشاندہی کی ہے۔ مثلاً مقام بوروتی' جہاں ہر سال لوگ اس کی یاد مناتے ہیں۔ بوروتی ترکی کے علاقے میں واقع ہے۔ دوسرے قول کے مطابق بورنان زلدون نام کے مقدس پہاڑ میں دفن کیا گیا ہے۔ لیکن اس پہاڑ کے بارے میں معلوم نہیں ہے۔ کہ کہاں ہے؟ تیسرے قول کے مطابق اس کی قبر کو کنور اور کانسو کے علاقے میں تلاش کرنی چاہیئے۔

چنگیز خان عظیم الجثہ' گورے رنگ کا اور خوش شکل تھا۔ اس کی آنکھیں ہلکے بھورے رنگ کی تھیں۔ بالوں کو ترک خاقانوں کے طریقے پر پشت پر لٹکا کر کنگھی کرتا تھا۔ اور انھیں ریشمی فیتے سے باندھ لیتا تھا۔ اس کی ہیئت کی ایک تصویر چین میں پائی جاتی ہے۔

چنگیز خان بت پرست تھا۔ اس کے مذہب کا نام شمنی ہے۔ وہ ہر مذہب کو بڑے احترام کی نظر سے دیکھتا تھا۔ حضور علیہ السلام کو وہ "محمد یلواچ" (محمد رسول اللہ ﷺ) کہا کرتا تھا۔ چنگیز خان کا اصلی نام تمواجین تھا۔ چنگیز خان کا سلسلہ نسب کئی پشتوں سے ہوتا ہوا بھورے بھیڑیے اور سفید ہرنی کے باہمی اختلاط تک پہنچتا ہے۔ ۱۲. اشرفی

کی جانب عنایت کا التفات فرمایا۔ اور بشارت دی کہ جا تیرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے تصرف میں ربع مسکون سے زیادہ حصہ آئیگا۔ قطعہ

بہ تقدیر دارای گیتی فروز * کہ دارد فلک را بتدویر پای

بروں آمد از درج حید گہر * کہ شد تاج فرق جہانرا سزای

ترجمہ: زمانے کے پالنے والے کی تقدیر سے کہ جو فلک کو اپنی تدویر میں رکھتا ہے۔ قیمتی گوہر ان سے ظاہر ہوا کہ جہاں کیلئے تاج فرق سزاوار ہوا۔

چنانچہ اس بشارت کے مطابق سن ۷۳۶ ہجری میں خطہ کش میں متولد ہوئے۔ جب حد بلوغ کو پہنچے۔ تو ان سے آثارِ سلطنت و انوارِ دولت ظاہر ہونے لگے۔ قطعہ

چو ماہ نو دولت دلفروز * گرفتہ رہ نور بدر منیر

شب و روز زانسان تزاید شدہ * کہ خواہد شد او زود صاحب سریر

ترجمہ: جب ماہِ نو دولت دلفروز نے روشن راستہ اختیار کیا۔ تو اس روشنی میں شب و روز اضافہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ انھیں جلد صاحب سریر بنایا گیا۔

توغلق تیمور خان نے ماورائے نہر کی تسخیر کیلئے لشکر تیار کیا۔ کچھ سلاطین حاجی بیگ اور کیچک بیگ بوی بھی ملحق ہوئے۔ دریائے خجند کے لب میں نزول کیا۔ امیر بایزید جلاب جو کہ بزرگ ترین امرائے اولین و خوبترین سلاطین میں سے ہیں۔ صاحب قران کے پاس آئے۔ اور سلطنتِ تیموری کے مہمات کی حامی بھری۔ اور ان کے ساتھ ہر طرح کی مدد کی امید دلائی۔ حاجی برلاس جو کہ چغتہ کے اولین بزرگ ترین ہیں۔ وہ بھی ملحق ہوئے۔ اور دولتِ

صاحبقرانی کے ارتقاء و شوکتِ تیمور خانی کے اعلا میں تعاون کی یقین دہانی کی۔ قطعہ

جہاں پہلوانان گیتی فروز * ہماں گردنان ولایت کشای

بصاحبقرانِ رو بره آمدند * بجان و دل از روے پاکیزہ رای

ترجمہ : روشن زمانے کے نامور لوگوں نے ان کیلئے ولایت کشا کیا۔ وہ سب صاحبقران کی جانب آکر دل و جان سے تعاون کی یقین دہانی کرا گئے۔

امورِ جہانبانی و عبورِ مملکتِ رانی شروع کی۔ اور کاموں کو سر انجام دینے لگے۔ تو لوقمش خان کو سزا دی۔ کچھ داہیانِ آثار و ناقلانِ اسمار میں سے دولتِ تیموری کی ابتدا و شوکتِ سروری کے ارتقاء کے بارے میں اس طرح کہتے ہیں کہ صاحبقران میر تیمور علی ثانی علی ہمدانی کی خدمت میں رہتے تھے۔ خانقاہ ملا تک ماواہ و آرا تک جانگاہ میں شب و روز بسر کرتے تھے۔ اور درویشوں کی خدمت میں اسبابِ معاش و آلائے انتعاش بہم پہنچاتے تھے۔ لباس، ماکولات وغیرہ میر تیمور کی جانب سے ہوتے تھے۔ قطعہ

ہر کرا توفیق ایزد شد رفیق * کایدش اورنگ زیر پای

سر بپای لطف درویشان نہاد * اندریں رہ از سر صدق و صفای

ترجمہ : جسے اللہ تعالیٰ توفیق رفیق عطا فرمائے۔ اس کے قبضہ میں سلطنت کا تخت آتا ہے۔ اپنے سر کو درویشوں کے لطف و کرم کے قدموں میں رکھ کر صدق و صفا سے آیا۔

مدتِ مدید و عہدِ بعید میر سید علی ہمدانی کی خدمت میں آتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک دن سلاطینِ چنگیزیہ کے بارے میں سوال کیا۔ جواب میں

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ۔ (وہ جسے چاہتا ہے بادشاہت عطا فرماتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے) کوئی بھی حکم نافذ کرنے سے پہلے اولیائے روزگار سے اس کی تصدیق کراتے پھر علی ہمدانی سے تصدیق کراتے۔ اس کے بعد فرماتے کہ یہ تیمور[1] کی جانب سے ہے۔

<<< طبقہ در ذکر ائمہ و مشائخ >>>

مجتھدانِ اسلام کہ جن کا کام دین میں اجتھاد کرنا ہے۔ ہر ایک شریعت و طریقت رکھتے ہیں۔ ائمۂ اہلسنت و جماعت چار ہیں۔ مجتھد ۸ ہیں۔ جو اپنے مذہب کی وجوہ بتاتے ہیں۔ اب میں آئمہ و مجتھدانِ اسلام کا ذکر کرتا ہوں۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

<<< >>>

نعمان بن ثابت بن طاؤس بن ہرمز۔ آپ کی کنیت ابو حنیفہ لقب امام

۱۔ میر تیمور کا انتقال ۸۰۷ ہجری میں ہوا۔ لنگ کا لقب انھیں ایک زخم کی وجہ سے ملا۔ تیمور کو گورگان بھی کہتے ہیں۔ یعنی خاقان کا داماد۔ اس کے القاب میں سے امیر' الامیر الکبیر اور صاحبِ قران بھی ہیں۔ ۷۹۰ ہجری مطابق ۱۳۸۸ عیسوی میں اس نے قطعی طور پر سلطان کا لقب اختیار کر لیا۔ اس کی موت کے بعد اسے جنت مکان کہتے تھے۔ تیمور کے مزاج میں سنجیدگی اور جدت پسندی تھی۔ وہ لہو و لعب کو پسند نہیں کرتا تھا۔ اس کا حافظہ نہایت قوی تھا۔ وہ اُمّی تھا۔ پڑھنا لکھنا نہیں جانتا تھا۔ عربی سے نابلد تھا۔ صرف فارسی' ترکی اور مغلولی جانتا تھا۔ تیمور طویل القامت آدمی تھا۔ اسکی پیشانی اور سر بہت بڑا تھا۔ رنگ سرخ و سفید تھا۔ سر کے بال چھوٹی عمر ہی میں سفید ہو گیا تھا۔ دائیں ہاتھ اور دائیں پاؤں پر دو زخم لگے تھے۔ جس کی نسبت سے انھیں تیمور لنگ کہا جاتا تھا۔ اسکی بہت ساری تصویریں موجود ہیں۔ جو ایرانی یا ہندوستانی مصوروں نے بنائی ہیں۔ لیکن زیادہ تر خیالی تصویریں ہیں۔ ۱۲اشرفی

اعظم ہے۔ آپ فارسی النسب تھے۔ آپ کے والد حضرت ثابت بہت بڑے تاجر تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو انھوں نے ان کے خاندان کیلئے دعائے برکت کی۔ ۸۰ ہجری میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔ ایک شب امام صاحب نے خواب میں دیکھا کہ اعضائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے استخوان (ہڈی) بکھرے پڑے ہیں۔ اور وہ جمع کر رہے ہیں۔ امام صاحب کو اس کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ آپ بکھرے ہوئے علامِ دین کو یکجا فرمائیں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے دیکھا کہ استخوانِ مقبرۂ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم بکھرے پڑے ہیں۔ آپ انھیں جمع کر رہے ہیں۔ اسکی تعبیر بھی وہی بتائی گئی۔ امام صاحب اپنے زمانۂ امامت میں جب روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے تو آپ نے عرض کیا :-

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ

جواب آیا :- وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ

آپ کا انتقال ۱۵۰ ہجری میں بغداد کے مقام پر ہوا۔ خیزرانہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔ شرف الملک ابو سعید ملک شاہ سلجوقی نے آپ کے مزار پر عمارت تعمیر کرائی۔ اس کے بعد ابو السلاطین ابراہیم شاہ نے دوبارہ عمارت تعمیر کرائی۔ قطعہ

جہاں دار دارای فرخ نہ برد * کہ احدش بگیتی بشارت شدہ
بدور عمارت چناں بادشاہ * بجر خانہ ازوے عمارت شدہ
امام امامانِ اصحاب دین * سرے روزہ اش چوں بغاوت شدہ
عمارت زسر کردہ شاہ جہاں * ازاں سال اودر عمارت شدہ

ترجمہ : زمانے کے پالنے والے نے انھیں فراموش نہیں کیا۔ ان کے عہد میں بشارت ہوئی۔ انھوں نے گھر کی طرح عمارت بنوائی۔ اصحابِ دین کے اماموں کے امام کا روضہ خستہ حال میں تھا۔ جہاں کے بادشاہ نے تعمیر کروائی۔

آپ کی عمر ۷۰ سال تھی۔ اور آپ تابعین میں سے ہیں۔ سات صحابۂ کرام سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ ۱حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔ ۲حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ۔ ۳حضرت عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ۔ ۴حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ۔ ۵حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ۔ ۶حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ۔ ۷حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

<<< >>>

مالک بن انس بن ابی عامر بن عمر بن حارث بن عثمان بن حنبل بن حارث آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب امام دار الھجرات ان کے جد ابو عامر رضی اللہ عنہ صحابئ رسول ﷺ ہیں۔ آپ ۹۳[1] ہجری میں پیدا ہوئے۔ جائے ولادت مدینہ منورہ ہے۔ آپ کے استادوں میں وقت کے بڑے بڑے مشائخ بھی شامل ہیں۔ آپ کے استادوں کی تعداد تقریباً ۹۰۰ (نو سو) ہے۔ سن ۱۷۹ ہجری میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔ آپ کا مزار جنت البقیع میں واقع ہے۔

۱۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ ایک قول کے مطابق ۹۳ ہجری، دوسرے قول کےمطابق ۹۰ ہجری اور تیسرے قول کے مطابق ۹۷ ہجری میں ولادت ہوئی ہے۔ ۱۲اشرفی

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

<<< >>>

امام شافعی مطلبی رضی اللہ عنہ وھو محمد بن ادریس بن الیاس بن عثمان بن شافع بن ثابت بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف۔ انھیں شافعی' شافع بن ثابت کی نسبت سے اور مطلبی' مطلب کی نسبت سے کہتے ہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ پیغمبر علیہ السلام نے ان کے دہن میں اپنی زبان مبارک ڈالی۔ اور فرمایا ہے کہ علم دین تمھاری کرامت ہے۔ اس کے بعد حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اپنی انگشتری مبارک ان کی انگلی میں ڈال دی۔ اور فرمایا کہ دین کا کام تجھ پر ختم ہے۔ اسی برکت سے آپ وقت کے امام ہوئے۔ آپ اہل بیت اطہار سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ اس محبت کے پیش نظر کچھ لوگوں نے آپ پر رفض کا الزام لگایا۔ جب یہ خبر آپ تک پہنچی تو آپ نے یہ شعر ارشاد فرمایا۔

لَوْکَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ محمّدٍ

فَلْیَشْھَدِ الثَّقلَانَ اِنّیِ رَافِضیْ

ترجمہ : اگر آل محمد ﷺ کی محبت رفض ہے۔

تو اے ثقلان تم میرے رافضی ہونے کی گواہی دے دو۔

بادشاہِ وقت نے انھیں بار بار کہا کہ قرآن کو مخلوق کہو۔ آپ نے بادشاہ کو سمجھایا کہ ایسا کہنے سے باز رہو۔ مامون کے عہد میں مصر میں آپ کا انتقال ہوا۔ سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے۔ کل عمر ۵۴ سال ہے۔ آپ اکثر یہ پڑھا کرتے تھے۔

قُلْتَ هَلْ مِنْ سَائِلٍ مُّسْتَغْفِرٍ

اَنَا عَبْدٌ سَائِلٌ مُسْتَغْفِرٌ

كَرَمٌ مِّنْكَ يُنَادِیْ سَحْرًا

فَدَعَوْنَالَكَ وَسَحْرٌ

ترجمہ : (اے اللہ عزوجل) تو نے فرمایا ہے۔ ہے کوئی مغفرت کا سوال کرنے والا۔ میں (امام شافعی) وہ عبد ہوں جو مغفرت کا سوال کرنے والا ہوں۔ تیرا اکرم سحری کے وقت پکارتا ہے۔ پس ہم نے تجھ سے دعا کی۔ اور یہ سحری کا وقت ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

احمد بن حنبل بن ہلال بن اسد بن ادریس بن عبد اللہ بن انس بن عوف بن قاسط بن مار بن شیبان۔ آپ کی ولادت سن ۱۶۴ ہجری میں بغداد میں ہوئی۔ آپ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ آپ کے استادوں میں بڑے بڑے محدثین شامل ہیں۔ واثق باللہ نے انھیں مجبور کیا کہ وہ قرآن کو مخلوق کہہ دیں۔ تاکہ باقی تمام قرائے زمانہ بھی قرآن کو مخلوق کہیں۔ آپ نے ایسا کہنے سے انکار کیا۔ جس کے سبب آپ کو جیل میں بند کر دیا گیا۔ آپ کو کوڑے لگائے گئے۔ سن ۲۴۱ ہجری میں شہر بغداد میں آپ کا وصال ہوا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب مدفون ہیں۔

طاؤس بن کیسان

<<< >>>

طاؤس بن کیسان خولانی ہمدانی یمانی تابعین میں سے ہیں۔ حضرت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے طاؤس کی مثل علم و عمل میں کسی کو نہیں پایا۔ زہری وغیرہ نے آپ سے روایت لی۔ آپ کا انتقال ٦ ہجری میں ہوا۔

حسن بن یسار

<<< >>>

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپکو گود میں لیا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ آپ کی والدہ نہ ہوتیں۔ تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنی چھاتی مبارکہ سے دودھ پلا دیا کرتی تھیں۔ اسی دودھ کی برکت سے آپ کو علم و حکمت کا خزانہ عطا کیا گیا۔ آپ کا انتقال سن ۱۱۰ ہجری میں بصرہ میں ہوا۔ قطعہ

حسن بصری پیخ اشجار دین * کہ در چار باغش بود رہ رحمٰن
چو از کان او جوہر جان شدہ * بگو گوہر سال فوتش سن

ترجمہ : حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اشجارِ دین کے پیچ ہیں۔ کہ ان کے چار باغ میں رحمٰن کا راستہ ہے۔ جب ان کی کان سے جوہر جان ہوا۔ تو ان کی وفات کی تاریخ لفظِ سن (۶۰+۵۰=۱۱۰) سے نکلی۔

محمد بن عبد الرحمٰن

<<< >>>

سن ۱۳۶ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔

ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن

<<< >>>

آپ جلیل القدر تابعی ہیں اور فقہائے مدینہ میں سے ہیں۔ آپ سے ثوری اور مالک بن انس وغیرہ نے روایت لی۔ آپ کا انتقال سن ۱۳۶ ہجری میں ہوا۔

سفیان بن سعید بن مسروق ثوری

<<< >>>

آپ کا لقب امام المسلمین اور حجۃ اللہ علی خلقہ ہے۔ آپ کی ولادت ۹۹ ہجری میں ہوئی۔ امام اوزاعی، ابن جریج اور مالک بن انس وغیرہ آپ سے روایت لیتے ہیں۔ آپ کا انتقال مہدی کے عہد میں ۱۶۱ ہجری میں بصرہ میں ہوا۔ آپ اپنے زمانے کے نہایت عزیز ترین خلائق، عالم، زاہد، فقیہہ، تونگر، متواضع اور درویش شاکر تھے۔ قطعہ

رئیس صوفیان سفیان ثوری * ہمہ در پنجہ دارد پنجہ آرای
کسے کو پیچ پنجہ رادر پنجہ آورد * سپنجی شاہ شد بے پنجہ فرسای

ترجمہ: حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ صوفیوں کے رئیس ہیں۔ جو کہ ہر علم و فن میں دسترس رکھتے ہیں۔ جس کسی کو علم و فن میں طاقت چاہیئے۔ بغیر ان کے طاقت حاصل نہیں ہوگی۔

قاضی ابو یوسف

یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حبہ۔ آپ کی ولادت سن ۱۱۳ ہجری میں ہوئی۔ اور عہد ہارون رشید میں سن ۱۸۲ ہجری میں انتقال ہوا۔ آپ کے متروکات میں سے چار ہزار کپڑے تھے۔ آپ کو ۲۰ ہزار حدیثیں منسوخ یاد تھیں۔ اور ۴۰ ہزار موضوع حدیثیں یاد تھیں۔ غور کرو کہ ناسخ و منسوخ اور ضعیف و موضوع میں کسی قدر مہارت ہوگی۔ قطعہ

امام ابو یوسف یعقوب کزوی * قضارا پایہ شد مرفوع بے پای
عزیز مصر دین رابود زندان * کشادہ خاطر یوسف زلیخا
درستی را کرہ بستہ کشادہ * شکستہ خاطر آنرا دل بزر ہای

ترجمہ: امام ابو یوسف یعقوب کہ ان سے قضائی الاسلام کا پایہ مرتفع ہوا۔ عزیز مصر نے دین کو جیل میں یوسف زلیخا کیلئے کشادہ کیا تھا۔ دل سے ٹوٹے ہوئے قوانین کی اصلاح فرمائی۔

امام محمد بن حسن شیبانی

سن ۱۲۵ ہجری میں ولادت ہوئی۔ تبع تابعین میں سے ہیں۔ ہارون رشید کے عہد میں سن ۱۸۹ ہجری میں انتقال ہوا۔ اصحاب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ میں سے ہیں۔ آپ مجتہد تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن کا عالم آپ سے بڑھکر کسی کو نہیں دیکھا۔ قطعہ

دو یار از امامان روے زمین * بہم کر موافقت بودند در امور

اگر از مخالف امام آیدت * پی ہر دو مکدار کامد ظہور

ترجمہ : دویار روئے زمین کے اماموں میں سے امور میں باہم موافقت کرتے ہیں۔ اگر امام سے کسی مسئلہ میں مخالفت کرتے ہیں۔ تو فقط اس کے گرد کو صاف کر کے ظہور کرنے کیلئے۔

<<< الطبقة فی ذکر القُرّاء >>>

اصحابِ قرات دس ہیں۔ لیکن ان میں سے سات معتبر ہیں۔ اکثر علماء اس میں تلاوت کرتے ہیں۔ نماز میں قراتِ سبعہ درست نہیں ہے۔ اور اس ہفت کیلئے دوسرے ہفت ہیں۔ قطعہ

عروس حجلہ قرآن بہر ہفت * اگر نبود مبین از جلوہ او
اگر در ہفت آرائند بہر ہفت * مخواں تو از عروس حجلہ او

ترجمہ : حجلہ قرآن کی عروس ہفت کیلئے اگر اس کے جلوہ سے مبین نہ ہو۔ اگر ہفت کی آرا کیلئے ہفت ہو۔ تو مت پڑھ اس کے حجلہ کے عروس سے۔

قرائے کرام میں سے اب ہر ایک نام لکھے جاتے ہیں۔

(۱) نافع بن عبد الرحمٰن بن ابی نعیم مدنی

<<< >>>

ان کی اصل اصفہان سے ہے۔ ابی میمونہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے موالی میں سے ہیں۔ آپ کی ولادت سن ۷۰ ہجری میں ہوئی۔ اور انتقال ۱۶۹ ہجری میں ہادی کے عہد میں ہوا۔ قطعہ

عروس حجلہ سبع مثانی * کہ پر کرد از جمالش ہفت کشور

بحر حسن و جمال و ستائش * نباشد کزبود ہر ہفت کشور

ترجمہ : سبع مثانی کے حجلہ کے عروس کہ جس نے اپنے جمال سے ہفت کشور کو پر کیا۔ حسن و جمال اور اس کی ستائش ہر ہفت کیلئے ختم نہیں ہے۔

(۲) عبد اللہ بن مکی کثیر

<<< >>>

سن ۴۵ ہجری میں ولادت ہوئی۔ اور ۱۲۰ ہجری میں مکہ مکرمہ میں وصال ہوا۔ آپ کو اپنے زمانے میں علمی اعتبار سے سیادت حاصل تھی۔ انھوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کا زمانہ پایا۔ اس اعتبار سے آپ تابعی ہیں۔

(۳) ابو عمرو بن العلا البصری

<<< >>>

سن ۶۸ ہجری میں ولادت ہوئی۔ اور ۱۵۴ ہجری میں انتقال ہوا۔ اسوقت ابو دوانق کا دور تھا۔

(۴) عبد اللہ بن عامر الدمشقی

<<< >>>

سن ۲۱ ہجری میں ولادت ہوئی۔ اور ۱۱۸ ہجری میں دمشق میں انتقال ہوا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید حضرت مغیرہ بن ابو شہاب رضی اللہ عنہ سے تعلیم حاصل کی۔ دوسرے روایت کے مطابق انھیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قرآن سنانے اور ان سے قرآت کی تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔

⑤ عاصم بن ابو النجود

آپ کی کنیت ابو بکر ہے۔ اور والد ماجد کی کنیت ابو النجود نام بہدلہ اسدی ہے۔آپ کا شمار مشہور محدثین میں بھی ہوتا ہے۔ عبد الرحمٰن السلمی اور زرین حبیش سے آپ نے قرآت سیکھی۔آپ کا وصال ۱۲۷ ہجری میں ہوا۔

⑥ حمزہ بن حبیب بن عمادہ الرباب الکوفی

سن ۸۰ ہجری میں ولادت ہوئی۔ ۱۵۶ ہجری میں انتقال ہوا۔ قرائے کرام میں سب سے زیادہ زاہد اور متقی تھے۔آپ کا انتقال ابو دوانق کے عہد میں ہوا۔

⑦ علی بن حمزہ الکسائی الکوفی

آپ کی کنیت ابو الحسن ہے۔آپ فن قرآت کے علاوہ کئی اور فنون پر بھی مہارت رکھتے تھے۔ بالخصوص علم نحو۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جو علم نحو میں عبور حاصل کرنا چاہتا ہو۔ تو اسے چاہیئے کہ وہ کسائی سے وابستہ ہو جائے۔آپکا وصال ۱۸۹ ہجری میں ہوا۔

قدوۃ الکبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن پاک کو سات قرأت کے ساتھ حفظ کیا تھا۔ لیکن آپ زیادہ تر قرأتِ عاصم اور نافع میں تلاوت فرماتے تھے۔آپ نے فرمایا کہ سلسلہ نور بخشیہ میں ستّر اشخاص نے اس درویش سے ایک سال میں قرآن پاک حِفظ کیا۔ جن میں بندہ عبد الرزاق نے بھی ایک سال

کے دوران مخدومی خدمت میں قرآن پاک کو قرأتِ سبعہ کے ساتھ حفظ کیا۔ اس کے بعد علومِ شرعیّہ واصولِ فرعیّہ کو حاصل کیا۔ قطعہ

زہے دودمان سیادت سرشت * کہ مشہور تر در طہارت بود

طہارت چناں آمدہ در اصول * کہ بیروں تر اور اعبارت بود

ترجمہ : سیادت پر مشتمل خاندان کیا خوب ہے۔ کہ طہارت میں مشہور تر ہے۔ اصول میں ایسی طہارت آئی جو کہ عبارتِ بیان سے بالاتر تھی۔

یہ سات اشخاص جن کا ابھی تذکرہ ہوا قُرّائےِ سبعہ ہیں۔ اور تمامی قُرّا دس ہیں۔ ان کے علاوہ سات شاگرد ہیں۔ جو اپنے استاد سے روایت نقل کرتے ہیں۔ قطعہ

جہاں پر شد ز شاگردان ہفت * کہ ورستادند در ہر ہفت کشور

ازاں ہر ہفت وزیں ہر ہفت شاگرد * عروس دین کشیدہ ہفت زیور

ترجمہ : ان سات استاد کے سات شاگردوں سے زمانہ پر ہوا۔ ان سات استاد سے یہ سات شاگردوں نے عروس دین کے سات زیور کو کشیدہ کیا۔

باقی تین قرائے کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۸) ابو جعفر یزید بن القعقاع المدنی

<<< >>>

ان کا انتقال مروان کے عہد میں ہوا۔

(۹) خلف بن ہشام البزار

<<< >>>

بغداد میں سن ۱۲۹ ہجری میں انتقال ہوا۔

(۱۰) یعقوب بن اسحٰق [۱]

الطبقۃ فی ذکر المحدثین

اصحابِ دین حدیث بہت زیادہ ہیں۔ لیکن ان میں سے سات کو اصحابِ صحاح کہتے ہیں۔ اس جگہ ان کا ذکر کیا جائے گا۔

(۱) محمد بن اسماعیل بخاری

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ' لقب امیر المؤمنین فی الحدیث' ناصر الاحادیث النبویہ اور ناشر المواریث المحمدیہ ہے۔ مغیرہ جو کہ ان کے جد کے پدر ہیں۔ مجوسی تھے۔ یمان جعفی کے ہاتھ مسلمان ہوئے تھے۔ اسی نسبت

---

[۱] ۔ قرائے سبعہ جنکا تذکرہ خاتمہ میں ہوا۔ ان سات سے مزید سات قرائے کرام نکلتے ہیں۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱ قالون : یہ روایت ابو موسی عیسی بن سیناء بن وردان پیش کرتے ہیں۔

۲ ورش : یہ روایت ابو سعید عثمان بن سعید بن عبد اللہ القرشی المصری پیش کرتے ہیں۔

۳ ابو بکر شعبہ الازدی الکوفی : یہ روایت شعبہ بن عیاش بن سالم پیش کرتے ہیں۔

۴ حفص : یہ روایت ابو عمر حفص بن سلیمان بن المغیرہ اسدی کوفی بزاز پیش کرتے ہیں۔

۵ ہشام بن عمار : یہ روایت ہشام بن عمار بن نصیر بن میسرہ السلمی الدمشقی پیش کرتے ہیں۔

۶ ابن ذکوان : یہ روایت ابو عمرو عبد اللہ بن احمد بن بشیر بن ذکوان پیش کرتے ہیں۔

۷ ابو الحارث : یہ روایت ابو الحارث لیث بن خالد پیش کرتے ہیں۔

نوٹ : حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے اسی نسبت سے فرمایا کہ ان سات کیلئے سات اور ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ ان سات کی قراتوں کو مزید سات قراء نے نقل فرمایا ہے۔ واضح رہے کہ قرات کی تعداد دس ہیں۔ جن میں سے سات معتبر اور تین غیر معتبر ہیں۔ اس سات معتبر کو سات روایت کرنے والے ہیں۔ اس نسبت سے قرائے کرام میں سبع عشرہ قرأت مشہور ہے۔ ۱۲ اشرفی

سے جعفی کہلاتے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳. شوال المکرّم جمعہ کے دن ۱۹۴ ہجری میں ہوئی۔ آپ فارسی النسل تھے۔ آپ کا انتقال ۲۵۶ ہجری میں ہوا۔

(۲) . مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری

<<< ▬▬▬ >>>

آپ کی کنیت ابو الحسن اور لقب عساکر الدین ہے۔ آپ کی ولادت شہر نیشاپور میں سن ۲۰۲ ہجری دوسری روایت کے مطابق ۲۰۶ ہجری میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب قبیلہ قشیری سے جا ملتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو قشیری کہا جاتا ہے۔ آپ کا انتقال ۲۶۱ ہجری میں ہوا۔

(۳) محمد بن عیسی

<<< ▬▬▬ >>>

آپ کی کنیت ابو عیسی ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب بنی سلیم سے جا ملتا ہے۔ آپ کی ولادت سن ۲۲۹ ہجری میں ترمذ میں ہوئی۔ اور انتقال ۲۷۹ ہجری میں ہوا۔

(۴) سلیمان بن اشعث بن اسحٰق الازدی السجستانی

<<< ▬▬▬ >>>

آپ کی کنیت ابو داؤد ہے۔ آپ کی ولادت سن ۲۰۲ ہجری میں ہوئی۔ اور آپ کا انتقال ۲۷۵ ہجری میں بصرہ میں ہوا۔ وہیں آپ مدفون ہیں۔

(۵) احمد بن شعیب نسائی

<<< ▬▬▬ >>>

آپ کی کنیت ابو عبد الرحمٰن ہے۔ خراسان کے قریب ایک بستی نساء

میں ۲۱۵ ہجری میں آپ کی ولادت ہوئی۔ اور ۳۰۳ ہجری میں انتقال ہوا۔

⑥ محمد بن یزیدؒ بن ماجہ القزوینی

<<< [redacted] >>>

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ کی ولادت ۲۰۹ ہجری میں ہوئی۔ آپ کا انتقال ۲۷۳ ہجری میں ہوا۔

⑦ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن افضل بن بہرام

<<< [redacted] >>>

آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ قبیلہ دارم بن مالک کی نسبت کی وجہ سے دارمی کہلاتے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸۱ ہجری میں ہوئی۔ اور انتقال ۲۵۰ ہجری میں ہوا۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے ہیں۔ کہ یہ درویش جہت تصحیح اسناد صحیح حدیث کیلئے اسکندریہ پہنچا۔ اور ایک ایسے محدث سے کہ جن سے شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے تصحیح اسناد حاصل کی میں نے ان کے لڑکے کی خدمت میں کم و بیش دو سال رہ کر تصحیح اسناد حاصل کی۔ بابا مفرح کہ جن کی خدمت میں رہ کر میں نے فیض در فیض حاصل کیا۔ حق تعالیٰ ہر طالبانِ علومِ دینی و فہومِ خواہندگانِ یقینی کو علومِ حدیث و رسومِ لبیث سے بہرہ مند فرمائے۔ (آمین) بالنبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم وَاٰلِہِ الاٰمجادِ۔

---

[۱] ابن ماجہ میں احادیث غیر صحیح زیادہ ہیں۔ اس وجہ سے بعض لوگوں نے صحاح ستہ میں چھٹے نمبر میں ابن ماجہ کی جگہ سنن دارمی یا مؤطا امام مالک کو داخل کیا ہے۔

صحاح ستہ کی وجہ حصر

① وہ احادیث جو بخاری و مسلم دونوں کی تخریج ہو۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

<<< الطبقة فی ذکر اصحابِ وجوہ >>>

1 مذہبِ ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ کے صاحبِ وجوہ حضرت زفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

2 مذہبِ امام مالک رضی اللہ عنہ کے صاحبِ وجوہ ابو القاسم اشہب سجور بن الاشحور یعقوب ہیں

3 مذہبِ شافعی رضی اللہ عنہ کے صاحبِ وجوہ ان کا پسر ابو عثمان محمد اشعری ہیں۔ اس مذہب میں صاحبِ قول کی تعداد سترہ ہے۔ عبد اللہ زبیر حُمیدی، یعقوب بن یوسف، ابو ابراہیم و اسماعیل بن یحیٰ، ابو موسیٰ یونس بن عبد الاعلیٰ، ابو حفص حرملہ بن یحیٰ، ابو علی حسن بن محمد صباح، ابو علی حسین بن علی الکرائسی، محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکیم مصری، ابو محمد ربیع بن سلیمان عقیق، ابو ترآر ابراہیم بن خالد الکلبی البغدادی، علی بن محمد بن حبیب الماوردی صاحبِ حاوی الکبیر، ابو بکر قوال مروزی، شیخ ابو اسحاق شیرازی، قاضی ابو طیب تبری، ابو المعالی عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف الجوی صاحبِ نہایہ اور تصانیفِ معتبرہ، قاضی حسین امام محی الدین تقویٰ، اور امام محمد عرسانی راضی ہیں۔ اس مذہب کے اصحابِ وجوہ کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہے۔ لیکن مشاہیر اصحابِ وجوہ کے نام لکھے گئے ہیں۔

4 مذہبِ امام احمد بن جنبل رضی اللہ عنہ کے اصحابِ وجوہ یہ ہیں.

(بقیہ حاشیہ) ۲ یا صرف بخاری کی تخریج ہو۔ ۳ یا صرف مسلم کی تخریج ہو۔ ۴ یا کسی تیسرے کی بخاری و مسلم کی شرائط پر تخریج ہو۔ ۵ یا صرف بخاری کی شرائط پر تخریج ہو۔
۶ یا صرف مسلم کی شرائط پر تخریج ہو۔ ۱۲. اشرفی۔

ابو بکر احمد بن حرون الجلال جو امام صاحب کے شاگرد ہیں'۔ ابو بکر عبد العزیز بن جعفر و داد' ابو القاسم عمر و بن حسین الحونی' ابو عبد اللہ بن لطحی العسکری بن شہاب عسکری' ابو الحسن تمیمی' ابو محمد الدق‌اللہ بن عبد الوھاب تمیمی' ابو عبد اللہ شیخ حامد بن مروان' قاضی ابو یعلی محمد بن حسین' ابو الحسین وفا علی بن عقیل بغدادی' ابو خطاب محفوظ بن احمد کلوائی' ابو محمد عبد اللہ بن قدامہ المقدسی' ابو برکات عبد السلام ابو الفرح المقدسی' ابو الحفص عسکری اور شیخ تقی الدین ابو العباس احمد بن الیمنی ہیں۔

اہل قرأت کے اصحابِ وجوہ

۱ قرأتِ نافع کے صاحبِ وجوہ ابو موسیٰ عیسیٰ بن میناء ہیں۔

۲ قرأتِ ابن کثیر کے صاحبِ وجوہ احمد البزی اور محمد قنبل ہیں۔

۳ قرأتِ ابو عمرو کے صاحبِ وجوہ ابو عمرو الدوری اور ابو شعیب السوسی ہیں۔

۴ قرأتِ ابن عامر کے صاحبِ وجوہ ہشام اور عبد اللہ ذکوان ہیں۔

۵ قرأتِ عاصم کے صاحبِ وجوہ ابو بکر الراضی اور حفص بن سلیمان ہیں۔

۶ قرأتِ حمزہ کے صاحبِ وجوہ خلف اور خلاد ہیں۔

۷ قرأتِ کسائی کے صاحبِ وجوہ ابو الحرث اور حفص الدوری ہیں۔

<<< رواتِ اربابِ صحاح >>>

البخاری

<<< >>>

۱ مکی بن ابراہیم البلخی۔ ۲ عبد اللہ بن عثمان المروزی۔ ۳ عبید اللہ بن موسیٰ العینی۔ ۴ ابو عاصم الشیبانی۔ ۵ محمد بن عبد اللہ الانصاری۔ ۶ محمد بن یوسف القرمانی۔ ۷ ابو نعیم فضیل بن ذکوان۔ ۸ علی بن المدنی۔ ۹ اسمٰعیل بن ابی یونس المدنی۔ ۱۰ یحیٰ بن معین۔ ۱۱ احمد بن حنبل۔

المسلم

<<< >>>

۱ یحیٰ بن یحیٰ نیشاپوری۔ ۲ منبہ بن سعد بن راہویہ۔ ۳ اسحٰق بن ابراہیم الحنظلی۔ ۴ علی بن جعد عبد اللہ تواری۔ ۵ شریح بن یونس۔ ۶ حرملہ بن یحیٰ۔ ۷ خلف بن ہشام۔ ۸ عبد اللہ مسلم المفی۔ ۹ احمد بن حنبل۔

السجستانی

<<< >>>

۱ مسلم بن ابراہیم بن سلیمان بن حرث بن عثمان بن ابی شیبہ۔ ۲ ابو الولید الطیالسی منذر بن سریر۔ ۳ احمد بن یونس۔ ۴ عبد اللہ بن وحشی۔

الترمذی

۱ اسحٰق بن موسیٰ بن عبد اللہ بن ابی موسیٰ الانصاری۔

۲ محمود بن غیلان بن سعد بن عبد الرحمٰن۔

۳ محمد بن بشار۔

۴ علی بن مجرا۔

۵ احمد بن شنیع۔

۶ محمد بن مثنی۔

۷ سفیان بن وکیع۔

۸ قتیبہ بن سعد۔

۹ محمد بن اسماعیل البخاری۔

۱۰ اسحٰق بن ابراہیم اکرمی۔

۱۱ حمیدہ بن معدہ۔

۱۲ علی بن سرم۔

۱۳ محمد بن عبد الاعلی۔

۱۴ حارث بن سکر۔

۱۵ معتاد بن الیسری۔

۱۶ محمد بن الیسار۔

(حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

(حاشیہ)

۱ ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جن راویوں سے حدیث نقل فرمائی ہے۔ ان کے پانچ طبقات ہیں۔

پہلا طبقہ : اس طبقہ میں ان ہی کے طریقے پر حدیث منقول ہے۔

۱ محمد بن عبد اللہ الانصاری از حمید از انس رضی اللہ عنہ۔

۲ مکی بن ابراہیم اور ابو عاصم از یزید بن ابی عبید از سلمۃ بن الاکوع۔

۳ عبید اللہ بن موسیٰ از معروف از ابو الطفیل از علی اور وہ دو تابعی ہشام بن عروہ اور اسماعیل بن ابی خالد۔

۴ ابو نعیم از اعمش اور اعمش تابعی ہیں۔

۵ علی بن عیاش از حریز بن عثمان از عبد اللہ بن بشر الصحابی۔

دوسرا طبقہ : اس طبقہ میں مشائخ ائمہ سے اور ائمہ تابعین سے روایت کرتے ہیں۔ مثلاً ابن جریج اور مالک وغیرہ۔

تیسرا طبقہ : اس طبقہ میں ایسی قوم دوسری ایسی قوم سے روایت کرے۔ جن کے زمانہ کو پایا ہو۔ اور لقا بھی ممکن ہو۔ جیسے یزید بن ھارون اور عبد الرزاق۔

چوتھا طبقہ : اس طبقہ والے مشائخ سے روایت کرتے ہیں۔ جیسے ابو حاتم محمد بن ادریس الرازی، یحیی بن صالح۔

پانچواں طبقہ : ایسے لوگوں سے روایت کی جائے جن کی عمر کم ہو۔ جیسے عبد اللہ بن حماد الآملی اور حسین القبانی، احمد بن منیع اور داؤد بن رشید، ابو نعیم، ابو عاصم الانصاری، احمد بن صالح، احمد بن حنبل اور یحیٰ بن معین۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

طبقہ اھل تفسیر ،حدیث ،فقہ ،حکمت ،نجوم ،طب وغیرہ

علمائے دینِ اسلام و بلغائے یقین و اکرام بے حد ہیں۔ ان تمام کے اسمائے گرامی لکھنا ممکن نہیں ہے۔ ان اسماء کو تصانیف و تواریخ ما تقدم میں دیکھا جا سکتا ہے۔ حضرت الکبیر سید اشرف جہانگیر قدس اللہ روحہ کی ملازمت میں رہ کر مشہور کتابوں کے مصنفین کا تذکرہ سنا۔ ان میں سے بتخصیصِ ہندوستان حروفِ ہجا کی ترتیب سے لکھے جاتے ہیں۔ ان میں سے

(بقیہ حاشیہ)

اصحاب زہری کے طبقات خمسہ

پہلا طبقہ : مالک ،ابن عیینہ ،عبید اللہ بن عمر ،یونس و عقیل ،شعیب بن ابی حمزہ وغیر ہم۔

دوسرا طبقہ : عبد الرحمٰن بن عمر اوزاعی ،لیث بن سعد ،نعمان بن راشد ،عبد الرحمٰن بن خالد بن مسافر وغیر ہم۔

تیسرا طبقہ : سفیان بن حسین سلمی ،جعفر بن برقان ،عبد اللہ بن عمر بن حفص العمری ،زمعہ بن صالح المکی وغیر ہم۔

چوتھا طبقہ : اسحاق بن یحیٰ کلبی ،معاویہ بن یحیٰ ،ابراہیم بن یزید مکی ،مثنی بن الصباح وغیر ہم۔

پانچواں طبقہ : بحرین کنیز ،حکم بن عبد اللہ دیلی ،عبد القدوس بن حبیب الدمشقی ،محمد بن سعید وغیر ہم۔

۱ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ طبقہ اولیٰ سے استیعاب اور طبقہ ثانیہ سے انتخاب کرتے ہیں۔

۲ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانیہ سے استیعاب اور طبقہ ثالثہ سے انتخاب کرتے ہیں۔

۳ امام داؤد اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ پہلے تین طبقوں سے استیعاب اور طبقہ رابعہ سے انتخاب کرتے ہیں۔

۴ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ پہلے چار طبقوں سے استیعاب اور طبقہ خامسہ سے انتخاب کرتے ہیں۔

۵ امام بن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ پانچوں طبقوں سے استیعاب کرتے ہیں۔ ۱۲اشرفی

جن کی تاریخ وفات یا ان کے ہم عصر کے بارے میں یاد رہا اسے بھی لکھ دیا گیا ہے۔ قطعہ

زاصحاب تصنیف و ارباب علم * کسانیکہ بودند و ہستند بجای
بیان میکنم ہر کسے راز دہر * باسماے پاکیزہ و القاب رای

ترجمہ: اب میں اصحابِ تصنیف اور اربابِ علم کے اسمائے گرامی اور القاب لکھتا ہوں۔ جو ان میں سے گذر چکے اور جو موجود ہیں۔

الف

<<< >>>

۱ الازہری: آپ کا نام محمد بن احمد ہے۔ کنیت ابو منصور اور آپ صاحبِ التہذیب فی اللغت ہیں۔

۲ ابو المحاسن احمد بن فارس: آپ صاحبِ مجمل اللغت ہیں۔

۳ ابو سلیمان احمد بن محمد الخطائی: آپ صاحبِ کتاب المعالم فی السنن ہیں۔

۴ امام الدین رافعی: آپ صاحب شرح الکبیر و الصغیر اور بیان المفتی و المستفی ہیں۔ اس کے علاوہ کئی اور کتاب کے آپ مصنف ہیں۔ ۶۲۳ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔ قطعہ

طلب کردن علم از انست فرض * کہ بے علم کس را بحق راہ نیست
کسے ننگ دارد ز آموختن * کہ ننگ نادانی آگاہ نیست

ترجمہ: ان سے علم حاصل کرنا فرض ہے۔ کہ بغیر علم راہ حق کا حصہ نہیں ہے۔ جو شخص سیکھنے سے شرم کرتا ہو۔ اسے جاننا چاہیئے کہ شرم نادانی ہے نہ کہ آگاہی۔

۵ اثیر الدین الابہری : ان کا نام مفضل بن مبشر ہے۔ ہلاکون خان کے عہد میں وصال ہوا۔ اپنے زمانے میں بہت ساری کتابیں لکھی۔ کتاب ''الکشف'' جو کہ حکمت میں محصول و اشارات پر مشتمل ہے۔ زبدہ بھی ان کی تصنیف ہے۔ ایک روایت کے مطابق ہدایہ بھی ان کی تصنیف ہے۔ دوسرے قول کے مطابق صاحب ھدایہ مولانا برھان الدین مرغینانی ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبری فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا برہان الدین مرغینانی کے صاحبزادہ حضرت علامہ نجم الدین بن برھان الدین سے میری ملاقات ہوئی۔ تو میں نے ان سے ان کے والد کا وہ واقعہ جو چنگیز خان کے ساتھ پیش آیا تھا۔ دریافت کیا۔ (مکتوب نمبر ۲۴ میں وہ واقعہ گذر چکا ہے) تو انھوں نے اپنے والد کا یہ شعر نقل کیا۔

مسکین دل چو محرم راز نیافت * اندر قفس جہاں ہم آواز نیافت
اندر سر زلف مار ہروی گم شد * تاریک شب بود کشش باز نیافت

ترجمہ : مسکین دل نے جب محرم راز نہیں پایا۔ تو جہاں کے پنجرے سے بھی آواز نہیں پائی۔ مار ہروی کے زلف میں گم ہوا۔ شب تاریک تھی۔ اس لئے باز کی کشش نہیں پائی۔

۶ امام اعمش : آپ کا نام سلیمان بن مہران ہے۔ آپ اصحاب حدیث میں سے ہیں۔ آپ کا انتقال سن ۱۴۸ ہجری میں ابو دوانق کے عہد میں ہوا۔

۷ الاصمعی : آپ کا نام عبد الملک بن قریب ہے۔ آپ امام تفسیر د حدیث ہیں۔ اس کے علاوہ علومِ بسیار رکھتے تھے۔ آپ کا انتقال سن ۲۱۴ ہجری میں مامون کے عہد میں ہوا۔

۸ قاضی احمد دمغانی: دراصل سمنان سے تھے۔ سلاطین نور بخشیہ کے مد تھے۔ آخر عمر میں دمغان چلے گئے تھے۔ اور وہیں متوطن ہو گئے۔ صاحبِ کتاب استظہار الاخبار فی التاریخ ہیں۔ آپ نے اس میں سلاطینِ سامانیہ کے آثار و خوانینِ بہرامیہ کے اطوار کو روایاتِ صحیحہ سے نقل کیا ہے۔

۹ امام ابو الفتح: آپ کا نام اسعد بن ابی نصیر المدحی الفقہی الشافعی ہے۔ مدرسہ نظامیہ میں آپ مدرس تھے۔

۱۰ حافظ ابو القاسم: آپ کا نام اسماعیل بن محمد بن فضل الاصفہانی ہے۔ آپ کی کئی مشہور تصانیف ہیں۔

۱۱ امام اسماعیل بن حسین محمد بن احمد العلوی الجرجانی: صاحبِ ذخیرہ خوارزم شاہ' العروض اور الحقیقۃ العلانیہ ہیں۔ علاؤ الدین تکش اور خوارزم شاہ کے ہم عصر ہیں۔

۱۲ ابو بکر بن محمد النحوی: آپ صاحبِ کتاب اصول فی النحو ہیں۔

۱۳ ابن المقنع عبداللہ بن الفارسی: آپ صاحب "الکلیلہ" اور "الذمنۃ العربیہ" ہیں۔ ابو دوانق کے ہم عصر ہیں۔

۱۴ ابو حنیفہ دینوری: رکن الدولہ حسن بویہ کے ہم عصر ہیں۔ سن ۴۳۳ ہجری میں مقام اصفہان میں انتقال ہوا۔

۱۵ شیخ الرئیس ابو علی عبید اللہ بن حسین سینا البخاری ابن سینا[۱] کے والد شیخ

۱۔ شیخ بو علی سینا سن ۳۷۰ ہجری بمطابق اگست ۹۸۰ عیسوی مقام "افشنہ" میں ولادت ہوئی۔ ۶ برس کی عمر میں اپنے والد کے ہمراہ بخارا پہنچے۔ دس سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ پھر مختلف اساتذہ کرام سے علوم حاصل کرتے رہے۔ اور بہت جلد ہی مہارت کاملہ حاصل کر لی۔ آپ نے مختلف علوم سے متعلق گراں قدر تصانیف حضور علیہ السلام (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں)

سے بخارا آئے۔ پھر بخارا کے نواح اقشنہ میں آگئے۔ اسی قریہ میں شیخ الرئیس کی ولادت ہوئی۔ قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد مختلف اساتذہ سے علوم حاصل کیا۔ قطعہ

حجۃ الاسلام والدین آں بو علی * کامدہ واضع فنوں بے بہای

درعثاز اداست ودر صحن علوم * کرد حاصل در تکزامد بپای

ترجمہ: حجۃ الاسلام والدین وہ بو علی سینا کہ جس سے بے بہا فنون واضع ہوا۔ جن کی ایک ایک ادا سے علوم سر کے بل صحن میں گرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت سے جسے حاصل کیا۔

ان کی تصانیف ہر علوم میں ہیں۔ بالخصوص حکمت و منطق میں زیادہ ہیں۔ اول سے آخر تک فضلائے روزگار و بلغائے نامدار اس وادیہ میں ان ہی کے تابع ہیں۔ آپ انتہا درجے میں سنتِ رسول ﷺ کے پابند تھے۔ جب آپ اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے زندگی بسر فرمارہے تھے۔ تو ایک دن عالم غیب سے ندا آئی۔ کہ تمھیں ناقصوں کو مکمل کرنے کیلئے ظاہر فرمائینگے۔ قطعہ

سالکان راہ دین راہ سلوک * راہ نبود در خلافت انبیای

در بنوعی رہ برد از پای دہم * تا بسر حدی کہ دارد اتقیای

آید او را از و رائے احتجاب * بہر استفسار حالش یک صدای

(بقیہ حاشیہ) کی امت کی فلاح و بہبود کیلئے تصنیف فرمائی۔ جو مختلف فنون و علوم پر مشتمل ہیں۔ 1 مثلاً "الشفا" میں فلسفہ، منطق اور مابعد الطبعیات پر بحث ہے۔ 2 علم ریاضی کی افادیت کے تحت اقلیدس کا ترجمہ کیا۔ 3 "المادۃ الواجبۃ" جس میں انسان کی حالت سے متعلق بحث ہے۔ 4 "اشارات" جس میں تصوف سے متعلق گراں قدر ابحاث ہیں۔ آپ کا انتقال ۴ ماہ رمضان المبارک ۴۲۸ ہجری مطابق ۲۱ جون ۱۰۳۷ عیسوی میں ہوا۔ آپ کا مزار ہمدان میں آج تک موجود ہے۔ ۱۲ اشرفی

گر دہد صوت موافق در جواب * میبرند بر عرصہ وجدان سرای

در مخالف در دہد صوتی ازو * پنجہ غیب آیدش بر رو بہای

تا فرود افتد زضرب پنجہ اش * از سر اورنگ وحدت تا بپای

ترجمہ: سالکانِ راہِ دین و راہِ سلوک کیلئے انبیائے کرام علیہم السلام کی خلافت کے علاوہ کوئی راہ نہیں ہے۔ یہ ایک قسم کی ایسی راہ ہے کہ جس راہ پر تمام اتقیاء نے قدم رکھا۔ حجاب کے پیچھے سے اس کے ہر سوال کا جواب آتا ہے۔ اگر موافق آواز جواب میں دے۔ تو وجدان کے سراپا میں قدم لے جاتا ہے۔ اگر اس کے مخالف میں جواب دیگا تو غیب سے اس پر ایک پنجہ آئیگا یہاں تک کہ اس ضرب سے آنِ واحد میں تخت وحدت سے نیچے آجائیگا۔

کتاب القانون فی الطب بہت مشہور ہے۔ جو علم طب سے متعلق ہے۔ اس کتاب میں بلا اور بیماری سے نجات حاصل کرنے کی تدبیر موجود ہے۔ ان میں سے کچھ منظوم برائے تبرک پیش کیے جاتے ہیں۔

شیخ بو علی سینا کی نصیحت آموز اشعار

<<< >>>

فخوف اذا ستطعمت ادخال مطعم

علی مطعم من قبل صل الھواضم

ترجمہ: جب تو کھانا کھائے تو ہضم نہ ہونے کے خوف سے کھانے سے قبل ہواضم کا انتظام کرلے۔

وکل طعام یعجز السن مضغہ

فلا تبتلعہ فھو شر المطاعم

ترجمہ : ہر کھانا جس کے چبانے سے دانت عاجز ہو۔
اسے مت کھا۔ کیونکہ وہ شر المطاعم ہے۔

وایاك ایاك العجوز و وطیها
فما ھی الا مثل شر المراقم

ترجمہ : بوڑھی عورت اور اس سے وطی کرنے سے بچو۔
کیونکہ یہ صرف نقصان پہنچانے کا آلہ ہے۔

ولا تك فی وطی الكواعب مسرفاً
فاسرفه فی العمر اقوی الھواھم

ترجمہ : جوان لڑکی سے وطی کرنے میں اسراف نہ کر۔
کیونکہ اس کے اسراف سے زندگی میں کمزوری آئیگی۔

وفی كل اسبوع علیك لقیه
ففیها امان من شرور البلاغم

ترجمہ : ہر ہفتے میں تجھ پر لازم ہے کہ ایک مرتبہ ملے
کیونکہ اس میں بلاغم کے شرور سے امان ہے۔

ولا تحبس الفضلات عند قضا ئها
ولو كنت بین المعركات الصوارم

ترجمہ : رفع حاجت آنے کی صورت میں فضلات کو نہ روک۔
اگرچہ تو سخت معرکوں میں کیوں نہ ہو۔

وكن مستجماً كل یومین مرة
وحافظ علی ھذا العلاج و داوم

ترجمہ : ہر دو دن میں ایک مرتبہ نہانے والا ہو جا۔

اس علاج کی حفاظت اور مداومت کر۔

ولا تتخیر الدواء و شربها

مدی الدهر الاعند احذی العظام

ترجمہ : دوا اور اس کا پینا صرف حاذق کے

نسخہ کے مطابق اختیار کرو۔

ووفر علی الجسم الدماء فانها

لقوة ابدان اشد الدعائم

ترجمہ : جسم کیلئے خون بڑھانے کی کوشش کر۔

اس لئے کہ یہ لبدان کیلئے باعث قوت و شدت ہے۔

خصال بها اوصی الحکیم برادف

اخا العدل نوشیروان ملك العاجم

ترجمہ : حکیم کے مشورہ کے مطابق عادت بنا۔

اس کے بعد اخوالعدل نوشیران عجم کا بادشاہ۔

۱۶ ابو معشر : آپ کا نام نجیح جعفر بن محمد المنجم ہے۔ آپ کا انتقال سن ۱۹۰ ہجری میں ہارون رشید کے عہد میں ہوا۔

۱۷ ابو الوفا البورجانی : آپ اربابِ تنجیم کے استاد و اصحابِ تقویم کے پیر ہیں۔ کتاب مجسطی کے آپ مترجم ہیں۔ آپ کا انتقال سن ۳۴۳ ہجری میں بادشاہ مطیع کہ عہد میں ہوا۔ بڑے بڑے حکمائے زمانہ آپ کے شاگرد تھے۔ آپ کثیر التصانیف ہیں۔

۱۸ ابو ریحان : آپ کا نام شیخ محمد بن احمد ہروی خوارزمی منجم ہے۔ سلطان محمود غزنوی کے عہد میں آپ نے کتاب "التفهیم فی التنجیم" تالیف فرمائی۔ ۴۲۱ ہجری میں قانون مسعودی تالیف کی۔ اس کتاب کو اولاً ابو نصر بن نوح سامانی کے نام سے منسوب کیا تھا۔

۱۹ ابو الفتح : آپ سامانیان کے معاصر ہیں۔ تصانیف اور اشعار خوب پیش کرتے تھے۔ ان کے اشعار میں سے ایک یہ شعر ہے۔

زيادة المرء فی دينار نقصان * و ريحه غير محض الخرخران
وكل وجدان خط لايثاب له * فان معناه فی التحقيق خدلان

عادات الکرام اور کرام العادات ان کی تصانیف میں سے ہیں۔

۲۰ ابو المظفر محندی اصفہانی : آپ مہلت بن ابی صفرہ کی نسل سے ہیں۔ اپنے زمانہ کے فاضل ترین شخصیت تھے۔ اور اعطائے زمانہ تھے۔

۲۱ ابو الشرف حرد باقانی : آپ صاحب ترجمۂ یمینی عتبی ہیں۔ آپ کا انتقال ناصر بن خلیفہ کے عہد میں ہوا۔

۲۲ قاضی ابو محمد ناصحی : آپ صاحبِ کتابِ مسعودی ہیں۔ جو کہ مذہب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے۔ آپ سلطان طغرل بیگ سلجوق کے ہم عصر ہیں۔ اور وہ کتاب سلطان محمود غزنوی کی طرف منسوب ہے۔

۲۳ سید احمد بن ابو الحسن الرفاعی : آپ کا لقب محی الدین ہے۔ آپ کا انتقال سن ۴۹۴ ہجری میں ہوا۔

۲۴ الباقلانی ابو بکر حبیب : اپنے زمانے کے جید علمائے کرام کے آپ استاد ہیں۔ القادر اور سلطان محمود غزنوی کے ہم عصر ہیں۔

ب

<<< >>>

۱ برہان الدین محمد بن النقی الحکیم الصوفی : آپ صاحبِ تفسیر بدیع الہمدانی اور صاحب مقامہ ہیں۔ آپ راستے سے کپڑے میں لپٹ کر اسطرح گذرتے تھے۔ جیسے کہ شمشیر کو غلاف میں لپیٹا گیا ہو۔ اس لباس میں لوگ آپکو پہچان نہیں سکتے تھے۔ حضرت سید بشر بن غیاث آپکے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ آپ خلقِ الوان وارحام ہیں۔ آپ حیاتِ سرمدی کے متحمل ہیں۔ علمائے تبریز آپکی خدمت میں آتے تھے۔ حضرت قدوۃ الکبری نے آپ سے ملاقات کی۔ اور بعض اشکال کے بارے میں حل طلب کیا۔ جو انھوں نے احسن طریقے سے حل فرمایا۔

ت

<<< >>>

۱ تعلب : آپ کی کنیت ابو العباس اور نام احمد بن یحی ہے۔ آپ امام مبرد کے زمانے کے امام فی اللغت ہیں۔ آپکا انتقال ۱۲ جمادی الاولیٰ سن ۲۹۱ ہجری میں ہوا۔

۲ تاج الدین السوٗی : آپ تصانیف معتبرہ کے مصنف ہیں۔ زیادہ تر کتاب فقہ میں ہے۔

ث

<<< >>>

۱ ثابت بن سنان الصابی : آپ اپنے زمانے کے مشہور طبیب اور حافظ ہیں۔ ۲۴۴ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ تصانیف معتبرہ کے مصنف ہیں۔ اور مشاہیر علمائے کرام میں سے ہیں۔

ج

۱ الجوہری : آپ کی کنیت ابو نصر اور نام اسماعیل بن حماد ہے۔ کتاب صحاح اللغۃ آپ کی تصانیف میں سے ہے۔ لغت میں کتاب صراح ان ہی سے انتخاب کردہ ہے۔

۲ جعفر بن اسحٰق : آپ ہی نے علوم یونانیہ کو زبان عربی میں نقل فرمایا ہے۔

۳ قاضی جمال الدین الحمیصی : ہندسہ میں آپ کی بہت ساری تصانیف ہیں۔ ان کی باتوں میں سے ایک یہ ہے۔ کہ انسان کے پاس یہ چار باتیں ہوں تو انسان خوش رہتا ہے۔ ۱ نڈر ۲ تونگری ۳ صحت ۴ جوانی۔ اور یہ چار باتیں ہوں تو انسان ناخوش ہوتا ہے۔ ۱ ڈر خوف ۲ غربت ۳ صحت کی خرابی ۴ بڑھاپا۔ قطعہ

ہر کرا از چار چیز آید بدست * عمر گذراند بد نیا در صفای
ایمن و تندرستی و غنا * ہم جوانی عکس آنہا جان کزای

ترجمہ : جس شخص کے ہاتھ یہ چار چیز آجائے۔ اس کی دنیا کی زندگی بہترین گذرے گی۔ نڈر، تندرستی، غنا اور جوانی۔ اس کے برعکس میں زندگی کیلئے ناخوشی ہے۔

ح

۱ حفص : ابو عمر بن عبد العوقب الاردی النحوی۔ آپ کا انتقال ۲۴۵ ہجری

میں ہوا۔

۲ الحرلوی : آپ کی کنیت ابو محمد اور نام قاسم علی بن محمد البصری۔ آپ صاحب مقام اور تصانیف معتبرہ ہیں۔ ملک شاہ سلجوقی کے ہم عصر ہیں۔

۳ الحسن : آپ کی کنیت ابو محمد اور نام رکن الدین بن محمد بن اشرف شاہ العلوی الاستر آبادی ہے۔ آپ صاحبِ تصانیف فی الادب ہیں۔

خ

۱ خلیل بن احمد الازدی : آپ صاحبِ عروض و نحو ہیں۔ آپ امام اخفش کے ہم عصر ہیں۔

د

۱ داوٗد بن علی بن خلق ابو محمد الاصفہانی : آپ صاحبِ کتاب الاصول الی معرفۃ الوصول' لقب الابدار المحضرات' الاعداد' الانجار اور الابتصار ہیں۔ آپ کا انتقال مقتدر کے عہد میں سن ۲۹۷ ہجری میں ہوا۔

ر

۱ الراغب الاصفہانی : المفردات ان کی تصانیف میں سے ہے۔ علم الملوک، علم النجار اور علم الکتاب معرفۃ الخط اس کے علاوہ التصریف اور اللغات آپ کی تصانیف ہیں۔

۲ الراوندی : آپ کی کنیت ابو الحسن اور نام احمد بن یحیٰ بن اسحٰق ہے۔

۲۵۴ ہجری میں متوکل کے عہد میں انتقال ہوا۔ آپ ۱۲۴ کتابوں کے مصنف ہیں۔

ز

۱ الزمخشری: جار اللہ ابو قسم محمود بن عمر سن ۵۳۷ ہجری میں مقتدی کے عہد میں انتقال ہوا۔ علم تفسیر میں "کشاف" آپ کی مشہور کتاب ہے۔ "فائق" علم حدیث میں، مفصل علم نحو میں، مستضحی الامثال اور تواضع الکلم آپ کی تصانیف ہیں۔

س

۱ السورابادی: کنیت ابو بکر اور نام عشق بن محمد الہروی ہے۔ آپ نے زبان فارسی میں قرآن کی تفسیر لکھی۔ اور آپ الپ ارسلان سلجوقی کے ہم عصر ہیں۔

ش

۱ امام شعبی: آپ کا انتقال سن ۹۴ ہجری میں ولید بن عبد الملک کے عہد میں ہوا۔ آپ مشاہیرِ علمائے جہاں میں سے ہیں۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔

۲ شمس الدین عبد تبریزی: آپ نے مطالع اور اقلیدس کی شرح لکھی۔ اور حساب میں ایک رسالہ آپ کی تصنیف ہے۔

۳ الشاطبیؒ : ابو القاسم بن خلق بن احمد الرعشی صاحب قصیدہ فی القراۃ ہیں

۴ شیخ شہاب الدین المقتول السہروردی : آپ صاحبِ کسرہ اور صندوق العمل ہیں۔ بادشاہ ناصر کے ہم عصر تھے۔ آپ علم کیمیا میں ید طولا رکھتے تھے۔

۵ شہاب الدین عمر دولت آبادی : آپ سر آمدہ روز گار و برآمدہ ادوار ہیں۔ بالخصوص ہندوستان کے لوگ ان سے استفسار کرتے تھے۔ اور ان سے جمیع علوم سیکھتے تھے۔ مغول تولومان شیریں کہ جس نے دہلی کی جانب خروج کیا۔ آپ ان میں گرفتار ہوئے۔ اس نے آپ کو اور قاضی شہاب الدین و شیخ ابو الفتح کو رہا کر دیا۔ آپ تینوں وہاں سے دار الخلافہ جونپور آگئے۔ جیسا کہ آپ کے ساتھیوں نے اس کا اظہار بر ملا کیا۔ ایک فاضل ان کے بارے میں کہتے ہیں۔

قطعہ

سہ گوہر ز دریای دہلی بہا * کہ بودند در خورد تاج و ملوک
رسیدند در رشتہ روز گار * بہم مثن بردند دیگر سلوک
مثلث ز تربیع بیروں شدہ * مربع گرفتہ گرفتہ مثلث فلوک
سہ اقطار ہندوستان را سہ کس * نہادر زبان بردہ اند در سلوک

ترجمہ : دہلی کے تین گوہر باہم زمانے کی بادشاہت کے رشتہ سے منسلک ہوئے۔ تربیع سے مثلث ہو کر باہر آئے۔ ہندوستان کے تین اقطار کیلئے تین اشخاص سلوک میں خاموشی سے چل پڑے۔

یہ تینوں حضرت قدوۃ الکبریٰ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے ان کو استعداد کے مطابق مشرف کیا۔ پھر ان لوگوں نے جناب سید عثمان کی جانب التفات کیا۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔

﴿ ص ﴾

<<<[redacted]>>>

۱ الصابی: آپ کی کنیت ابو الحسن اور نام ابراہیم بن بلال ہے۔آپ مفتیان زمانہ کے استاد تھے۔آپ کے ہم عصر نے آپ کی خوب مدح سرائی کی ہے۔ آپ کا انتقال سن ۳۸۵ ہجری میں قادر باللہ کے عہد میں ہوا۔

۲ صدر الدین ساوَچی: آپ اپنے زمانے میں ذہن و ذکاء کے اعتبار سے عدیم المثال تھے۔آپ کی ذہانت کا یہ عالم تھا۔ کہ کسی کتاب کو ایک مرتبہ مطالعہ فرماتے۔ تو اس کی عبارت اور مضامین یاد ہو جاتے۔آپ نے علم عروض و قوافی میں "قصیدہ حسنا" تصنیف فرمائی۔ ہلاکو خان کے زمانے میں آپ پر سحر کا الزام لگا۔ اور اسی مسئلہ میں آپ کو شہید کر دیا گیا۔

﴿ ع ﴾

<<<[redacted]>>>

۱ علی بن الحسن طالب الحارث البغدادی: آپ صاحبِ تاریخ ہیں۔ بادشاہ معتصم کے ہم عصر ہیں۔

۲ علی بن ملک: آپ کی کنیت ابو الحسن ہے۔آپ کا انتقال ۴۱۳ ہجری میں بادشاہ قادر باللہ کے عہد میں ہوا۔آپ کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے جوار میں مدفون کیا گیا۔

۳ علی بن عیسی الرمانی النحوی: آپ کی کنیت ابو الحسن ہے۔آپ کا انتقال ۴۳۴ ہجری میں بادشاہ قائم بامر اللہ کے عہد میں ہوا۔

۴ علی: آپ کا لقب عز الدین ابن الاثیر الحرزی ہے۔ "التاریخ الکامل"

آپ کی تصنیف ہے۔ آپ برادر ابو السعادت جوامع الاصول تھے۔ آپ بادشاہ ناصر کے ہم عصر تھے۔

۵ علی : آپ کا پورا نام مع نسب یوں ہے۔ ابو الحسن علی بن محمد نصر المواقری المعزبن عقیل بن محمد بن عقیل الوفا شیخ الخاملہ بغداد ہے۔ آپ کی علم حکمت میں بہت ساری تصانیف ہیں۔

۶ عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ بن ابی محمد الدینوری : آپ نے تاریخ میں "المعارف" نامی کتاب تصنیف فرمائی۔ آپ تصانیف معتبرہ کے مالک ہیں۔ بادشاہ معتمد کے ہم عصر تھے۔

۷ عبد اللہ : آپ کا نسب اس طرح ہے۔ عبد اللہ بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف ابو الحمد الجوینی ہے۔ آپ حرمین کے امام تھے۔

۸ عثمان : آپ کا نسب اس طرح ہے۔ عثمان بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن حرداد ابو القاسم الخراسانی ہے۔ آپ "مالک الممالک" کے مصنف ہیں۔ بادشاہ متوکل کے ہم عصر تھے۔

۹ عثمان : آپ کا لقب جمال الدین ہے المعروف ابن حاجب ہے۔ آپ علم نحو کی مشہور کتاب کافیہ کے مصنف ہیں۔ اس کے علاوہ شافیہ اور العروض بھی آپ کی تصنیف ہے۔ آپ کی وفات سن ۶۴۶ ہجری میں ہوئی۔

10 عبد الرحمٰن السلمی : آپ طبقات الصوفیہ اور تفسیر الحقائق کے مصنف ہیں۔ آپ ملک شاہ سلجوقی کے ہم عصر تھے۔

11 عین القضات الہمدانی : آپ ابتداً علومِ سرآمدہ روزگار میں سے تھے ۔ بعد میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سلوک میں قدم رکھا۔ اور درجہ عالیہ پر فائز

ہوئے۔آپ بہت سارے تصانیف کے مالک ہیں۔

۱۲ عماد الدین قاضی عبد الجبار بن احمد رازی :آپ معتزلہ فرقہ کے اپنے زمانے میں امام تھے۔آپ تصانیف مشہورہ کے مالک ہیں۔ فخر الدولہ دیلم کے ہم عصر تھے۔

۱۳ عبد الواحد :آپ کا نسب یوں ہے۔ عبد الواحد بن علی بن برہان الدین ابو القاسم الاسدی النحوی المتکلم۔آپ نے علم فقہ میں ''اختیارات'' تصنیف فرمائی۔آپ عالم بالنسب ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے ہیں کہ ان کا نسب سلسلہ نور بخشیہ سے ہے۔ اور انھیں اس سلسلہ میں بھی منصب حاصل رہا ہے۔

۱۴ عبد الرحمٰن بن محمد بن اسحٰق بن محمد بن یحی الحافظ الاصفہانی : آپ تاریخِ اصفہان کے مصنف ہیں۔

۱۵ علی بن علاؤالدین : آپ کا نسب اس طرح ہے۔ علی بن علاؤ الدین الوزیر بن عطاء ملک بن صاحب دیوان الجوینی۔آپ صاحب تاریخِ جہاں ہیں۔ اور خواجہ شمس الدین صاحب دیوان کے برابر ہیں۔

۱۶ عبد الکریم بن ہوارق ابو سعید القسری الامام : آپ الپ ارسلان سلجوقی کے ہم عصر تھے۔

۱۷ عمرو بن عبید شیخ المعتزلہ :آپ کا انتقال متوکل علی اللہ کے عہد میں سن ۲۴۴ ہجری میں ہوا۔

۱۸ قاضی عبد العزیز بن عبد الحمید ابی حادم الحنفی :آپ کا انتقال محرم الحرام سن ۲۴۲ ہجری میں مکتفی کے زمانے میں ہوا۔

۱۹ مولانا عضد الدین :آپ علمائے روزگار کے استاد تھے۔ جمیع علوم میں

حدِ کمال کو پہنچے۔ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ سے مروی ہے کہ ہر صد سال کے آخر میں ایک ایسا عالم ہوگا۔ کہ جس کے وجود سے دین اسلام کا کام رائج ہوگا۔ اہل جہاں کیلئے استاد و رہنما ہوں گے۔ اس بناء پر علماء و سلف کی مندرجہ ذیل آرا ہیں۔

پہلی صدی کے مجدد عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

دوسری صدی کے مجدد امام شافعی مطلبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

تیسری صدی کے مجدد ابو العباس احمد بن شریح رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

چوتھی صدی کے مجدد ابو بکر بن طیب باقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

پانچویں صدی کے مجدد حجۃ الاسلام محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

چھٹی صدی کے مجدد امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ساتویں صدی کے مجدد امام تقی الدین ابن دقیق عبدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آٹھویں صدی کے مجدد قدوۃ الکبریٰ سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

کیونکہ حضرت قدوۃ الکبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کا وجود مبارک شریعت و طریقت کے روائج کا باعث ہے۔ علم شریعت میں آپ کے بڑے بڑے شاگرد گذرے ہیں۔ مثلاً حضرت مولانا عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ جو کہ مفتی ہروی تھے۔ حضرت مولانا علام الدین جائسی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا اعلم

اعظم گرکھروی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیات شامل ہیں۔ علم طریقت میں بہت ساری کتابیں تصوف سے متعلق تحریر فرمائی۔ فصوص اور عوارف کی آپ نے شرح کی۔ آپ کے رسائل میں حقائق و دقائق کا خزانہ پوشیدہ ہے۔ مولانا عضد الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اصولِ فقہ میں جو شرح اصول نامی کتاب لکھی۔ اور اس میں فوائد کثیرہ معانی و بیان وغیرہ تحریر فرمایا۔ دراصل یہ حضرت قدوۃ الکبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کے درس کا نتیجہ تھا۔ کیونکہ قزوین میں پانچ سال تک مولانا عضد الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ سے درس لیتے رہے۔ پھر اس درس کو اصول کی شکل میں قلمبند فرمایا۔[۱]

﴿ غ ﴾

۱ الغزالی: آپ کی کنیت ابو حامد اور نام محمد بن محمد حجۃ الاسلام ہے۔ آپ کا انتقال سن ۴۴۴ ہجری میں بادشاہ مستنظہر کے زمانے میں ہوا۔ آپ نے نو سو ننانوے (۹۹۹) کتابیں تصنیف فرمائی۔ ان میں احیائے علوم، کیمیائے سعادت،

---

[۱]۔ مجدد کے بارے میں یہ قول حضرت مولانا رشید الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جامعِ مکتوبات مخدوم الآفاق حضرت سید عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کا ہو۔ آٹھویں صدی کے بعد مجددین کی فہرست فتاویٰ نعیمیہ کے حوالے سے پیش کی جارہی ہے۔

نویں صدی کے مجدد جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

دسویں صدی کے مجدد ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

گیارہویں صدی کے مجدد شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

بارہویں صدی کے مجدد امام محی الدین اورنگ شہنشاہِ ہند رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

تیرہویں صدی کے مجدد شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

چودہویں صدی کے مجدد شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ۱۲ اشرفی۔

بسیط اور وسیط مشہور ہوئی۔

۲ غیاث الدین محمد بن احمد العصاری القزوینی : آپ امام غفور نجم الدین بن عبدالغفار کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کی حیات ہی میں حاوی کے حل پر مشتمل کتاب کافی آپ نے تحریر فرمائی۔ جو بہت مشہور ہوئی۔

﴿ ف ﴾

۱ امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین الرازی : آپ علمائے روزگار کے استاد تھے۔ تفسیر کبیر، محصول (اصول فقہ میں)، محصل (اصول میں)، مخلص (حکمت میں) اور شرح کلیات حکمت شرقی آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔ آپ کا انتقال سن ۶۰۶ ہجری میں بادشاہ ناصر باللہ کے عہد میں ہوا۔ قطعہ

امام فخر الدین رازی کازوی * جہاں پر شد زکلیات جزئیات
سفر چوں کرد در مر زہر آتش * ہرات آمد ازو تاریخ موفات

ترجمہ : امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں کو کلیات و جزئیات سے پُر کیا۔ جب انھوں نے آخرت کا سفر کیا تو ہم سب کیلئے آتش کا زہر ہوا۔ ان کی تاریخ وفات لفظ "ہرات" سے نکلتی ہے۔ (یعنی ۵+۲۰۰+۱+۴۰۰=۶۰۶) ان کی گفتگو کے تبرک میں سے ایک یہ ہے۔

رباعی

اے دل اگر ز غبار پاک شوی * چوں روح مجردی بر افلاک شوی
عرش است نشیمن تو شرمت ناید * کائی و مقیم تو دہ خاک شوی

ترجمہ : اے دل اگر تو غبار سے پاک ہو جائے۔ تو روح مجردہ کی طرح افلاک پر ہو جائے۔ اے دل تیرا نشیمن عرش ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ تو مٹی کے تودہ میں مقیم ہوا۔

﴿ ق ﴾

۱ قطب الدین بن محمود بن مصلح : آپ کا انتقال ۱۷ ماہ رمضان اول جامو سلطان تبریز کے عہد میں ہوا۔ اور نحردات میں مدفون ہوئے۔ شرح اصول ابن حاجب، شرح حکمت اشراق، شرح مفتاح اور غیرۃ التاج آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔

۲ قطر الدمشقی : آپ کا لقب علم الدین ہے۔ آپ صاحبِ ہندسہ و ریاضیات ہیں۔

﴿ ک ﴾

۱ امام کلبی : آپ کا نام محمد بن شہاب بن بشر ہے۔ آپ صاحب تفسیر ہیں۔ کوفہ میں ابو دوانق کے عہد میں آپ کا انتقال ہوا۔

۲ کوشیار بن لبان المنجم الحنبلی : آپ مسلک حنبلی کے مشہور علماء میں سے ہیں۔

﴿ م ﴾

۱ محمد بن الجریر الطبری : آپ کا انتقال مقتدر باللہ کے عہد میں ہوا۔

تاریخ حرر اور سیر ملوک آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔

۲ محی السنہ بن زکریا الرازی الطبیب : آپ تصانیف معتبرہ کے مالک ہیں۔

۳ محی السنہ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی :آپ مشاہیر علماء میں سے ہیں۔ بادشاہ قائم بامر اللہ کے ہم عصر تھے۔ تفسیر میں معالم التنزیل' حدیث میں مصابیح و شرح السنہ اور فقہ میں تہذیب آپ کی تصانیف ہیں۔

۴ محمد بن یحی :آپ فقہ شافعی کے خراسان میں سردار تھے۔آپ سلطان سنجر کے عہد میں شہید ہوئے۔

۵ محمد بن ابی نصر ابو عبد اللہ الحمیدی : آپ صاحبِ کتاب "جمع بین الصحیحین البخاری و المسلم" ہیں۔

۶ محمد بن ابی شیبہ الکوفی : آپ کا انتقال ۲۹۷ ہجری میں بادشاہ مقتدر کے عہد میں ہوا۔

۷ المیدانی : آپ کا نام محمد بن فلان ہے۔ مجمع الامثال' سامی' ہزنتہ الطرف اور المہادی الشافعی آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔

۸ محسن بن علی بن علی الشوخی :آپ کی کنیت ابو علی ہے۔ کتاب الفرج بعد الشدۃ آپ کی تصنیف ہے۔آپ کا انتقال محرم الحرام سن ۴۸۴ ہجری میں بادشاہ مستظہر کے عہد میں ہوا۔

۹ مجد الدین ابو السعادت : آپ کا نسب یوں ہے۔ مجد الدین بن مبارک بن محمد بن عبدالکریم بن الاثر۔آپ جامع الاصول کے مصنف ہیں۔ سن ۶۰۶ ہجری میں بادشاہ ناصر باللہ کے عہد میں آپ کا انتقال ہوا۔

۱۰ محمد بن سعد بن منیع الکاتب الواقدی : آپ کی کنیت ابو عبد اللہ آپ صاحب طبقات ہیں۔

۱۱ الامیر : آپ کا نام محمد بن حسن بن عیسی بن المقدر باللہ ہے۔ آپ صالحین میں سے تھے۔ آپ سے حدیث بھی مروی ہے۔ قادر باللہ کے آپ ہم عصر تھے۔

۱۲ محمد بن فضل بن احمد العراصی الصاعدی : آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ حدیث کی روایت میں آپ عدیم المثال ہیں۔

۱۳ محمد بن عبد الباقی الانصاری : آپ کی کنیت ابو بکر ہے۔ حدیث میں آپ اسناد عالی رکھتے ہیں۔ آپ منطق، الہیات اور حساب میں اپنے زمانے کے امام تھے۔

۱۴ محمود المروزی : آپ کا لقب وجہ الدین اور کنیت ابو الفتح ہے۔ آپ صاحبِ وقع اور حرمتِ تمام ہیں۔ بسببِ ترغیب مذہبِ ابو حنیفہ سے مذہبِ شافعی میں نقل کیا۔

۱۵ ابو علی محمد بن محمد تلغمی الوزیر : آپ تاریخ جو یر طبری کے مترجم ہیں۔ منصور بن عبد الملک کے آپ ہم عصر تھے۔ ان کی اولاد میں سے کچھ ابو السلاطین ابراہیم شاہ کی تربیت میں رہے۔ جس طرح اس منتخب الاطباق کے جامع ابو الحسن سید عبد الرزاق نے عمدۃ الاسلام، خلاصۃ الانام، غوث الدہر، قطب العصر حضرت کبیر اشرف جہانگیر کی خدمت میں رہے۔ اس کے علاوہ اطرافِ روزگار و اکنافِ ہر دیار اور حضرت علی الثانی الہمدانی سے مدینۃ الاولیاء میں اکثر روحانیہ اکابر شریعت و اماثر طریقت دریافت کیا۔ ہر ایک نے ان کیلئے

(سید عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ) حالاتِ ظاہری و باطنی پیش کی۔ قطعہ

بتوفیق دارای گیتی فروز * کہ افروخت رخسارہ اولیای

بمعمورہ اولیاے خدای * چو دریافتم ہر کہ بود از ہدای

بمقدار عرفان پر داختم * زپر داختن حالت آمد بجای

ترجمہ: زمانے کے پالنے والے کی توفیق سے کہ اولیاء نے رخسارہ کو روشن کیا۔ جب میں نے اولیاء اللہ کے معمورہ کو دریافت کیا۔ تو ہر ایک کو ہادی پایا۔ عرفان کی مقدار سیکھنے کیلئے ہر جگہ گیا۔

۱۶ محمد العوفی: آپ کا لقب نور الدین ہے۔ آپ جامع الحکایات کے مصنف ہیں۔ مغول دور کے اوائل میں آپ کا انتقال ہوا۔

۱۷ محمد بن اسعد بن عبد اللہ الحنفی التسری: آپ صاحب منتخب جامع الحکایات ہیں۔

۱۸ سلطان محمد بن علی بن محمد الکاتب: آپ صاحبِ کتاب سند باد ہیں۔

﴿ن﴾

<<< >>>

۱ نصیر الدین الطوسی: آپ کی کنیت ابو جعفر اور نام محمد بن محمد بن حسین ہے۔ آپ مہرود سادہ کی نسل سے تھے۔ آپ کی ولادت چونکہ طوس میں ہوئی اس لئے آپ طوسی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ آپ کا انتقال سن ۶۷۴ ہجری میں بغداد میں ہوا۔ شرح اشارات، محصل زبدۃ، ذبح خالی، مغشیہ درمیان، اوصاف الاسراف اور اخلاق ناصری آپ کی تصانیف ہیں۔

۲ نجم الدین دبیر: آپ کا نام علی بن عمر بن علی ابو الحسن الکاشی القروی

ہے۔ آپ ہلاکو خان کے ہم عصر تھے۔ شرح فی المنطق آپ کی تصنیفات میں سے ہے۔

۳ القاضی ناصر الدین : آپ کی کنیت ابو سعید اور نام عبید اللہ بن علی ہے۔ آپ کا انتقال سن ۶۵۴ ہجری میں ہوا۔ تفسیر قاضی، شرح مصابیح، غایۃ القصوی، منہاج طوالع، مصباح اور مرصاد آپ کی تصانیف ہیں۔

۴ نجم الدین عبد الغفار القزوینی : کتاب حاوی اور شرح لباب آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔

۵ نصر اللہ بن عبد الحمید بن ابی معالی : آپ صاحبِ کلیلہ اور دمنہ ہیں۔ سلطان بہرام غزنوی کے آپ ہم عصر ہیں۔

ھ

۱ ہشام بن الامام بن سائب الکلبی : آپ کا انتقال ۲۰۶ ہجری میں ہوا۔

و

۱ الواقدی : آپ کا نام محمد بن عمرو بن واقد ہے۔ آپ صاحبِ مغازی ہیں۔ بغداد مین بادشاہ مامون کے عہد میں ۲۰۷ ہجری میں انتقال ہوا۔

۲ الواحدی : آپ صاحبِ تفسیر بسیط و وسیط اور ذخیرہ ہیں۔ اور محی السنہ کے ہم عصر ہیں۔ اور قائم کے عہد میں آپ کا انتقال ہوا۔

﴿ ی ﴾

<<< >>>

۱ یوسف بن اسمعیل الحمار : آپ کا انتقال سن ۷ ۱۹ ہجری میں بادشاہ مقتدر کے عہد میں ہوا۔

۲ ابن حرلہ ابو علی طبیب : آپ صاحب منہاج ہیں۔ آپ کا انتقال سن ۷ ۶۹ ہجری میں ہوا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب آپ مدفون ہیں۔

۳ یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم ابو عمرانہ الاسفرانی :آپ اپنے زمانے کے مشاہیر علماء میں سے ہیں۔

۴ یحیٰ بن عبد الوہاب بن جعدہ ابو زکریا الاصفہانی :آپ اپنے زمانے کے مشہور محدث ہیں۔

۵ یحیٰ بن محمد بن ابی عسکر :آپ کا لقب محی الدین اور کنیت ابو الکریم ہے۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔

<<< الطبقة فی ذکر الصوفیة >>>

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ : وہ صوفیہ جو کبار تابعین میں سے ہیں اور صاحب تصانیف ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا کہ اَنَّہٗ خَیْرُ التَّابِعِیْن۔ یعنی وہ تابعین میں بہتر ہیں۔ مروی ہے کہ جب قیامت کے دن ایک منادی ندا کریگا۔ کہ اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ۔ یعنی اے جنتیوں تم سب جنت میں داخل ہو جاوٴ۔ اسی اثنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کہا جائیگا۔ کہ

قِفُ اِشُفَعُ فَیُشَفَّعُ فِی مَدِّبَصَرِ۔ یعنی آپ ٹھہریئے اور جہاں تک آپ کی نگاہ پہنچتی ہو۔ وہاں تک کے لوگوں کیلئے شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائیگی۔ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حصہ لیا۔ اس جنگ میں آپ کو تقریباً چالیس زخم آئے۔ آپ اسی جنگ میں سن ۳۶ ہجری میں شہیدؔ ہوئے۔ آپ کی نصیحتوں میں سے کچھ نصیحتیں یہ ہیں۔

۱ نصیحتِ خلق میں پیشوائی ہے۔

۲ خلقِ مؤدت صدق میں ہے۔

۳ فخر، فقر میں ہے۔

۴ نسب، تقویٰ میں ہے۔

۵ شرف، قناعت میں ہے۔

۶ راحت، زہد میں ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ بھی تابعین میں سے ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جب تک وجودِ مبارک مصطفوی علیہ السلام تھا۔ اسوقت تک کسی کتاب کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ کتبِ سماوی اور علم اولین وآخرین آپ کے نقش مبارک میں مندرج تھا۔ جس کی

ؔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ سید التابعین ہیں۔ آپ کے والد کا نام عامر ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب قبیلہ قرن بن ردمان بن ناجیہ بن مراد سے ملتا ہے۔ آپ عہد رسالت میں موجود تھے۔ اور غائبانہ اسلام قبول کیا تھا۔ نبی کریم علیہ السلام سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ آپ ۱۷ ہجری میں مدینہ منورہ آئے۔ اور اس وقت کے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آپ کی دوسری ملاقات ۲۰ ہجری میں ہوئی۔ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ اسی محبت کے پیش نظر جنگ صفین میں حبِ علی میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ ۱۲ اشرفی

شان اُوتِیتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ ہو۔ اسے کسی دوسری کتاب کی کیا ضرورت ہو گی۔

قطعہ

کتاب آمدہ جامع ہر کلم * نفوس مبارک نبی خدای

چہ ہر در او بحر معنی بود * بصورت ہمہ بحر گوہر ترای

ترجمہ: اللہ کے نبی ﷺ کا وجودِ مبارک جامع ہر کلم کی کتاب ہے۔ اس کے معنی کے بحر میں جو موتی ہے۔ وہ تمام آپ کی ذات میں موجود ہے۔

حضور علیہ السلام کے بعد اصحاب رسول ﷺ تھے۔ کہ صورتاً معناً قولاً اور فعلاً وہ تمام دولت ان کے اندر موجود تھی۔ پھر جب تابعین کا دور آیا تو بہت ساری نئی نئی ایجادات ظہور پذیر ہوئے۔ اور سنت کی نوع سے کچھ تجاوز ہوا۔ تبع تابعین نے اختلافِ اقوال و احترافِ اعمال ایک دوسرے کی صورت میں اخذ کیا۔ لیکن ابھی بساطِ تصنیفات و سماطِ تالیفات نہیں بچھائے گئے۔ پھر جب طبقہ تبع تابعین کا آیا تو اقوالِ مشائخ و افعالِ رواسخ صفحاتِ روزگار پر منتشر پایا۔ اور طبقاتِ ادوار و انتشار کو لیا۔ جیسا کہ حضرت جنید[۱] بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ کہ میں ایک سوال کا جواب لینے کیلئے مختلف دیار میں سفر کرتا ہوا۔ شبلی کے پاس پہنچا۔ اور منبر پر جاکر یہ بات آشکار کی کہ صفحہ عبارت جب منتشر ہے۔ تو کسے قبول کریں۔ اور کسے چھوڑ دیں۔ قطعہ

دریائے در و گوہر توحید جنید * از بحر طبع خویش در رمیکند نثار

یعنی دری کہ درتہ دریای مختفی * سفتیم مار جوہر الماس درکنار

شبلی رسید وازتہ سر دابہ برکشید * دریای بحر وحدت اوکرد آشکار

---

[۱] آپ کا انتقال سن ۲۹۷ ہجری میں ہوا۔ بغداد میں آپ کا مزار ہے۔

گفت اے عزیز کیست بحر من در جہاں * کزوی نہاں بسفتہ ام ایں در بحر کار

خود گفت خود شنید ز سری کہ بودہ ست * ان لیس الوجود سوی اللہ مایدار

ترجمہ: توحید کے درّ و گوہر کا دریا جنید اپنے طبع کے سمندر سے موتی نثار کرتے ہیں۔ یعنی وہ موتی جو سمندر کی تہ میں مخفی تھا۔ میں نے الماس کے جوہر سے کنارے میں پرویا۔ شبلی پہنچے اور تہہ خانہ سے کھینچ لایا۔ اور اپنی وحدت کے دریا میں اسے آشکار کیا۔ فرمایا کہ اے عزیز جہاں کے خرمن میں کون ہے؟ جو اس سے نہاں ہو۔ میں نے بحر کار میں اسے پرو دیا ہے۔ خود فرمایا اور خود سنا جو کہ سر ہے۔ اللہ کہ سوا وجود نہیں ہے۔

شاہ شجاع[1] کرمانی طبقہ ثانیہ میں سے ہیں۔ اور ملوک کرمان کی اولاد میں سے ہیں۔ ابو عثمان الحیری آپ کے مرید ہیں۔ ابو عثمان حیری کو ابو حفص اور معاذ رازی کی صحبت بھی ملی ہے۔ان کی ایک کتاب ہے۔ یحیٰی بن معاذ رازی نے اس کتاب میں سے کچھ سوالات کیئے۔ جس کا جواب حضرت قدوۃ الکبریٰ نے مکتوب ۱۶ میں دیا ہے۔ اور وہ جواب نہایت بلاغت و فصاحت کے ساتھ دیا ہے۔ قطعہ

زہے مکتوب غوث کاتب لوح * کہ در ہر گوہرش جاریست دریای

نہ گوہر جوہر کان معانی * فرود آمد زلوح عرش دارای

ترجمہ: غوث کا مکتوب کاتب لوح کیا خوب ہے۔ کہ اس کے گوہر میں دریا جاری ہے۔ گوہر و جوہر کو کانِ معانی میں رکھ۔ لوح عرش سے

---

[1]۔ آپ کا نام شاہ شجاع اور کنیت ابو الفارس ہے۔آپ کا وصال ۲۷۰ ہجری میں دوسرے قول کے مطابق ۲۹۰ ہجری میں ہوا۔

پالنے والا تشریف لایا۔

ابو نجیب[1] الدین عبد القادر بن عبد اللہ السہروردی: آپ اپنے زمانے کے ولی کامل تھے۔ آداب المریدین آپ کی تصنیف لطیف ہے۔ آپ مشائخ سہروردیہ کے سر حلقہ یعنی سردار ہیں۔

شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی: آپ جامع تصنیفات صوری و معنوی ہیں۔ عوارف المعارف آپ کی تصنیف ہے۔

ابو القاسم محی الدین[2] العربی الحاتمی الطائی الاندلسی: حق تعالیٰ نے آپ کو مصدرِ آیاتِ الٰہی و مظہرِ و اراداتِ نا متناہی بنایا ہے۔ آپ نے شریعت و طریقت دونوں میں کتابیں تصنیف فرمائی۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی پانچ سو کتابیں تصوف اور احادیث سے متعلق دیکھی۔ ان میں سے دو سو پچاس کتابوں کے نام خطبہ اور مقدمہ کے ساتھ شمار کرایا۔ آپ کی تصنیفات میں سے فصوص و فتوحات بارہ جلدوں میں' انشاء الدوائر' منہاج العارفین' اصطلاح صوفیہ' مقصد الاقصیٰ' تاج العارفین' طبقات' منہج الصدق' منبع العین' جامع' طالع' واضع اور شافع ہیں۔

ابو محمد صدر الدین قونوی: آپ منبائے حضرت شیخ الاسلام شیخ اکبر صاحب فصوص ہیں۔ شیخ صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ ارادات و خلافت کا نسب شیخ اکبر تک پہنچتا ہے۔ شیخ صدرالدین کی والدہ ماجدہ نے ان کو بچپن ہی

---

[1] ۔ آپ کی ولادت سن ۵۶۳ ہجری میں ہوئی۔ اور وصال ۶۹۰ ہجری میں ہوا۔

[2] ۔ شیخ محی الدین ابن عربی کی ولادت ۱۷ ماہ رمضان سن ۵۶۰ ہجری میں ہوئی۔ اور وصال ربیع الثانی ۶۳۸ ہجری میں ہوا۔

میں شیخ کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔آپ نے یعنی شیخ اکبر نے ان پر التفات فرمایا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شیخ صدر الدین نے شیخ اکبر کی کتابوں کی شرح کی۔ اور کئی کتابیں تالیف فرمائی۔آپ نے فصوص کی شرح لکھی۔ عقائد صوفیہ پر مشتمل کتاب مطالع الایمان تالیف کی۔

مولانا اعظم مؤید الدین جندی :آپ نے بھی فصوص کی شرح تالیف فرمائی۔ اورآپ اپنے زمانے کے اکابر اولیائے روزگار میں سے تھے۔

ابو طالب مکی :آپ صاحب رسالہ کمیہ ہیں۔

شیخ فخر الدین عراقی :آپ صاحبِ لمعات ہیں۔ حضرت بابا کمال رحمۃ اللہ علیہ تین اعزہ رکھتے تھے۔

۱ شیخ فخر الدین مکی۔

۲ شیخ فخر الدین عراقی۔

۳ خواجہ شمس الدین تبریزی۔

کہ ان کے پیر و مربی مولوی رومی قدس سرہ ہیں۔ بابا کمال خجندی کے نفسِ کمال سے خواجہ شمس الدین تبریزی روم گئے۔ اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں راہ سلوک طے فرمایا۔ جیسا کہ داستانِ حیات شیخ الاسلام میں مرقوم ہے۔

نظام الدین یمنی آپ جامع مقامات اشرفیہ غوثیہ ہیں۔ ان تمام تصنیفات کوآپ نے دیوان و اشعار و مثنوی سے اخذ کیا۔ خواجہ شمس الدین شہرت رکھتے تھے۔ اس لئے اشعار لکھ کر ان کے سامنے پیش کرتے تھے۔

ابو الحسن علی الحسنی جو حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح سے نسبتِ ارادت و خلافت رکھتے ہیں اس کے علاوہ شیخ صدر الدین اور شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہما سے بھی خلافت رکھتے تھے۔ آپ صاحبِ کتاب ہیں۔ نزہۃ الارواح جس میں حقیقت سے متعلق نفیس بحث ہے۔ آپ کی کتاب ہیں۔ اس کے علاوہ زاد المتاخرین بھی آپ کی کتاب ہے۔

ابو الفضائل شیخ الاسلام نظام الدین یمنی: آپ کی نسبت ارادت و خلافت حضرت قدوۃ الکبری سے ہے۔ آپ تصانیفِ کثیرہ و توالیفِ کبیرہ کے مالک ہیں۔ چنانچہ کنز الاسرار اسمائے عظام میں' تسخیر کواکب اور تکسیر مقامات میں حقائق و دقائق حضرت قدوۃ الکبریٰ سے درس کے وقت حاصل ہونے والے ہیں۔ جسے انھوں نے سپرد قرطاس کیا۔ اکثر کتب بنام قدوۃ الخوانین و عمدۃ الخواقین صیف خان کی جانب ہیں۔ اور صیف خان' سلطان السلاطین ختم الملوک دہلی سلطان فیروز غفر اللہ کے داماد تھے۔

قدوۃ العلمائے ہند و زبدۃ الفصحائے سند قاضی شہاب الدین دولت آبادی۔ آپ صاحب تصانیفِ لائقہ و توالیف رائقہ ہیں۔ ان کی ایک کتاب بحر امواج جو تفسیر قرآن پر مشتمل ہے۔ میں نے عرب میں دیکھا کہ وہ کتاب دستورِ علمائے عرب ہے۔ "ارشاد" نامی کتاب جو علم نحو پر مشتمل ہے۔ حکمت و نجوم میں الا ماشاء اللہ ہے۔ بیت

آفتاب برج علم و ماہ ہر چرخ علوم * تافتہ باصد ہزار و اسرار خدای

ترجمہ: علم کے آسمان کے آفتاب اور چرخِ علوم کے ماہتاب نے صد ہزار اسرار خدا کے پرو دیا ہے۔

قدوۃ الاکابر، عمدۃ الاماثر، عنایتِ دستگاہ

درایتِ پناہ، جامع العلوم واضعِ قوانینِ

نجوم، مقتدائے اولیائے کبیر، سنتہائے

اصفیائے کثیر حضرت سید اشرف

جہانگیر السمنانانی السامانی النور بخشیہ

وہ مقدار تصانیفِ عجائب و تالیفِ غرائب جو حضرت قدوۃ الکبری سے عرصۂ روزگار میں صدور ہوئے۔ کوئی عالم ذوی العلوم ظاہر و مفہوم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ کوئی فاضل صاحب حکوم سے مخفی نہیں ہے۔ قطعہ

بحر علم و کان فضل و پیرکار * درفشاں و موج یم جوہر ترای

ہمچو خم دار مکان بر تحت دین * پہلوی دل شاعر گیتی نمای

ترجمہ: علم کا سمندر اور خزانہ پیر کی کان آپ کے جوہر و موج سے روشن موتی کی طرح ہے۔ جیسے کہ آپ نے زمانے کے شاعر کے دل کے پہلو کو دین کے تخت پر خم کر دیا ہو۔

آپ کی کتابوں کی تفاصیل حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) نحو اشرفیہ

<<< >>>

اس کتاب میں نحوی مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ افاضلِ روزگار نے اسے دستور بنایا۔

(۲) اصولِ فصول

<<< >>>

اس کتاب میں موالی کے اصول لکھے گئے ہیں۔

(۳) شرحِ ہدایہ

<<< [redacted] >>>

آپ نے ہدایہ کی شرح لکھی۔ اس کے علاوہ حاشیہ بھی۔ جیسا کہ قاضی شہاب الدین نے بدایتِ علاقات میں فرمایا کہ دارالخلافت جونپور حَرَسَهَا اللّٰهُ عَنِ الْكُسُوْرِ تین چیزوں کے تصور سے آیا۔ ایک اس لئے کہ حضرت قدوۃ الکبریٰ اپنا نیم خوردہ مجھے عطا فرمائیں۔ دوم اس لئے کہ آپ مجھے نادرِ زمانہ تحفہ عطا فرمائیں۔ سوم اس لئے کہ کچھ لوگوں نے آپ پر شیعیت کا شبہ کیا تھا۔ اس کے ازالے کیلئے۔ ہرگاہ کہ وہ تشریف لائے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ وضو کرنے کی تیاری فرمارہے تھے۔ آپ اٹھے اور اصحابِ سنت کے معمول کے مطابق وضو فرمایا۔ قدم دھوتے وقت قاضی صاحب کی جانب دیکھکر مسکرایا۔ اور فرمایا کہ ظُنُّوْا بِالْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا۔ یعنی مومنوں سے متعلق بہتر گمان رکھو۔ تم جس کام کیلئے آئے تھے۔ اس کا پہلا جواب ہو گیا۔ پھر آپ نے وضو کا بقیہ حصہ قاضی شہاب الدین کو عطا فرماتے ہوئے کہا کہ یہ لو۔ یہ تمھارا دوسرا جواب ہے۔ قاضی صاحب اس بقیہ پانی کو اس انداز سے نوش فرماتے ہیں۔ جیسے کہ آبِ زمزم پی رہے ہوں۔ پھر فرمایا کہ آؤ اب تیسرا جواب بھی آپ کو دیا جائے۔ آپ نے شرح ہدایہ اور حاشیہ ھدایہ کے وہ مقامات جہاں مولانا برھان الدین رحمۃ اللہ علیہ سے سہو ہوا۔ ان سب کی تصحیح پر مشتمل قلمی نسخہ عطا فرمایا۔ اور کہا کہ یہ نادرِ زمانہ تحفہ ہے۔ القصہ ہر علم میں حضرت قدوۃ الکبریٰ کی تصانیف ہیں۔

④ شرحِ عوارف

<<< >>>

اس شرح میں آپ نے تصوف کے گرانقدر اصول کو قلمبند فرمایا ہے۔

⑤ شرحِ فصوص الحکم

<<< >>>

جس زمانے میں اعلم العلماء صاحب المعارف و بحر العوارف شیخ نجم الدین بن صدر الدین قونوی کتاب فصوص کا درس لینے آتے تھے۔ اسی زمانے میں روحانیہ اکبریہ کے حکم سے فصوص کی شرح لکھی۔ یہ شرح عرب میں بھی مشہور ہوئی۔ اور عرب کے لوگ بھی تصوف کی جانب مائل ہوئے۔

⑥ قواعد العقائد

<<< >>>

آپ نے اس کتاب میں عباراتِ غریبہ پیش کیا۔ مولانا اعظم اعلم نے اس کے لمعات کا عربی میں ترجمہ کیا۔ پھر بعد میں اس کتاب کی عربی میں مستقل شرح کی۔ اور اس میں معارفِ الٰہی خرچ کیا۔ قطعہ

ثانی علی چو پرتو خورشید برج علم * شد درفشاں وہر طرفی ریختہ شعای

آدم صفت کہ علم الاسماء زلوح دل * خواند از ادیب او نبی درس سمای

ترجمہ: ثانی علی جب برجِ علم کے خورشید کا پر تو ہوا۔ تو روشن موتی ہوا اور ہر طرف اس کی شعا گرتی ہے۔ آدم صفت کہ لوحِ دل سے علم اسماء پڑھتا ہے۔ اس کا ادیب آسمان کے درس کے نبی ہیں۔

آتا ہے کہ مولانا اعلم افضل نجم الدین اور جامع العلوم مولانا نجیب

الدین دمغانی سفر حجاز میں ایک کشتی پر سوار ہو کر جا رہے تھے۔ مولانا علی ابن نجم الدین کو شوق پیدا ہوا کہ ان سے اصطلاحِ تصوف کی تحصیل کریں۔ جامع العلوم نے ان کی جانب توجہ فرمایا۔ تو جن مسائلِ تصوف میں انھیں اضطراب تھا۔ ان تمام کا جواب آگیا۔ لیکن یہ جواب بغیر لقلقۂ لسانی و قلقلہ زبانی تھا۔ سبحان اللہ یہ عنایتِ الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ ذَالِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَاءُ۔ (یہ اللہ عزوجل کا فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے) قطعہ

تا نخواند درس او نبی کسی * رہ نیابد بر حروف اہتدای
روبلوح دل نقوش جان نگار * گر بخواہی درس وصل منتہای

ترجمہ: جب تک وہ نبی کے درس میں نہ رہا ہو۔ اہتدا کے حروف اس پر جاری نہیں ہو سکتے۔ اگر تو وصل منتہا کا درس چاہتا ہے۔ تو چہرہ لوحِ دل کی جانب کر لے۔

سات ماہ تک اس سفر حجاز میں یکجا رہے۔ اور راہِ سلوک کا استفادہ و نگاہِ صعلوک کا استجارہ کرتے رہے۔ جب کشتی دریا عبور کر کے منزل تک پہنچی۔ تو مولانا نجم الدین نے اپنے بیٹے مولانا علی سے فرمایا کہ استاد شریعت و طریقت سے استفسار کرو۔ کہ اگر یہ تجارت ان کے ہمراہ کی جائے۔ تو کیا نفع ملے گا۔ جامع العلوم نے فرمایا۔ کہ شہر مکہ میں آسانی سے پہنچ جانے دو۔ پھر جو نفع طلب کرو گے۔ تمھیں دیا جائیگا۔ مکہ پہنچنے کے بعد بطریق تخمین حساب کیا۔ تو نوّے (۹۰) ہزار دینار رائج مکہ صانہا اللہ عن النکۃ بنے۔ چنانچہ واپسی کے بعد جامع العلوم نے کچھ اصحابِ سفر و اربابِ نظر کے ذریعے وہ دینار مولانا نجم الدین کی خدمت میں علمی پورہ روانہ کر دیا۔ آپ نے جب دیکھا کہ

اتنی کثیر رقم بے کوشش کے ملی۔ تو مولانا علی کو طلب فرماکر حالات سے آگاہی کی۔ اس کے بعد مولانا علی وہ رقم لیکر جامع العلوم کی خدمت میں پہنچے۔ اور ان کی خدمت میں دیتے ہوئے عرض کیا کہ اسے اکابرِ جانبین و اماثرِ طرفین کی جانب سے قبول فرمائیں۔ پھر مولانا علی ان کی خدمت میں رہتے ہوئے علومِ عربیہ کا استفادہ و معلومِ عجیبیہ کا استفادہ فرمایا۔ ہر گاہ کے مولانا علی نے جمیع فنونِ نوادر و تمام شیون متبادر کو پہنچے۔ ہر دیار میں تشریف لے جاکر تصوف کا درس لیتے رہے۔ لیکن جب اُوتِیتُ جَوَامِعَ الْکَلِم کے بعض مضامینِ کریمہ سے مشرف ہوئے۔ اور کچھ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کے قوانین عظیمہ سے مستفید ہوئے۔ تو ان سے نوادرِ تصوف ظاہر ہونے لگے۔

جب آپ ترکستان سے درس تصوف سے مستفیض ہو کر دیارِ ہند تشریف لائے۔ تو آپ نے زبانِ ترکی میں تصوف کی کتاب لکھی۔ بلکہ زنگی، رومی اور عربی زبان میں بھی آپ نے تصوف کی کتابیں لکھی۔ پھر ان کتابوں کا علاقائی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ قطعہ

ہر خمیری راکہ در بد و ازل * در طبق از بر زبان آمیختند

ایں زمان در ہر زبان لذت دہد * کردہ کن آن خمیر آمیختند

ترجمہ: ہر زبان کہ انھوں نے دریافت کیا۔ اسے طبق میں رکھ کر پیش کیا۔ یہ زمان ہر زبان میں لذت دیتا ہے۔ حرفِ کن سے ان زبانوں کو سیکھا۔

⑦ شرحِ تربیت و بیان

<<< [redacted] >>>

اس شرح کی نسبت اگرچہ جامع اوراقِ غریبہ و واضعِ اعراقِ عجیبہ (سید عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ) کی جانب ہے۔ لیکن یہ شرح حضرت قدوۃ الکبریٰ علیہ الرحمۃ کی ہے۔ اگر مضمون قُلْ لَوْ کَانَ[1] الْبَحْرُ مِدَادً لِکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبحرُ قَبلَ اَنْ تَنفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْجِئنَا بِمِثْلِه مَدَدًا۔ ترجمہ : تم فرما دو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کیلئے سیاہی ہو۔ تو ضرور سمندر ختم ہو جائیگا۔ اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں۔ قطعہ

سیاہی گر شود از ہفت دریا * ہماں اوراق اوراق زمین رای
نباتی غرضہای ہفت اقلیم * تراشند خامہای پختہ فرسای
کتابت گر کنند از جملہ ثقلین * زیک احسان بروں نیاید بہر جای

ترجمہ : اگر ساتوں سمندر کا پانی سیاہی ہو جائے۔ اور تمام روئے زمین اوراق ہو جائے۔ تمام زمین کے درختوں کو تراش کر قلم بنا دیا جائے۔ اور جملہ ثقلین کتابت کریں۔ جب بھی ایک احسان کی تحریر سے باہر نہ آسکیں۔

منجملہ تربیتِ مخدومی کے پیشِ نظر اس شرح کی نسبت میری طرف کر دی گئی ہے۔ ایک سفر میں مولانا اعظم جمال الدین بدخشانی کے ساتھ بیٹھنے کا موقع ملا۔ دورانِ سفر جمعیتِ علومِ حقائق و کلیتِ معلومِ دقائق سیکھنے کا موقع ملا۔ اگرچہ تحصیلِ علومِ الٰہی و تکمیلِ فہومِ نامتناہی حضرت قدوۃ الکبری

۱۔ سورۃ الکھف آیت نمبر ۱۰۹۔

سے ہے۔ ان عباراتِ غریبہ و معلوماتِ عجیبہ میں سے بھی کچھ حصہ اس شرح میں موجود ہے۔ مولانا جمال الدین سے خصوصی طور پر اقلیدس اور مجسطی کی تعلیم حاصل کی۔ پھر اس کی تکمیل حضرت قدوۃ الکبری سے فرمائی۔ اس سفر میں مالی طور پر جو نفع حاصل ہوا۔ ان تمام کو حضرت کے پاس روانہ کر دیا۔ ایک سال تک مولانا جمال الدین کی خدمت میں رہ کر علوم و فنون سیکھتا رہا۔

⑧ اشرف الانساب

<<< >>>

یہ کتاب حضرت قدوۃ الکبریٰ علیہ الرحمۃ نے عراق، خراسان اور ماورائے نہر کے سفر سے واپسی پر تالیف فرمائی۔

⑨ بحر الاذکار

<<< >>>

یہ کتاب اشرف الانساب کی تالیف سے فراغت کے بعد تالیف فرمائی۔

⑩ فوائد الاشرف

<<< >>>

یہ کتاب گجرات میں تالیف فرمائی۔

⑪ اشرف الفوائد

<<< >>>

یہ کتاب بھی گجرات ہی میں تالیف فرمائی۔

(۱۲) بشارت الذاکرین

یہ کتاب قدوۃ الخوانین صیف خان حسام کی نسبت تالیف فرمائی۔

(۱۳) تنبیہ الاخوان

ایضاً

(۱۴) بشارت الاخوان

ایضاً

(۱۵) حجت الذاکرین

یہ کتاب بنگالہ جنتاباد میں تالیف فرمائی۔

(۱۶) فتاوی اشرفیہ

یہ کتاب بندہ کے التماس پر کتبِ غریبہ و صحفِ عجیبہ سے تالیف فرمائی۔

القصہ حضرت قدوۃ الکبریٰ علیہ الرحمۃ سے کتبِ نوادر و رسائلِ متواتر ظہور ہوئے۔ حضرت شیخ علاؤ الدولہ السمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تاریخ میں اسمائے سلاطین و آلائے خواقین کی ترتیب آپ نے کی۔ جب حضرت قدوۃ الکبری ماورائے نہر حضرت بابا رتن علیہ الرحمۃ سے ملاقات

کیلئے تشریف لائے۔ تو گنج خانہ کی منزل میں میر تیمور صاحب قِران بھی ملنے کیلئے آئے۔ انھوں نے حضرت سے عرض کی کہ آپ حضرت علاؤ الدولہ السمنانی علیہ الرحمۃ کی تاریخ کو اسمائے سلاطین کے اعتبار سے ترتیب فرمادیں۔ اس مقام میں کچھ محدثین سے بھی ملاقات ہوئی۔ ان سے احادیثِ معدودہ کی اسناد بھی حاصل کی۔ اس فقیر کے دست پر حضرت بابا رتن علیہ الرحمۃ نے خرقہ سعادت رکھ دیا۔ اس خرقہ کے پہنتے ہی انواعِ غرائب و اجنافِ عجائب کا ظہور ہوا۔ (اس کا تذکرہ مکتوب نمبر ۵۰ میں ملاحظہ فرمائیں) جب حضرت قدوۃ الکبریٰ علیہ الرحمۃ کی واپسی کا وقت ہوا۔ تو میر تیمور نے آپ کے پاس آکر درخواست کی کہ تفشخان پر حملہ کا ارادہ ہے۔ آپ ذرا عنایتِ باطنیہ فرمادیں۔ حضرت نے انھیں فتح و کامیابی کی بشارت دی۔ میر تیمور نے حضرت قدوۃ الکبریٰ سے دوسری مرتبہ ملاقات مشہد متبرکہ و مرقد منورہ حضرت امام الھمام علی رضا رضی اللہ عنہ میں کی۔ اس ملاقات میں اطوارِ سبعہ وآثارِ ہفتہ سے متعلق استفسار کیا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ علیہ الرحمۃ نے انھیں تفصیل سے سمجھایا۔ اس کے بعد فتوحِ عساکرِ صاحب قِرانی و ظفرِ لشکرِ واہبِ گیہانی کیلئے فاتحہ خوانی کی۔ فتوحِ جدیدہ کیلئے انواعِ نصائح فرمایا۔ سورہ مجادلہ کی مواظبت برائے افتتاحِ حاجات و انجاحِ مہمات کی تلقین فرمائی۔ تاریخ فیروز شاہی سے آپ نے نقل فرمایا کہ یمین الدین محمود بن سبکتگین دوران بادشاہت سورہ مجادلہ کی مواظبت کرتے تھے۔ اسی کی برکت سے گجرات فتح ہوئی۔ اور سومنات کے بت کو توڑا۔

تاریخ غزنین میں ہے۔ کہ سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ ایک ایسے

مقام میں پہنچے۔ جہاں دور دراز تک پانی نہیں تھا۔ لشکریوں کو پانی کی ضرورت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ پانی تلاش کرو۔ جواب آیا کہ چہار جوانب میں سے کسی جانب بھی پانی نہیں ہے۔ سلطان نے رؤسائے لشکر سے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جانا چاہیئے۔ ایک کافر نے کہا کہ سومنات کے بت سے مدد لیتے ہیں۔ اور ان سے پانی کی درخواست کرتے ہیں۔ یہ سنکر آپ برہم ہوئے۔ اور حکم دیا کہ اس کافر کو تہہ تیغ کر دیا جائے۔ اس کے بعد سلطان تنہا اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ اور سورہ مجادلہ کی تلاوت کر کے اس سورت کو شفیع بنایا۔ تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کہ عنایتِ الٰہی کے سحاب و حمایتِ الٰہی کے غمام سے تین دن تک بارش ہوگی۔ اور پورے لشکر کو سیراب کیا جائیگا۔ چنانچہ تین دن تک مسلسل بارش ہوئی۔ لشکریوں نے پانی جمع کیا۔ اطراف کے لوگوں نے بھی اس بارش پر خوشیاں منائیں۔ یہ سب سورہ مجادلہ کی برکت تھی۔ کہ اتنی جلدی سلطان کی دعا قبول ہوئی۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ علیہ الرحمۃ نے اس واقعہ کو میر تیمور کے سامنے پیش کیا۔ اور وہ انتہائی غور سے سنتا رہا۔ پھر آپ نے میر تیمور کو اسمائے عظام میں سے کچھ اسماء بتایا۔ کہ وہ اسماء تمام سلاطینِ روزگار و خوانینِ نامدار کے کام آتے رہے۔ ہر گاہ کہ میر تیمور گورگان ہندوستان آئے۔ اور ملوخان سے جنگ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بھی سورہ مجادلہ کی برکت سے کامیابی عطا کی۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى رَسُوْلِهِ الْاَمِيْنِ وَاٰلِهِ الْمَحْبُوْبِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُعَظَّمِيْنَ وَاَوْلِيَائِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ۔

رسالہ
شیخ نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ علیہ

یہ رسالہ شیخ امام اجل نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ جس میں اہل تصوف کا بیان ہے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ تصوف کیا ہے ؟ اور اہل تصوف کون ہے ؟ ان کے چند گروہ ہیں۔

تصوف کی تعریف

<<< >>>

تصوف پاکیزہ گردانیدنِ دلست از دوستیٔ غیر اللہ تعالیٰ و آراستنِ تن ست بسنتہائے ختمِ پیغامبران محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ : تصوف دل کا غیر اللہ تعالیٰ کی دوستی سے پاکیزہ کرنے اور خاتم النبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے تن کا آراستہ کرنے کا نام ہے۔

تو جان کہ اہل تصوف حضرت حق تعالیٰ کے پاکیزہ برگزیدگان ہیں۔

گیارہ گروہ بدعت و ضلالت میں ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔

۱ حبیبیہ۔ ۲ اولیائیہ۔

۳ شمراخیہ۔ ۴ اباحیہ۔

۵ حالیہ۔ ۶ حلولیہ۔

۷ حوریہ۔ ۸ واقفیہ۔

۹ متجاہلیہ۔ ۱۰ متکاسبیہ۔

۱۱ الہامیہ۔

پس جاننا چاہیئے کہ ہر گروہ کی روش کیا ہے؟ اور ہر ایک کا اعتقاد کیا ہے؟

(۱) مذہبِ حبیبیہ

اس گروہ کا کہنا ہے کہ جب بندہ حق تعالیٰ کی محبت کے درجے تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ اور اللہ عزوجل کی محبت کو اپنا کر غیروں کی محبت کو نکال دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس بندہ سے قلمِ تکلیف' خطاب اور عبادات کو اٹھا لیتا ہے۔ جیسے نماز روزہ وغیرہ۔ اور یہ گروہ مقامِ عورت نہیں چھپاتا ہے۔ یہ عقیدہ کفرِ محض ہے۔ اس گروہ کو گفتار سے پہچاننا مشکل ہے۔ ان کے کردار سے بچو۔ اگر سالک اس گروہ کے ساتھ رہ کر بھی راہِ حق ترک نہ کرے۔ تو ان کی صحبت کفر نہیں ہے۔

(۲) مذہبِ اولیائیہ

اس گروہ کا کہنا ہے کہ بندہ جب درجہ ولایت پر فائز ہو جاتا ہے۔ تو ان سے امر و نہی کا خطاب مرتفع ہو جاتا ہے۔ اس گروہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ

درجہ ولایت میں پہنچ کر نبی سے بھی فاضل تر ہو جاتا ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔ حق تعالیٰ اس سے بچائے۔

۳ مذہبِ شمراخیہ

اس گروہ کا کہنا ہے کہ جب محبت قدیم ہو جائے۔ تو امر و نہی کا خطاب مرتفع ہو جاتا ہے۔ یہ گروہ بانگ' بانسری' دف اور طبل سنتا ہے۔ اپنی عورت کو ایک دوسرے کیلئے مباح رکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہماری عورتیں ریاحین ہیں۔ اور گل کا سونگھنا مباح ہے۔ یہ سب عبد اللہ شمراخی کی قوم ہیں۔ کہ جس نے صلاح کی صورت سے عالم کو پکڑا۔ اور پھر اس میں فساد بپا کیا۔ اس گروہ کا خون بہانا مباح ہے۔

۴ مذہبِ اباجیہ

اس گروہ کا کہنا ہے۔ کہ ہم سب ولایت کے متحمل ہیں۔ اس لئے ہمارا تن معصیت سے پاک ہے۔ چونکہ ہم دوسرے کو معصیت سے باز رکھتے ہیں۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر کی تلقین کرتے ہیں۔ اس لئے ان کا مال اور ان کے اجسام ہمارے لئے حلال ہے۔ یہ سب کفر ہے۔ اور یہ بد ترین خلق ہیں۔

۵ مذہبِ حالیہ

یہ گروہ رقص کرنے اور تالیاں بجانے کو حلال جانتے ہیں۔ درمیان

سماع بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ اور انھیں ایسا حال آتا ہے کہ حرکت نہیں رہتی۔ ان کے مرید کہتے ہیں کہ وہ شیخ حال رکھتے ہیں۔ یہ خلافِ سنت رسول ﷺ کرتے ہیں۔ اور جو سنتِ رسول ﷺ ہو۔ بدعت و ضلالت ہے۔

⑥ مذہبِ حلولیہ

<<< >>>

اس گروہ کا کہنا ہے کہ صاحبِ جمال شاہدان کے چہرے کی طرف نظر اور خوبصورت پسران کی طرف نظر حلال ہے۔ اسی حال میں شادی اور رقص کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اللہ عزوجل کی صفات میں سے یہ ایک صفت ہے۔ جو ہمارے اندر آجاتی ہے۔ اور پھر ذوقِ صفتِ لبدان حاصل ہوتا ہے۔ یہ کفر محض ہے۔

⑦ مذہبِ حوریہ

<<< >>>

یہ گروہ مذہبِ حالیہ کی طرح ہے۔ان کا کہنا ہے کہ جب حال میں بے ہوش ہوتے ہیں۔ تو حورانِ بہشتی آتی ہیں۔ اور ہمیں ان سے وطی حاصل ہوتی ہے۔ جب بے ہوش ہوتے ہیں۔ تو وطی کا عمل ہوتا ہے۔

⑧ مذہبِ واقفیہ

<<< >>>

اس گروہ کا کہنا ہے کہ خدا تعالیٰ کی حقِ معرفت ممکن نہیں ہے۔ اور بندہ اس کی حقیقت کی شناخت سے عاجز ہے۔ نظم کہتے ہیں۔ بیت

ترا چنانکہ توئی ہر کسے نمیداند * بقدر دانش خود ہر کسے کند ادراک

ترجمہ : تجھ کو تیری حیثیت کے مطابق ہر کوئی نہیں جانتا۔ ہر شخص اپنے فہم کے مطابق ادراک کرتا ہے۔

⑨ مذہبِ متجاہلیہ

یہ گروہ فاسقوں والا لباس پہنتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ ہمارے لئے اپنے تن سے دفعِ ریا ہے۔ یہ بھی گمراہی ہے۔

⑩ مذہبِ مرکاسبیہ

یہ گروہ کسب کو ترک کر دیتا ہے۔ اور تن و شکم کیلئے لوگوں کے دروازے پر آتا ہے۔ زکوٰۃ کے اموال لیکر پیٹ بھرتا ہے۔ یہ خلافِ سنت رسول ﷺ ہے۔

⑪ مذہبِ الہامیہ

یہ گروہ قرآن پاک کے پڑھنے اور علم سیکھنے سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اور حکیمانِ حکمت کی کتابوں کی متابعت کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ قرآن حجابِ راہ ہے۔ ابیات اور اشعار حکماء کو طریقت کا نام دیتے ہیں۔ اور اپنی عمر ان ہی کے سیکھنے اور سکھانے پر صرف کر دیتے ہیں۔ یہ تمام سنتِ رسول ﷺ کے خلاف ہے۔

مذہبِ حق

ان گروہان میں حق وہ ہے جو گروہ سنتِ رسول ﷺ کی متابعت کرے۔ فریضہ کو اپنے وقت میں ادا کرے اہلِ ہوا کی صحبت سے احتراز کرے۔ لقمہ حرام نہ کھائے۔ کتب میں مشغول ہو۔ اہل سنت و جماعت کی صحبت رکھتا ہو۔ اہل سنت کی برائی کرنے سے دور رہتا ہو۔ اپنی آسائش نہ چاہتا ہو۔ صحابہ' تابعین' صالحین اور نیک مردان کی سیرتوں کو اپناتا ہو۔ قوم سے دوستی اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کیلئے کرتا ہو۔ اور اس سے دشمنی بھی اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کیلئے کرتا ہو۔ قرآنِ مجید و فرقانِ حمید کی تلاوت کرتا ہو۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ
قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ
(سورۃ الحجرات' آیت نمبر ۳)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کا فرمان : وہ ہیں جن کا دل اللہ نے
پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے۔ ان کے لئے
بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

جب آپ نے اہل تصوف کا حال جان لیا۔ تو پھر ان کی تعظیم کریں۔ ان کی متابعت کریں۔ اور ان کی صحبت میں بیٹھیں۔ ان کے علاوہ جو گروہ اہل

بدعت و ضلالت ہے۔ ان سے پرہیز کریں۔ تاوقتیکہ وہ شریعت مطہر کے مطابق عقیدہ اور عمل بنالے۔ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ اَھَانَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ اٰمَنَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ فَزَعِ الْاَکْبَرِ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اہل بدعت کی اہانت کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن نزع اکبر سے امن عطا فرمائیگا۔ سچ فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے۔ اور اللہ درست کو خوب جانتا ہے۔

سید شاہ محمد ممتاز اشرفی غفرلہ
مہتمم دارالعلوم اشرفیہ رضویہ۔
سیکٹر 16 گلشنِ بہار اورنگی
ٹاؤن شپ کراچی۔
فون: ۹۲-۲۱-۶۶۶۲۲۸۲
Email: mumtazashrafi@hotmail.com

۲۲ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ

۲۹ فروری ۲۰۰۰ء

فہرست مکتوباتِ اشرفی "جلد دوم"

الطبقة فی ذکر القُرَّاء

الطبقة فی ذکر المحدثین

الطبقة فی ذکر الصوفیة

حواشی کیلئے درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔

نمبر شمار	کتابوں کے نام	زبان
۱	تفسیر روح البیان۔	عربی
۲	تفسیر نور العرفان۔	اردو
۳	بخاری شریف۔	عربی
۴	حسامی۔	عربی
۵	فتاوٰی حدیثیہ۔	عربی
۶	فتاوٰی شامی۔	عربی
۷	احیاء العلوم۔	عربی
۸	النبراس۔	عربی
۹	کتاب التعریفات۔	عربی
۱۰	قلیوبی۔	عربی
۱۱	مثنوی مولانا روم۔	فارسی
۱۲	نورِ حقیقت۔	اردو
۱۳	رفیقِ علم۔ (گولڈن جوبلی ایڈیشن)	اردو
۱۴	جواہر خمسہ۔	اردو
۱۵	تعلیم غوثیہ۔	اردو
۱۶	علمی اردو لغت۔	اردو
۱۷	تعبیر الرؤیا۔	اردو

۱۸	معارف سلسلہ اشرفیہ۔	اردو
۱۹	الشرف المؤبد لآل محمد ﷺ۔	اردو
۲۰	حسن اللغات۔	اردو
۲۱	علم بلاغت وعلم عروض۔	اردو
۲۲	اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ۔	اردو
۲۳	شرح عقائد نسفی۔	عربی
۲۴	تاریخ الخلفاء۔	اردو
۲۵	تاریخ بغداد للخطیب بغدادی۔	عربی
۲۶	شرح صحیح مسلم۔	اردو
۲۷	فتاویٰ نعیمیہ۔	اردو
۲۸	مراۃ الاسرار۔	اردو

سید شاہ محمد ممتاز اشرفی کی دیگر تالیفات و تراجم

مسجد میں نماز جنازہ کے شرعی احکام

تالیف : سید شاہ محمد ممتاز اشرفی

اس رسالہ میں دلائل کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا عام ازیں کہ جنازہ مسجد میں ہو یا خارج مسجد۔ ظاہر روایت کے مطابق مکروہ تحریمی ہے۔ اس کے علاوہ دعا بعد نماز جنازہ۔ بعد دفن قبر پہ اذان کہنا قبر پر اگربتی جلانا۔ وغیرہ مسائل بھی دلائل کی روشنی میں پیش کئے گئے ہیں۔

برہان الصلوٰۃ

تالیف : سید شاہ محمد ممتاز اشرفی

اس رسالہ میں احادیث مبارکہ کی روشنی میں رفع یدین نہ کرنا۔ آمین آہستہ کہنا۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھانا۔ امام کے پیچھے قرأت نہ کرنا وغیرہ مسائل پیش کئے گئے ہیں۔ فن حدیث میں امام صاحب کا مقام بھی بیان کیا گیا ہے۔ انداز نہایت دلکش اور آسان ہے۔

اظہریہ شرح رشیدیہ

شارح : سید شاہ محمد ممتاز اشرفی

درس نظامی کی مشہور کتاب اور فن مناظرہ کی نہایت اہم کتاب رشیدیہ کی شرح ہے۔ نہایت آسان اور سلیس اردو زبان میں ترجمہ بھی ہے۔ جو کتاب کے سمجھنے میں مزید معاون ثابت ہوگا۔ اس فن سے ذوق رکھنے والوں کیلئے مفید ہے۔

اختراع وھابیت کا آپریشن

تالیف : سید شاہ محمد ممتاز اشرفی

اس کتاب میں وہابیوں کی طرف سے مشہور دس سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ جو قبور صالحین سے متعلق ہیں۔ ان کا محققانہ جواب دیا گیا ہے۔ کتاب ھذا کے خاتمہ میں سلف صالحین کا عقیدہ بھی بیان کیا گیا ہے۔

معارف سلسلہ اشرفیہ

تالیف : سید شاہ محمد ممتاز اشرفی

اس رسالہ میں دنیائے طریقت کے مشہور سلسلہ جو سلطان اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ اور اسی نسبت سے اشرفیہ کہا جاتا ہے۔ نہایت مختصر مگر جامع انداز میں تعارف پیش کیا گیا ہے۔

اللہ کو خدا کہنا کیسا ہے؟

تالیف : سید شاہ محمد ممتاز اشرفی

اس رسالہ میں اللہ تعالیٰ کیلئے لفظ خدا کے جواز پر دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے خدا کا لفظ سب سے پہلے صحابی نے استعمال کیا ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا دریچۂ یاد میں

تالیف : سید شاہ محمد ممتاز اشرفی

اس کتاب میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی یاد مختلف زاویے سے پیش کی گئی ہے۔ بالخصوص نبی کریم ﷺ کی نسبت سے آپ کو جو اعزاز حاصل ہوا۔ نہایت عمدگی سے اسے بیان کیا گیا ہے۔